النِّكَاحُ مِنْ سُنَّتِي فَمَنْ لَمْ يَعْمَلْ بِسُنَّتِي فَلَيْسَ مِنِّي.(الحدیث)

مختصر شادی کورس

خطاب

حضرت مولانا مفتی ابوبکر جابر صاحب قاسمی دامت برکاتہم

ناظم کہف الایمان ٹرسٹ، صفدر نگر، بورابنڈہ، حیدرآباد

مرتب

مفتی سید آصف قاسمی

مقامی منتظم واستاذ مدرسہ کہف الایمان للبنات حیدرآباد

ناشر

....

جملہ حقوق بحق مرتب محفوظ ہیں

نام کتاب	مختصر شادی کورس
خطاب	حضرت مولانا مفتی ابوبکر جابر صاحب قاسمی دامت برکاتہم ناظم کہف الایمان ٹرسٹ بورابنڈہ حیدرآباد
نام مرتب	مفتی سید آصف قاسمی مقامی منتظم واستاذ مدرسہ کہف الایمان للبنات حیدرآباد رابطہ: 9675873726 - 9885052592
صفحات	۲۸۳
کمپوزنگ	ایم ایم قاسمی کمپیوٹر، بڑھاپور (976141886)
سن اشاعت	۱۴۴۵ھ مطابق ۲۰۲۳ء (طبع اول)
ناشر	......

ملنے کے پتے

(۱) ....

(۲) ....

(۳) ....

اجمالی فہرست

۱	تعارفی کلمات	۲۳
۲	ابتدائیہ تمہید	۲۵
۳	نکاح کی اہمیت اور ہمارا معاشرہ	۳۰
۴	نکاح کے لئے استخارہ کی اہمیت	۴۶
۵	لومیرج اور پسند کی شادی	۵۳
۶	لڑکی کے دیکھنے کا طریقہ، منگنی اور مہر کے احکام	۶۲
۷	شادی اور ولیمہ کا کھانا	۸۱
۸	آن لائن نکاح کا طریقہ	۹۲
۹	شوہر کی ذمہ داریاں	۹۹
۱۰	بیوی کی ذمہ داریاں	۱۱۵
۱۱	سسر اور ساس کی ذمہ داریاں	۱۲۴
۱۲	شادی کے بعد ماں باپ کی ذمہ داریاں	۱۳۹
۱۳	مشترکہ خاندان کے مالی اور معاشرتی مسائل	۱۴۷
۱۴	فیملی پلاننگ کے احکام	۱۶۲
۱۵	عقیقہ کے شرعی مسائل	۱۷۴
۱۶	جب لڑکی بالغ ہوجائے	۱۸۳

۱۷	سیدہ لڑکی سے نکاح کیوں نہیں کیا جا سکتا؟	۱۸۷
۱۸	طلاق کب؟ کیوں؟ اور کیسے؟	۱۹۴
۱۹	خلع کیوں؟ کیا؟ کیسے؟	۲۱۲
۲۰	دوسری شادی معتدل نقطۂ نظر	۲۱۹
۲۱	اولاد کی تربیت کے بنیادی اصول	۲۳۳
۲۲	حمل اور رضاعت کا زمانہ	۲۴۵
۲۳	بیٹی کی رخصتی کے وقت باپ کی ہدایات	۲۵۴
۲۴	عورتو! علم کے میدان میں آگے بڑھو!	۲۷۵

تفصیلی فہرست

درس نمبر ۱: نکاح کی اہمیت اور ہمارا معاشرہ

- شادی کی زندگی کیسے کامیاب ہو؟ ۳۰
- اسلام ایک جامع دین ہے ۳۱
- نکاح کی اہمیت ۳۲
- دین کے لئے قربانیاں ۳۲
- بیوی تسکین قلب کا ذریعہ ہے ۳۳
- سماج میں نکاح کی ضرورت ۳۳
- نکاح کا تقاضہ فطری ہے ۳۴
- انتخاب کا معیار اور ہماری کوتاہیاں ۳۵
- نکاح کے درجات ۳۶
- معاشرے کی چند غلط فہمیاں ۳۷
- نکاح میں تاخیر مت کیجیے ۳۷
- بتدریج رسومات کا خاتمہ کیا جائے ۳۹
- دعوت نکاح کا حکم ۴۰
- نکاح سنت کے مطابق ہو ۴۰
- نکاح رضائے الٰہی کے لئے ہو ۴۱

- شادی بیاہ کے بعض منکرات ومحرمات ۴۱
- دین شکنی قبول نہ کی جائے ۴۲
- ترجیحی امور پر توجہ! ۴۳
- نکاح کے فوائد ۴۴
- تمرینی سوالات ۴۵

درس نمبر ۲: نکاح کے لئے استخارہ کی اہمیت

- استخارہ کی حقیقت اور رجوع الی اللہ کی کیفیت ۴۶
- استخارہ دو حلال چیزوں میں ۴۷
- حکیم الامت حضرت تھانویؒ کی تصریح ۴۷
- استخارہ اور ہماری غلط روش ۵۰
- حاصل کلام ۵۱
- تمرینی سوالات ۵۲

درس نمبر ۳ : لومیرج اور پسند کی شادی

- حقیقی محبت تو اللہ اور اس کے رسول سے ہو ۵۳
- زن کی جانب میلان فطری ہے ۵۴
- محبت کیسے ہوتی ہے؟ ۵۴
- پسند کی شادی اور لومیرج ۵۵
- پسند کی شادی کے نقصانات ۵۶
- نفس وشیطان کا دھوکہ ۵۷
- لومیرج کے بعد کی مشکلات ۵۷

- والدین کا قصور ۵۸
- غیر مسلم سے شادی میں سرپرست کا کردار ۵۹
- اپنے گھر کا دروازہ کھلا رکھیں ۶۰
- تمرینی سوالات ۶۱

درس نمبر ۴: لڑکی دیکھنے کا طریقہ، منگنی اور مہر کے احکام

- منگنی کی رسم ۶۲
- لڑکی دیکھنے کا ایک طریقہ ۶۳
- لڑکی دیکھنے کا دوسرا طریقہ ۶۳
- لڑکی دیکھنے والوں کے لئے معیارات ۶۵
- لڑکے والوں کے لئے معیارات ۶۵
- ایک لطیفہ ۶۷
- دین دار لڑکوں کو دین دار ہی ملے گی ۶۷
- وقت پر اولاد کا نکاح کیجئے ۶۹
- رشتہ کے لئے وقت دیجیے ۶۹
- شادی سے پہلے ایک دوسرے کو دیکھنا ۷۰
- دکھانے کا مناسب طریقہ ۷۲
- دیکھنے کے سلسلے میں ہماری بے عتدالیاں ۷۲
- منگنی ایک وعدہ ہے ۷۴
- لڑکی کی جانب سے نکاح کا پیغام ۷۶
- شادی سے پہلے منگیتر سے تعلق ۷۷
- مہر کی حقیقت ۷۷

- معتدل مہر ہو ۷۸
- دورِ نبوت اور صحابہؓ مہر کی قسمیں ۷۸
- مہر معجّل اور ہماری کوتاہیاں ۷۹
- تمرینی سوالات ۸۰

درس نمبر ۵: شادی اور ولیمہ کا کھانا

- شادی کا کھانا ۸۱
- شادی میں کم خرچ کیجئے ۸۱
- لڑکے والوں کا ناجائز مطالبہ ۸۲
- دعوت کی بہتر صورت ۸۳
- شادی کی دعوت اور ہمارا معاشرہ ۸۳
- دینی امور میں تعاون کیجئے ۸۴
- شادیوں میں پائے جانے والے گناہ ۸۵
- بارات کا حکم ۸۶
- رسومات کا خاتمہ بتدریج ہو ۸۶
- ولیمہ سنت ہے ۸۶
- جوڑے کی رقم ناجائز ۸۷
- غرباء کو بھی یاد کیا جائے ۸۷
- ولیمہ رخصتی سے پہلے یا بعد؟ ۸۷
- ایامِ ولیمہ اور ہماری بے اعتدالیاں ۸۸
- حضرت آقا صلی اللہ علیہ وسلم اور بیٹیوں کا نکاح ۸۹
- جہیز کی شرعی حیثیت ۹۰

- تمرینی سوالات ۹۱

درس نمبر ٦: آن لائن نکاح کا طریقہ

- نکاح مسجد میں ہو ۹۲
- خطبۂ نکاح کا پیغام ۹۳
- نکاح دو گواہوں کی موجودگی میں ہو ۹۵
- سہرا باندھنا کافروں کی رسم ہے ۹۵
- آن لائن نکاح کی ضرورت اور شکلیں ۹۵
- مجلس نکاح میں مصری یا کھجور لٹانا جائز ہے ۹٦
- نکاح کے ارکان ۹۷
- چند غلط فہمیاں ۹۷
- تمرینی سوالات ۹۸

درس نمبر ۷: شوہر کی ذمہ داریاں

- اپنے اندر ذمہ داریوں کا احساس پیدا کریں ۹۹
- مردوں کی ذمہ داریاں ۱۰۰
- شوہر گھر کا ذمہ دار ہوتا ہے ۱۰۱
- ہمیشہ مسکراتے ہوئے گھر میں آئیں ۱۰۲
- بیویوں کے ساتھ دوستانہ برتاؤ ۱۰۲
- بیوی سے دل جوئی کرے ۱۰۳
- عورتوں کی رائے کا احترام کیا جائے ۱۰۴
- صبر و تحمل سے کام لیا جائے ۱۰۴
- عورت کی فطری کمزوریوں کو برداشت کیا جائے ۱۰۵

- بیوی پر ظلم نہ کریں ۱۰۶
- بیوی کے حقِ زوجیت کی اہمیت ۱۰۶
- سرزنش کی اجازت اور اس کے حدود ۱۰۸
- بیوی کو جیب خرچ علیحدہ دے ۱۰۸
- بہو اور ساس کے جھگڑوں میں حکمتِ عملی کی ضرورت ۱۰۹
- بیوی کے ساتھ وقت گزارے ۱۰۹
- بیوی سے ملازمت کرانا ۱۱۰
- بیوی کو کبھی کبھار تحفہ دینا چاہیے ۱۱۰
- بیوی پر بے جا شک نہ کریں ۱۱۱
- سسرال والوں سے درست تعلق رکھیں ۱۱۱
- سسرال کے معاملات میں دخل نہ دیں ۱۱۱
- بیویوں پر ظلم نہ کریں ۱۱۲
- گھر میں فون کا استعمال کم کریں ۱۱۲
- غصہ کو قابو میں رکھیں ۱۱۳
- طلاق کی دھمکی مت دیں ۱۱۳

درس نمبر ۸: بیوی کی ذمہ داریاں

- شوہر کی تعظیم کریں ۱۱۵
- شوہر کی اطاعت کرتی رہیں ۱۱۶
- سسرال کو اپنا گھر سمجھیں ۱۱۷
- ساس سسرے کا اکرام واحترام ۱۱۷
- صبح سویرے جاگنے کا اہتمام کریں ۱۱۸

- ہر ایک کا مزاج سمجھیں ۱۱۸
- شوہر کی خوشنودی حاصل کرنے کی کوشش کریں ۱۱۸
- تسلی والے کلمات ادا کریں ۱۱۸
- اپنے میکے سے موازنہ نہ کریں ۱۱۹
- پردے کا اہتمام ہو ۱۱۹
- شوہر کی پسند کا لحاظ رکھیں ۱۲۰
- امورِ خانہ داری کی مہارت ۱۲۰
- قانون سے زندگی نہیں چلتی ۱۲۰
- ہر حال میں سسرال سے رابطہ ہو ۱۲۱
- علیحدہ مکان کا مطالبہ نہ کریں ۱۲۱
- شوہر سے محبت کا اظہار کیا جائے ۱۲۲
- خوش دلی سے امورِ خانہ داری انجام دیں ۱۲۲
- شوہر سے علیحدگی کا مطالبہ نہ کرو! ۱۲۳
- اپنے خاوندوں کو اہل اللہ سے جوڑو! ۱۲۳
- تمرینی سوالات ۱۲۳

درس نمبر ۹: ساس اور سسر کی ذمہ داریاں

- داماد اور بہو کو اپنائیت دیں ۱۲۴
- بیٹی اور بہو کو ایک نگاہ سے دیکھا جائے ۱۲۵
- رشتوں میں انصاف کیجیے ۱۲۵
- داماد اور بہو کا فیور لیں ۱۲۷
- حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اسوۂ حسنہ ۱۲۸

- شکریہ ادا کیا جائے ۱۳۰
- بلا وجہ ٹوکنے کی بری عادت ۱۳۰
- بدگمان مت ہوئیں ۱۳۱
- سلیقہ کی تربیت کریں ۱۳۱
- بے موقع نصیحت کرنا ۱۳۲
- نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اندازِ تربیت ۱۳۲
- توقعات وابستہ نہ کریں ۱۳۳
- ساس سسر سے بات کرتے رہیں ۱۳۴
- احسان مت جتلایئے ۱۳۴
- اپنا تعاون دیجئے ۱۳۵
- سمدھیانہ رشتہ کا لحاظ کریں ۱۳۶
- فتنوں کا زمانہ ہے ۱۳۷
- بے سند باتوں پر اعتماد نہ کریں ۱۳۷
- تمرینی سوالات ۱۳۸

درس نمبر ۱۰: شادی کے بعد ماں باپ کی ذمہ داریاں

- والدین کا کردار ۱۳۹
- والدین میں اتحاد ہو ۱۳۹
- بچوں سے اندھی محبت نہ ہو ۱۳۹
- لڑکی کی تربیت ہونی چاہیے ۱۴۰
- لڑکے کی تربیت ہونی چاہیے ۱۴۰
- خوبیاں دیکھ کر زندگی گزاریں ۱۴۰

۞ گھر آباد کرنے والے جملے ادا کیجئے ۱۴۱
۞ غصّہ کے نقصانات اور اس کا علاج بتلائیں ۱۴۱
۞ اولاد کو نصیحت کیجئے ۱۴۲
۞ جوڑنے والے جملے بولیں ۱۴۳
۞ سمدھی سمدھن کو اعتماد میں لیں ۱۴۳
۞ فریق مقابل بن کر نہ رہے ۱۴۳
۞ بلاوجہ کی پابندی نہ لگائیں ۱۴۴
۞ عملیات کے چکر میں نہ جاؤ ۱۴۴
۞ داماد کے دل میں اپنی عظمت پیدا کرو ۱۴۵
۞ بے جا فون کا استعمال نہ ہو ۱۴۵
۞ تمرینی سوالات ۱۴۶

درس نمبر ۱۱: مشترکہ خاندان کے مالی اور معاشرتی مسائل

۞ مشترکہ خاندان یا انفرادی خاندان ۱۴۷
۞ جوائنٹ فیملی کے مثبت اور منفی پہلو ۱۴۷
۞ مثبت پہلو ۱۴۷
۞ منفی پہلو ۱۴۸
۞ مالیاتی پہلو کے نقصانات ۱۵۰
۞ امورِ خانہ داری کے لئے مشورہ ۱۵۲
۞ رشتہ داری اصل ہے ۱۵۲
۞ انفرادی خاندان کے فوائد اور نقصانات ۱۵۳
۞ علیحدہ مکان کا مطالبہ ۱۵۴

۞ گلے شکوے نہ کریں ۱۵۵
۞ ملکیت اور شرکت کے مابین فرق ۱۵۶
۞ اولاد کے درمیان برابری ۱۵۷
۞ جوائنٹ فیملی میں مزاجوں کا فرق ۱۵۷
۞ چولہوں سے زیادہ دلوں کو جوڑیئے ۱۵۸
۞ والدین کی خدمت کیجیے ۱۵۹
۞ بیوی پر زیادہ بوجھ نہ ڈالیں ۱۶۰
۞ قانون سے زندگیاں مت چلائیے ۱۶۰
۞ تمرینی سوالات ۱۶۱

درس نمبر ۱۲: فیملی پلاننگ کے احکام

۞ اولاد کی خواہش فطری ہے ۱۶۲
۞ حصول اولاد میں جلد بازی ۱۶۲
۞ دنیا کا سارا نظام اللہ کے قبضے میں ہے ۱۶۳
۞ فیملی پلاننگ کا تصور ۱۶۴
۞ جسمانی نقصانات ۱۶۵
۞ ازدواجی نقصانات ۱۶۶
۞ عارضی منع حمل ۱۶۷
۞ عزل کی تعریف اور صورتیں ۱۶۷
۞ عزل کا حکم ۱۶۷
۞ معاشرے کے دو رخ ۱۶۸
۞ ان اعمال کو کیجئے ۱۶۹

- متبنّیٰ کے احکام ۱۷۰
- اولاد کی چاہت میں ضد نہ کریں ۱۷۱
- جسمانی اولاد ہی ضروری نہیں ۱۷۱
- تمرینی سوالات ۱۷۳

درس نمبر ۱۳: عقیقہ کے شرعی مسائل

- اولاد دینے والے اللہ ہیں ۱۷۴
- بچے کے کانوں میں اذان و اقامت ۱۷۴
- بچے کا نام اور ہمارا معاشرہ ۱۷۵
- عقیقہ کے جانور ۱۷۶
- عقیقہ کب؟ ۱۷۷
- بال مونڈھنا ۱۷۸
- بالوں کی بقدر چاندی صدقہ کرنا ۱۷۸
- لڑکی کی پیدائش پر غم نہ کریں ۱۷۸
- تحنیک ۱۷۹
- دعاؤں کا اہتمام ۱۷۹
- عقیقہ میں پائی جانے والی رسومات ۱۸۰
- تمرینی سوالات ۱۸۲

درس نمبر ۱۴: جب لڑکی بالغ ہوجائے

- بلوغت کی علامتیں ۱۸۳
- اولاد کے بالغ ہونے پر ہماری ذمہ داریاں ۱۸۳
- تمرینی سوالات ۱۸۶

درس نمبر ١٥: سیدہ لڑکی سے نکاح کیوں نہیں کیا جا سکتا؟

۞ سید گھرانے کی قدر کریں ١٨٧
۞ سید خاندان کی فضیلت ١٨٧
۞ اہل بیت کا احترام کریں ١٨٨
۞ سیدہ کا احترام سببِ قبولِ اسلام ١٨٨
۞ سیدہ کی تعظیم سے ولایت مل گئی ١٨٩
۞ صرف سید ہونا کافی نہیں ١٨٩
۞ ایمان اور اعمالِ صالحہ کے بغیر نسب نافع نہیں ١٩٠
۞ ہر سید سادات سے نہیں ہوتا ١٩١
۞ سادات کو زکوٰۃ دینا کیسا ہے؟ ١٩١
۞ سید عورتوں سے متعلق چند غلط فہمیاں ١٩١
۞ سیدوں کا غلاموں سے نکاح ١٩٢
۞ تمرینی سوالات ١٩٣

درس نمبر ١٦: طلاق کب؟ کیوں؟ کیسے؟

۞ اسلام کا نظامِ طلاق ١٩٤
۞ نکاح ایک پائدار معاہدہ ١٩٥
۞ طلاق انسانی سماج کی ضرورت ١٩٥
۞ قانونِ طلاق دیگر مذاہب میں ١٩٥
۞ عدالتوں کی موجودہ صورتِ حال ١٩٦
۞ طلاق کا اختیار صرف مرد کو کیوں؟ ١٩٨
۞ غصہ میں طلاق ١٩٩

۞ طلاق دینے کا طریقہ ۱۹۹
۞ اکھٹی تین طلاق کا شرعی حکم ۲۰۱
۞ طلاق کے معاشرتی نقصانات ۲۰۲
۞ حلالہ کی شرعی حیثیت ۲۰۲
۞ حلالہ پر اعتراض اور اس کا جواب ۲۰۳
۞ فون پر طلاق ۲۰۳
۞ اللہ کے لئے جڑو! ۲۰۴
۞ والدین کے کہنے پر بیوی کو طلاق دینا کیسا ہے؟ ۲۰۵
۞ طلاق کے درجات ۲۰۵
۞ کیا عورت بے بس ہے؟ ۲۰۶
۞ طلاق شدہ عورتوں سے نکاح ۲۰۷
۞ تین ماہ نفقۂ عدت ۲۰۸
۞ طویل جدائی کے باوجود نکاح کی بقا ۲۰۸
۞ ہندوستان میں احمقانہ قسم کا طلاق بل ۲۰۹
۞ بعض ازواج مطہرات کو طلاق ۲۱۰
۞ تمرینی سوالات ۲۱۱

درس نمبر ۱۷: خلع کیوں؟ کیا؟ کیسے؟

۞ خلع کسے کہتے ہیں ۲۱۲
۞ خلع مسئلہ کا حل نہیں ۲۱۳
۞ دور نبوی میں خلع ۲۱۳
۞ طلاق غیر مغلظہ کے بعد باہم نکاح کے سلسلے میں سماج کا رواج ۲۱۴

۞ سماج کا ظلم ۲۱۴
۞ قانون بنانا مسئلے کا حل نہیں ہے ۲۱۵
۞ نکاح ثانی میں تعجیل کی ضرورت ۲۱۵
۞ نکاح ثانی عیب نہیں ہے ۲۱۵
۞ طلاق اور خلع شدہ لڑکیوں کا نکاح ۲۱۶
۞ ایامِ عدت اور ہمارا معاشرہ ۲۱۶
۞ عورتوں کے لئے ہی مدتِ عدت ۲۱۷
۞ تمرینی سوالات ۲۱۸

درس نمبر ۱۸: دوسری شادی - معتدل نقطۂ نظر

۞ نکاح کی اہمیت ۲۱۹
۞ دوسری شادی کرنے کی چند صورتیں ۲۱۹
۞ پہلی صورت ۲۱۹
۞ دوسری صورت ۲۲۱
۞ تیسری صورت ۲۲۳
۞ چوتھی صورت ۲۲۴
۞ شوق کی تکمیل کے لئے دوسرا نکاح نہ کریں ۲۲۶
۞ دو بیویوں میں نباہ کا طریقہ اور ضروری دستو العمل ۲۲۷
۞ پہلی بیوی کے لئے ضروری دستور العمل ۲۲۸
۞ نئی بیوی کے لئے ضروری دستور العمل ۲۲۹
۞ علیحدہ مکان کا مطالبہ نہ کرے ۲۲۹
۞ تمرینی سوالات ۲۳۲

درس نمبر ۱۹: اولاد کی تربیت کے بنیادی اصول

- والدین پہلے خود کو تربیت کا محتاج سمجھیں ۲۳۳
- میاں بیوی کے درمیان اتحاد ہو ۲۳۳
- شوہر کی مان کر چلے ۲۳۴
- رزق حلال کی تلاش ۲۳۴
- اولاد کی تربیت کے اصول ۲۳۴
- اولاد کو ادب واخلاق کی تعلیم دے ۲۳۵
- بچوں کی غلطیوں اور خطاؤں پر تنبیہ کرتے رہیں ۲۳۵
- اولاد کو رازوں کی باتیں پوشیدہ رکھنے کی تعلیم دیں ۲۳۶
- بازاری چیزوں سے پرہیز کروائیں ۲۳۷
- بچوں سے اندھی محبت نہ ہو ۲۳۷
- اپنی عملی زندگی پیش کریں ۲۳۷
- سلام میں خود پہل کرنے کی عادت ڈالیں ۲۳۸
- بچوں کے سامنے کوئی غلط حرکت نہ کریں ۲۳۹
- اولاد کے حق میں بددعا نہ کریں ۲۴۰
- بچوں کے ساتھ شفقت کا برتاؤ کیجئے ۲۴۰
- اپنی اولاد کے لئے وقت فارغ کریں ۲۴۱
- بچوں کے اندر ہر کام خود کرنے کی عادت ڈلوائیں ۲۴۲
- مناسب اسکول کا انتظام کریں ۲۴۲
- لڑکیوں کے ساتھ حسن سلوک ۲۴۳
- اہل وعیال پر مال خرچ کریں ۲۴۳

- تمرینی سوالات ۲۴۴

درس۲۰: حمل اور رضاعت کا زمانہ

- اظہار تشکر ۲۴۵
- اللہ کا قدرتی نظام ۲۴۵
- ماں کا مقام اور مرتبہ ۲۴۶
- ماں کا درجہ ۲۴۶
- شوہر کے ذمہ حمل کے اخراجات ۲۴۶
- مشاورتی ماحول ۲۴۷
- اللہ کی نیک بندیوں کے واقعات دیکھئے! ۲۴۸
- نماز کا اہتمام ۲۴۸
- علیحدہ جوڑا رکھیں ۲۴۹
- بچہ کا پیشاب ناپاک ہے ۲۴۹
- گھریلو کام میں دلچسپی لیں ۲۴۹
- نظر کی دعا ۲۵۰
- حلال لقمے کی فکر ہونی چاہیے ۲۵۱
- اللہ کے لئے چھوٹا بن جائیے ۲۵۱
- منصوبہ بندی ۲۵۲
- تمرینی سوالات ۲۵۳

بیٹی کی رخصتی کے وقت باپ کی ہدایات

- پہلے زمانہ میں بڑوں کی بیٹیوں کو نصیحت ۲۵۴
- نکاح کے بعد سب سے پہلا اور عظیم رشتہ ۲۵۴

ہر تنگی کے ساتھ آسانی ہے	۲۵۵
شوہر کے سامنے تواضع اور اکرام کا پاس ولحاظ	۲۵۶
شوہر کی پسند کو اپنی پسند بنائیں	۲۵۶
شوہر کا ہر طرح سے خیال رکھیں	۲۵۷
لباس کے فوائد اور ازدواجی زندگی پر ان کی تطبیق	۲۵۸
مولانا علی میاں ندویؒ کی والدہ کے حالاتِ زندگی کا ایک اہم پہلو	۲۵۸
ہر کام شوہر اور سسرال والوں کی رضامندی سے کریں	۲۵۸
عورت سسرال کو ہی اپنا اصل گھر سمجھے	۲۵۹
نکاح کے بعد کا دوسرا رشتہ	۲۵۹
خسر کا ہر طرح سے خیال رکھیں	۲۶۰
نکاح کے بعد کا تیسرا رشتہ	۲۶۱
ساس ماں کے درجہ میں ہے	۲۶۱
ساس کی طبیعت اور مزاج کا خیال رکھیں	۲۶۲
نکاح کے بعد کا چوتھا رشتہ	۲۶۳
بڑی نند کے ساتھ کیسے برتاؤ کریں؟	۲۶۳
ہم عمر نند کے ساتھ برتاؤ اور تعلق	۲۶۴
کم عمر نند کے ساتھ شفقت کا معاملہ	۲۶۵
دیور کے ساتھ سلوک واحتیاط	۲۶۷
دیور سے مکمل پردہ کا اہتمام	۲۶۷
اہل وعیال میں لگ کر خدا کو نہ بھولیں	۲۶۸
تقویٰ کا دامن نہ چھوڑیں	۲۶۹
نمازوں کی پابندی کا ماحول بنائیں	۲۷۰
عقلمند اور لاپرواہ عورت میں فرق	۲۷۰

- ہر کام میں خیر کا پہلو تلاش کریں ۲۷۰
- غیر سے امید نہ رکھیں ۲۷۱
- نیکی کر دریا میں ڈال ۲۷۱
- تعلیم و تعلم سے شغف رکھیں ۲۷۲
- ہمیشہ آخرت کی فکر کریں ۲۷۳
- اپنا ہر دکھڑا اللہ کو سنائیں ۲۷۳
- ناشکری کرنے سے بچیں ۲۷۴
- آخری بات ۲۷۴
- تمرینی سوالات ۲۷۴

عورتو! علم کے میدان میں آگے بڑھو

- شادی کورس کے مقاصد ۲۷۵
- علم دین کے حاصل کرنے کی برکتیں ۲۷۵
- پہلا واقعہ ۲۷۶
- دوسرا واقعہ ۲۷۶
- حصول علم کے لئے قربانیاں دیجئے ۲۷۷
- علم کے لئے سفر کریں ۲۷۹
- جوڑنے والے بنیں ۲۸۰
- کسی مسلمان کو حقیر نہ سمجھیں ۲۸۰
- پہلا واقعہ ۲۸۰
- دوسرا واقعہ ۲۸۱
- دوسروں کے عیوب پر پردہ ڈالیں ۲۸۲

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

تعارفی کلمات

الحمد للہ رب العٰلمین، والصّلوٰۃ والسّلام علیٰ سیّد الأنبیآء والمرسلین وعلیٰ آلہ وأصحابہ أجمعین. أما بعـــــــــد!

خاندان بکھرتا ہے اگر بیوی شوہر کی زندگی ٹوٹ جائے، نتیجہ میں اولاد اور نسل کی تربیت خطرہ میں پڑ جاتی ہے، موجودہ زمانے میں مختلف وجوہات سے بنیادی تربیت بھی لڑکے اور لڑکیوں کو نہیں مل پا رہی ہے، مقدمات کی بھرمار پائی جارہی ہے عدالتوں میں، اکابر نے اور ہم نے ان سے استفادہ کرکے کئی کتابیں معاشرتی موضوعات پر شریعت وسماج کی روشنی میں لکھی ہیں، اردو جاننے والے ہی کم ہیں جاننے والوں میں پڑھنے کا شوق نہیں، ایک عرصے سے ادارہ کہف الایمان حیدرآباد نکاح کے موقع پر دلہے دلہن والوں کی فرمائش پر بیان کا انتظام توکرتا ہے لیکن اس کے ساتھ دلہے کو نکاح سے پہلے گھنٹہ دو گھنٹہ کی تربیتی کلاس دی جاتی ہے، ہم دونوں خاندانوں سے درخواست کرتے ہیں کہ عین نکاح کے وقت کوئی لمبا تربیتی بیان نہیں ہوسکتا، نکاح کی ہما ہمی شروع ہونے سے پہلے دونوں خاندان کے ذمہ دار جمع ہوجائیں، اسی وقت ضروری ہدایات کی بات چھوٹے بڑے کو سنائی جاسکتی ہے۔

عرصہ سے خیال تھا کہ نکاح سے متعلق تمام مضامین مختصر انداز میں عام فہم اسلوب میں تحریر ہوجائے، الحمد للہ سینکڑوں لوگوں نے گاؤں اور شہروں میں استفادہ کیا، سوالات کے جوابات لکھے، ہمت افزائی والے اسناد بھی حاصل کیں،

تحقیق، تخریج، ترتیب وتمرین کا کام کہف الایمان للبنات کے ذمہ دار استاذ صالح عالم دین اور یکسوئی کے حامل استاذ نے بڑی محنت سے تمام ویڈیوز کو تحریر کرلیا اور کمپیوزنگ کے مرحلہ کو پار کیا۔

اللہ تعالیٰ قبول فرمائے انہیں مزید علمی وعملی ترقیات سے نوازے۔(آمین)

ابوبکر جابر قاسمیؔ

۲۷/شعبان ۱۴۴۴ھ

۲۰/مارچ ۲۰۲۳ء

پہلی بات

معاشرتی احکام و مسائل کا ایک بہت بڑا باب نکاح سے جڑا ہوا ہے دادھیالی نانھیالی سسرالی تعلقات و معاملات، معاشرتی شرعی ذمہ داریاں سب میاں بیوی کے ملنے کے بعد پیدا ہوتے ہیں، عقد نکاح صرف دو جسموں کے ملنے کا نام نہیں ہے؛ بلکہ دو خاندانوں اور قبیلوں کے ملنے کا نام ہے، میاں بیوی کا رشتہ مضبوط رہے گا تو خاندانوں کے سارے رشتے مضبوط رہیں گے ساری کڑیاں اسی سے جڑی رہتی ہیں، اگر زوجین ایک دوسرے کے مکمل حقوق ادا کرتے ہوئے، خوبیوں کو دیکھتے ہوئے اور خامیوں کو نظر انداز کرتے ہوئے زندگی بسر کریں گے تو پھر خاندان بکھرنے سے بچ جائے گا، دراڑیں پیدا نہیں ہوں گی، عام طور پر زوجین عقد نکاح کے دو لفظ ایجاب و قبول سے واقف ہوتے ہیں؛ لیکن اس ایجاب و قبول سے کس پر کتنی اور کیا کیا ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں اس کا اندازہ نہیں رہتا۔

نکاح سے پہلے کتنی بیٹھکیں جہیز کے انتخاب میں، دسترخوان اور اس کے مینو (Menu) کے طے کرنے میں ہوتی ہیں، دلہن کو ایک سے زائد مرتبہ دیکھنے کے عنوان سے الگ الگ افرادِ خاندان حصہ لیتے ہیں کتنی مرتبہ خریداری کے لئے بڑے شہروں بازاروں کے چکر لگاتے ہیں، منگنی اور منھ دکھائی کی رسم سے لیکر جمعگیوں تک کے رسم و رواج میں کتنا قیمتی وقت صرف ہوتا رہتا ہے، کتنا سرمایہ اس نکاح کے بعد فضول خرچیوں کے حوالے ہوجاتا ہے، نکاح کے بعد کی زندگی اور ذمہ داریوں کو اچھی طرح نبھانے، سنت والی زندگی بنانے کی نیت سے کسی عالمِ دین کے پاس بیٹھ کر یہ سیکھنے میں لگ جاتے کہ نکاح کو سنت کے مطابق کیسے

بنایا جائے؟ کیسے لڑکے لڑکی کا انتخاب کیا جائے؟ بیوی اور شوہر کی ذمہ داریاں کیا ہیں؟ مثالی بہو اور کامیاب شوہر بننے کے لیے رہنما اصول کیا ہیں؟

اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بحیثیت داماد، بحیثیتِ شوہر اور بحیثیت خسر کیسے تھے؟

پانچ انگلیاں برابر نہیں ہوسکتی، تالی دو ہاتھ سے بجتی ہے، حضرت علیؓ وفاطمہؓ کے گھر ایسے واقعات کے پیش آنے پر کیا ہدایات دی گئیں تھی؟ ساس سسر کا اس میں کیا رول ہونا چاہیے؟ طلاق کا اختیار مرد کو کیوں اور کب دیا گیا؟ غصہ پر کنٹرول کیسے کیا جاتا ہے؟ ناگہانی کے موقع پر کس سے ملنا چاہیے؟ استخارہ کا حقیقی مفہوم کیا ہے؟ سادات گھرانے سے نکاح کی سعادت کیسے بنایا جاسکتا ہے؟ حمل، ولادت، عقیقہ، فیملی پلاننگ کے مسائل سے واقفیت کیسے ہو؟

بس جیسے سرد و گرم اپنے والدین، گھر کے افراد خاندان اور سر براہ کو ہم دیکھتے ہیں ویسے ہی برتاؤ ہم اپنے بیوی بچوں اور سسرال والوں کے ساتھ اختیار کرتے ہیں، ہر انسان خود کو کامل بے گناہ، فرشتہ، معلّم تربیت یافتہ سمجھتا ہے، غلطی تو دوسروں سے ہی ہوں گی،، مجھ سے اور میرے والدین سے غلطی نہیں ہوسکتی، یاد رکھنا چاہیے کہ عمر کے بڑھنے سے کچھ تجربات میں اضافہ ضرور ہوسکتا ہے لیکن معاشرت کا پورا باب شریعت کا منشا اور ہماری بے اعتدالیاں کیسے ظاہر ہوسکتی ہیں؟ کوئی سننے کو تیار ہو تو بتایا جائے، جیسے والدین عام طور پر اولاد کے بگڑ جانے کے بعد تربیت واصلاح کی فکر کرتے ہیں، ایسے ہی جب مسائل قابو سے باہر آجاتے ہیں، بیوی بھاگ جاتی ہے، بیوی پر ہاتھ اٹھ جاتا ہے، والدین کو طعنہ دیا جاتا ہے، مار پیٹ تک کی نوبت اور ۳ر طلاق دے دی جاتی ہے، تب جا کر غلطی کا احساس، اصلاح کی فکر کرتے ہیں بہت افسوس تب ہوتا ہے جب خواص بھی ان مجلسوں، بیٹھکوں کونسلنگ ذہن سازی ورہبری کو ضروری نہیں سمجھتے، کسی بھی گھر میں کبھی بھی کوئی بدگمانی، غصہ، انانیت اور جلد بازی سے واقعہ پیش آسکتا ہے

پہلے سے باڑ لگانی چاہیے، حفظِ ماتقدم اور تدابیر کو اختیار کرنا سنت نبوی ﷺ ہے، سب سے بڑ مسئلہ کہ گھر کا امیر طے نہیں ہوتا ہر ایک فیصل بن جاتا ہے، کسی کو فیصل ماننے کو تیار نہیں۔

قدردانی کرنی چاہیے ان اکابر علماء کرام کی جو اپنے اپنے علاقوں میں ان بیٹھکوں کے لئے وقت نکال کر اہمیت سے ان مسائل کو سلجھانے اور کونسلنگ کے لیے بیٹھتے ہیں، کورٹ کچہری اور انتقامی کارروائی کرنے کے لئے اپنی ضد پوری کرنے کے لئے وکیلوں کے پاس جاتے ہیں، لیکن گھر کی بات گھر تک رکھنے والے میزبانی کر کے رہنمائی کرنے والے اپنے بزرگوں کے پاس جانے کو کلیجہ منھ کو آتا ہے، وقت کی کمی کی شکایت ہوتی ہے آفس سے چھٹی نہیں ملتی، کاروبار کا نقصان ہوجاتا ہے، مسافت لمبی نظر آتی ہے تھوڑا سا انتظار شاق گزرتا ہے، ان کی خدمات ومصروفیات سے واقفیت پہلے سے نہیں ہوتے کبھی تو بہت جلد بدظن ہوکر واپس ہوجاتے ہیں۔

یوسف گوڑہ بورابنڈہ کے علاقہ میں حضرت مفتی ابوبکرؔ جابر قاسمی دامت برکاتہم (ناظم ادارہ کہف الایمان ٹرسٹ) بھی تقریباً اس کام کے لئے اپنے اکثر اوقات فارغ کرتے ہوئے کونسلنگ کرتے ہیں، دور قریب علاقوں اضلاع سے آکر مستفید ہونے والوں کو یہ آنکھیں ۸-۱۰ سال سے دیکھ رہی ہیں، ہر ہفتہ دو ہفتہ میں دو چار خاندان خاص وعام متعلقین، احباب وقت لیکر آتے ہیں، فسخ نکاح اور طلاق وخلع کی نوبت شاید ہی کبھی آتی ہو خوشگوار زندگی گزارنے کے رہنما اصول سیکھ کر واپس ہوتے ہیں، کبھی کبھی تو دو تین بیٹھکوں کے بعد مسئلہ حل ہوتا ہے۔

افادۂ عام کے طور پر مریض کو گھر بیٹھے علاج ورہبری حاصل ہوجائے، گھر گھر اور ہر خاندان قدردان اپنے گھر بیٹھے ہدایات اور کونسلنگ سے کیسے استفادہ کرلے، اس کے لئے متعلقین خواص وعوام کی خواہش اور زمانے کی ضرورت،

کونسلنگ کرنے والوں کے لئے مواد کی فراہمی کے خاطر حضرت مفتی صاحب نے ۲۰/درس ریکارڈ کروائے جو بحمد اللہ حیدرآباد و اطراف بعض گاؤں دیہات اور بنات کے مدارس، بالغات و مراکز میں یہ دروس سنائے گئے ہیں، خواتین، بڑی چھوٹی طالبات نے خاص کر فائدہ اٹھایا، دی گئی تمرینات کو کافی اہتمام سے لکھا، اچھے عمدہ تأثرات زبانی تحریری شکل میں موصول ہوئے، انہیں ۲۰/ دروس کو کافی عرق ریزی و دلچسپی کے ساتھ ضروری حذف و اضافہ، حوالہ جات و تمرینات تصحیح و ترتیب کے ساتھ میرے رفیقِ تدریس مفتی سید آصفؔ صاحب قاسمی نے تحریری شکل میں ایک کتاب تیار کردی ہے۔

اللہ رب العزت اسے اپنی بارگاہ میں قبول فرما کر نجات کا ذریعہ بنائے، آمین۔

قارئین سے چند گزارشات

(۱) سب سے پہلے عامی ہو یا اہلِ علم اپنی ذات، گھر، خاندان کو سامنے رکھتے ہوئے استفادہ کی نیت سے مطالعہ کریں، پھر حکمت، مصلحت، مشاورت کے بعد بتدریج اپنے بس کی تبدیلی لانے کی کوشش کرے۔

(۲) اہلِ علم حضرات اس مواد کو سامنے رکھتے ہوئے اپنے خطبات و بیانات میں نیز اپنے علاقوں میں، گھر، مسجد، مکتب اور مدرسوں میں نوجوانوں اور بالغات و خواتین کے مکاتب، اجتماعات میں ان دروس کو پیش کریں۔

(۳) بعض اہلِ مدارس بنات اس کو اپنی تعلیمی نصاب کا حصہ بنانے کو لازم سمجھیں، دروس سنا کر کتابی شکل میں بھی مع تمارین بنات و خواتین کی نظروں سے گزارے جا سکتے ہیں۔

مزید اس کے علاوہ ان عناوین پر مواد کے لئے ادارے کی ان کتابوں سے استفادہ کیا جا سکتا ہے:

۱)مسنون معاشرت دو جلدیں۔
۲)مسنون نکاح۔
۳)مشترکہ خاندان شریعت وسماج کی روشنی میں۔
۴)مسنون پردہ۔
۵)مسنون زیبائش۔
۶)طلاق کی شرعی حیثیت وغیرہ۔

محمد منیر قاسمیؔ
خادم کہف الایمان حیدرآباد
۲۴؍محرم الحرام ۱۴۴۵ھ
۱۲؍اگست ۲۰۲۳ء

درس نمبر ۱

نکاح کی اہمیت اور ہمارا معاشرہ

نَحْمَدُهُ وَ نُصَلِّيْ عَلَى رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ، أَمَّا بَعْدُ! أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ ٱلشَّيْطَٰنِ ٱلرَّجِيمِ، بِسْمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحْمَٰنِ ٱلرَّحِيمِ:

وَأَنكِحُواْ ٱلْأَيَٰمَىٰ مِنكُمْ وَٱلصَّٰلِحِينَ مِنْ عِبَادِكُمْ وَإِمَآئِكُمْۚ إِن يَكُونُواْ فُقَرَآءَ يُغْنِهِمُ ٱللَّهُ مِن فَضْلِهِۦ.(۱)صَدَقَ ٱللَّهُ ٱلْعَظِيمُ.

وَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

النِّكَاحُ مِنْ سُنَّتِي. (۲)

شادی کی زندگی کیسے کامیاب ہو؟

میرے عزیزو اور دینی ماؤں بہنو! ہمیں یہ بات یاد ہونی چاہیے کہ اللہ جل جلالہٗ وعم نوالہٗ نے زندگی گزارنے کی پوری شریعت عطا فرمائی ہے، ہمارے عقیدے دوٹوک واضح ہیں، عبادت کے طریقے بھی متعین ہیں، اور رہن سہن کی زندگی کے بارے میں بہت مفصل ہدایات دی گئی ہیں، کاروبار، تجارت اور معاملات پر علماء نے کتابیں لکھتے لکھتے اپنی عمریں کھپادی ہیں، اسی طرح اخلاقیات کو درست کرنے کے سلسلے میں صوفیاء کرام محنت کرتے رہے ہیں، تکبر نکل جائے، تواضع آجائے، عجب نکل جائے، بے نفسی آجائے، دنیا کی محبت نکل جائے، فکر آخرت آجائے، اخلاقیات پر مستقل صوفیاء کا شعبہ، صوفیاء کی جماعت، اہل اللہ کی جماعت کام کررہی ہے، اس وقت جو ہماری مجالس منعقد کی

(۱) النور:۳۲

(۲) ابن ماجہ، حدیث نمبر:۱۸۴۶

جارہی ہیں ان کا موضوع ہے ’’شادی کی زندگی کیسے کامیاب ہو؟ مسنون طریقے پر کیسے گزاریں‘‘؟(۱)

اسلام ایک جامع دین ہے

عام جو تصور ہے کہ دین کو مسجد تک محدود سمجھا جاتا ہے، دین کو عبادت تک محدود سمجھا جاتا ہے؛ بلکہ بعض مرتبہ حلال وحرام کا تو لحاظ کرلیا جاتا ہے، لیکن گھریلو زندگی میں، جیسے کھانے کی سنتیں، پانی کی سنتیں، لباس پہننے کی سنتیں تو سنائی جاتی ہیں؛ لیکن سسر بننے اور ساس بننے کی سنتیں، بہو بننے کی سنتیں، داماد ہونے کی سنتیں، ان کا معاشرے میں جیسا مذاکرہ ہونا چاہیے ویسا نہیں ہوتا، قیادت اور اجتماعی زندگی میں چھوٹا بننے کی سنتیں، بڑا بننے کی سنتیں، یعنی قائد کو ماتحتوں کے ساتھ کیسے ہونا چاہیے؟ اور ماتحتوں کو قائد کے ساتھ کیسے ہونا چاہیے؟ یہ ایسے حساس موضوعات ہیں کہ جس کا احساس ہر طبقے کو ہورہا ہے، آج نکاح والی زندگی کس قدر دشوار، پُرمصیبت اور اتنی زیادہ سنگین ہوتی جارہی ہے کہ آدمی شادی کے مسائل سن کر نکاح کرنے کی ہمت نہیں کرپاتا، بے اعتدالیاں اور ظلم کو سن کر طبیعت بدکنے لگتی ہے نکاح کے تصور سے ہی، نکاح کی بے دینی نے ہمیں یہاں تک پہنچادیا ہے۔

بہرحال! سننے والے دوستوں اور بہنوں سے گزارش یہی ہے کہ اس کو بطور بیان نہ سنیں؛ بلکہ بطورِ درس اور کلاس سنیں، اپنی زندگی کا آئینہ سامنے رکھ کر سنیں، تاکہ اپنی زندگی کی خامیاں اور اپنے اندر کے عیب کا علاج کرسکیں، سننے والوں میں علماء بھی ہیں، عالمات بھی ہیں، عوام بھی ہیں اور مدارس کی طالبات بھی۔

---

(۱) اس درس سے متعلق مزید تفصیلات کے لئے دیکھیں:

۱- شادی بیاہ کا اسلامی طریقہ (ص:۱۹ تا ۳۰) مفتی سید صدیق احمد حسامی

۲- شادی کا اسلامی تصور (ص:۷ تا ۴) مولانا عبدالقوی صاحب

۳- مسنون نکاح (ص:۲۰ تا ۲۷) مفتی ابوبکر جابر قاسمی

نکاح کی اہمیت

نکاح کی اہمیت کا اندازہ اس سے کیا جا سکتا ہے کہ علماء نے حدیث کی کتابوں میں مستقل ''کتاب النکاح'' کا باب منعقد کیا ہے ''باب معاشرۃ النساء'' نامی باب منعقد کیا ہے، اور بعض علماء نے مستقل کتابیں لکھی ہیں، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے گھر میں کیسے رہتے تھے؟ اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اپنے اہل خانہ کے ساتھ کیا سلوک رہتا تھا؟ اللہ جزائے خیر دے پروفیسر مظہر صدیقیؒ صاحب کو، انہوں نے یہاں تک لکھا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سلوک رضاعی ماؤوں کے ساتھ، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا رویہ بہنوں کے ساتھ، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا رویہ اپنی چچی کے ساتھ، اپنے سسرالی خاندان کے ساتھ کیسا تھا؟ سیرت کے یہ معاشرتی ابواب واقعی پڑھنے کے ہیں، نواسوں کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کتنا وقت دیا کرتے تھے؟ بیٹیوں کے دکھ میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیسے شریک ہوتے تھے؟ جن بیٹیوں کی ماں دنیا میں نہیں رہی، مثلاً: حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ، حضرت فاطمہؓ، حضرت زینبؓ، حضرت ام کلثومؓ اور حضرت رقیہؓ ماں کے دنیا سے رخصت ہونے کے بعد حضرت آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بچوں سے دل لگی کیسے کی ہے؟ آدمی اس کو تقویٰ کے خلاف سمجھتا ہے کہ اپنے بیٹیوں کے دکھ اور درد کو سنیں، انہیں سیرت کے اس خاص پہلو کا مطالعہ کرنا چاہیے۔

دین کے لیے قربانیاں

اللہ کے راستہ میں خرچ کرنے کو طبیعت بہت چاہتی ہے؛ لیکن رشتہ داروں پر خرچ کرنے کے ثواب کا علم نہیں ہے، حضرت آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس بیوی کے خاندان کا بھی لحاظ فرمایا کرتے تھے جو دنیا میں نہیں رہی، صلہ رحمی کا کتنا بلند درجہ ہے، رشتہ جوڑنے کا کتنا اونچا مقام اسلام میں ہے، گھر ٹوٹ جاتا ہے، زندگیاں بکھر جاتی ہیں۔

بیوی تسکین قلب کا ذریعہ ہے

سکون اللہ تعالیٰ نے بیوی کو قرار دیا، سکون رات کی نیند کو قرار دیا، سکون گھروں کو قرار دیا، عجیب بات یہ ہے کہ ہم گھروں سے ہوٹل کی طرف، بیویوں سے بازاروں کی طرف، رات کے بجائے دن میں سونے کی طرف جارہے ہیں قرآن جس کو سکون کا ذریعہ کہہ رہا ہے اس سے منحرف ہوکر ہم بے سکونی کے راستہ کی طرف بڑھتے جارہے ہیں، زندگیوں کی ڈگر ایسی بگڑ چکی ہے، Setup اور System ایسا برباد ہو چکا ہے، یورپ تو یورپ ہی ہے، مغربی زندگی تو مغربی ہی ہے، وہاں پر نکاح والی زندگی سے بے زارگی بڑھتی جارہی ہے، وہاں کا جوان نکاح کرنا نہیں چاہتا ہے، پابندی کی زندگی، ذمہ داری اٹھانے کی زندگی اپنانا نہیں چاہتا ہے، بازاری زندگی، صرف تکمیل ہوس کی زندگی، جنسی ضرورت تو پوری ہوجائے؛ لیکن بیوی بچوں کا بوجھ نہ پڑے، اس رخ پر یورپ کے معاشرے کو ڈال دیا گیا ہے۔

سماج میں نکاح کی ضرورت

اب معاشرے میں اس بات کی بھی ضرورت بڑھتی جارہی ہے کہ نکاح کی ترغیب دلائی جائے، نکاح فطری تقاضا ہے، فطرت سے بغاوت نہیں کی جاسکتی ہے، کھانے کے تقاضے کو نظر انداز نہیں کیا جاسکتا ہے، پیاس کا تقاضہ فطری ہے، اب نکاح سے ہی جب نسل کو بے زار کردیا گیا، ہم جنس پرستی کو رواج دیا گیا، نکاح کی قید سے آزاد کرکے زناکاری میں اور زناکاری سے ہم جنس پرستی میں کہ لڑکے کا لڑکے سے نکاح ہو اور لڑکی کا لڑکی سے نکاح ہو، اور اس سے بھی آگے اب تبدیلئ جنس کے آپریشن کا ماحول بنتا جارہا ہے، تبدیلئ جنس کا آپریشن اپنی جنس کو بدلنے کے لئے سرجری کروانا، اس کا رجحان اتنا بڑھتا جارہا ہے کہ U.S میں رہنے والے مسلمان بھائی حیدرآباد میں چلانے والے اسکول کے ذمہ

داروں سے کہتے ہیں کہ آپ جیسے کورونا میں آن لائن اسکول چلا رہے تھے ایسے ہی اب بھی آن لائن اسکول چلائیے، ہم U.S کے اسکول میں اپنی اولاد کو بھیجنا نہیں چاہتے ہیں، فطرت سے بغاوت کتنے بھیانک نتیجے تک پہنچا دیتی ہے، سوچئے! کہ پہلے باہر ملک جانے والی اولاد سے والدین یہ کہتے تھے کہ بیٹا! ہم نے تمہارے لئے لڑکی یہاں پر دیکھ رکھی ہے آپ ہمارے مشورے کے بغیر نکاح نہ کرنا، بگاڑ بڑھتا گیا تو ماں باپ نے کہنا شروع کردیا کہ بیٹا ٹھیک ہے اگر وہیں پر نکاح کرنے کا ارادہ ہو جائے تو مسلمان لڑکی سے نکاح کرنا، کسی عیسائی اور Christian لڑکی سے نکاح نہ کرنا، اور جب فساد میں مزید ترقی ہوئی تو ماؤں نے یہ نصیحت کی کہ بیٹا! اگر نکاح کرنے کا تقاضا ہو تو عورت سے نکاح کرنا مرد سے نکاح نہ کرنا، آپ سوچئے! خاندانی نظام کا بکھر جانا کتنا نقصان دہ ہوتا ہے۔

نکاح کا تقاضہ فطری ہے

اللہ جل جلالہ وعمّ نوالہ نے اس دنیا کو آباد کیا، حضرت آدمؑ اور حضرت حوّاؑ کو دنیا میں اتارا، جنت میں حضرت آدمؑ کو ہی نہیں رکھا حضرت حوّاؑ کو بھی پیدا کیا، انسان انسان کے بغیر نہیں رہ سکتا، چاہے جنت اس کا ٹھکانہ ہو، اور دنیا کے نظام کی ابتداء اللہ نے مرد و عورت سے کی ہے، سارے انسانی رشتوں کا وجود مرد و عورت کے ذریعہ سے ہوتا ہے، مرد و عورت کا رشتہ جتنا طاقتور، مخلصانہ، بے لوث اور للّٰہیت کی بنیاد پر کھڑا کیا جاتا ہے اتنا ہی رشتہ کی ساری کڑیاں مضبوط ہوتی ہیں، لڑکے اور لڑکی کے بعد ہی ددھیالی اور ننھیالی رشتے بنتے ہیں، چچا اور ماموں اسی کے بعد ملتے ہیں، پھوپا اور خالو اسی کے بعد ملتے ہیں، پوترے اور نواسے مرد و عورت کے نکاح کے بعد ہی وجود میں آتے ہیں، اسلام ان سارے رشتوں کو بچانا چاہتا ہے، بنانا چاہتا ہے اور ان کے حقوق اور حدود بتلانا چاہتا ہے، اور ان کی ذمہ داریاں سکھلاتا ہے، اگر مرد و عورت بیوی اور شوہر کا تعلق کمزور ہو جائے،

خودغرض ہوجائے Citizen Shipاور Green card دیکھ کر کیا جانے لگے، تنخواہ کے اسکیل کو دیکھ کر اگر نکاح طے ہونے لگے، محض گوری جھڑی کو ترجیح دیجانے لگے، اور اونچی ڈگریاں اور شاندار مکانات ہی کسی کے Selection کی بنیاد ہو، تو یہ بہت کھوکھلی بنیاد ہے، ان کھوکھلی بنیادوں پر آئندہ کی سکھ بھری زندگی نہیں چلائی جاسکتی ہے، بچوں کی پرورش، سسرال کے نبھانے، شوہر کو ہمت دلانے ناگواریوں میں بیوی کو نبھانے اور بیماریوں میں ایک دوسرے کو جھیلنے کے مسائل کو نہیں حل کیا جاسکتا ہے، اگر ان کمزور بنیادوں پر نکاح کو کھڑا کیا جائے۔

انتخاب کا معیار اور ہماری کوتاہیاں

حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر قربان جایئے، دین اسلام پر قربان جایئے، شریعت نے ان آنی جانی چیزوں کو بنیاد نہیں بنایا، دیکھا جانا چاہیے؛ لیکن بنیاد نہیں بنانا چاہیے، دیکھا جانا چاہیے خاندانی برابری، دیکھا جانا چاہیے مالی برابری، دیکھا جانا چاہیے کچھ آدمی کی رنگت اور سیرت، لیکن اس کو بنیاد نہ بنایا جائے، بنیادیں تو دین داری کی، اللہ والوں سے تعلق کی، کہ جس لڑکے اور لڑکی کو جوڑا جارہا ہے کیا واقعی شریعت کے علم سے کچھ واقف ہے؟ کیا واقعی کسی اللہ والے سے تعلق ہے؟ کیا واقعی دین کی محنتوں سے کچھ وابستگی ہے؟ قدم قدم پر شریعت کے ماہرین سے پوچھ کر چلنے کی عادت ہے؟ اتنا تو کوئی خودسر نہیں ہے، کہیں اتنا بے لگام تو نہیں ہے؟ کہ یہ بھی پتہ نہیں ہے کہ وہ مسجد جاتا ہے یا چرچ جاتا ہے؟ یہ بھی پتہ نہیں ہے کہ وہ شریعت اور علماء کو مانتا ہے یا نہیں؟

ہمارے معاشرے میں اس قدر بے اعتدالیاں ہونے لگ گئیں شہروں میں بطور خاص، صرف یہ سن کر کہ یہ (Australia) آسٹریلیا سے آئے ہیں تھوڑا وقت رہیں گے، نکاح کرکے فوراً جائیں گے، لوگ اپنی بیٹیاں دینے کے لئے تیار ہیں مکمل دریافتی کے بغیر۔

خاندان کا وجود بیوی شوہر سے ہوتا ہے، دنیا کی ابتداء مرد وعورت سے ہوئی، اسی سے دنیا کا سارا نظام مستحکم ہوسکتا ہے، خاندانی نظام کے بکھرنے کے بعد دنیا کا نظام کبھی مربوط اور مستحکم Connected نہیں ہوسکتا ہے۔

نکاح کے درجات

نکاح کرنا کبھی فرض بھی ہوتا ہے، نکاح کرنا کبھی حرام بھی ہوتا ہے، نکاح کرنا سنت بھی ہوتا ہے، عام طور پر ایک بات مشہور ہے کہ نکاح کرنا سنت ہے، تو سنت اس وقت ہے جب کہ آدمی کی حالت Normal اور معتدل ہو، گناہ کی طرف بھاؤ جھاؤ اتنا زیادہ نہ ہو کہ زنا میں پڑنے کا اندیشہ ہو، آدمی کی طبیعت Normal ہے نفقہ اور سکنیٰ خرچ اور ٹھکانہ دینے کے قابل ہے، ٹھکانے میں ذاتی ٹھکانہ ہونا ضروری نہیں ہے، کرایہ کا ٹھکانہ بھی دیا جاسکتا ہے، اور بیوی کے اخراجات اور اس کی تنہائی کا حق یہ تین چیزیں ہیں، نفقہ، سکنیٰ، حق زوجیت بیوی کو دینے کی طاقت رکھتا ہے، گناہ میں پڑنے کا اندیشہ نہیں ہے، تو اس کے لئے ایسے معتدل حالات میں نکاح کرنا سنت ہے۔

لیکن دوسرا ایک شخص ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے مال کی فراوانی بھی دی ہے، اور یہ تینوں (نفقہ سکنیٰ اور حق زوجیت) حقوق بآسانی ادا کرسکتا ہے، اور نکاح نہ کرنے پر اس کا گناہ میں پڑنا یقینی ہے، تو ایسے آدمی پر نکاح کرنا فرض ہوجاتا ہے۔

تیسرا وہ شخص ہے کہ جس کے پاس ان تینوں واجبی حقوق میں سے کوئی ایک حق بھی ادا کرنے کی طاقت نہیں ہے، یقیناً اگر میں کسی عورت سے نکاح کروں گا تو اسکو کھانے کا خرچ نہیں دے پاؤں گا، کرایہ کا خرچ فراہم نہیں کرسکوں گا، تنہائی کا حق ادا نہیں ہوسکے گا، ایسے نوجوان لڑکے کے لئے نکاح کرنا حرام ہے، فقہاء، علماء نے ''کتاب النکاح'' میں صاف لکھا ہے، کہ نکاح فرض بھی ہوتا ہے، نکاح واجب بھی ہوتا ہے، نکاح حرام بھی ہوتا ہے، نکاح مکروہ بھی ہوتا ہے اور

نکاح سنت بھی ہوتا ہے۔

معاشرے کی چند غلط فہمیاں

اس بات کی روشنی میں آپ سوچئے! کہ ہمارے معاشرے میں کتنا غلط طریقہ اپنایا جاتا ہے؟ ایک لڑکا ناکارہ ہے، جسمانی اعتبار سے Unfit ہے، کوئی بوجھ اٹھانے کی صلاحیت نہیں ہے، بلکہ بعض مرتبہ اس لڑکے یا لڑکی کا دماغی توازن بھی بگڑ جاتا ہے، Mentally طور پر کسی قدر پاگل ہے، ازدواجی زندگی کو سنبھال نہیں سکتا، ذمہ داریوں کا بوجھ اٹھا نہیں سکتا، تو ماں باپ یہ کہہ کر نکاح کرتے ہیں کہ نکاح کردیں گے تو سدھر جائے گا، اس کی آوارہ گردی ذمہ داری کے احساس کی طرف آجائے گی، یہ بہت غلط طریقہ ہے، پہلے اپنی اولاد کو سدھاریئے، کسی لڑکی کی زندگی سے مت کھیلئے، کسی لڑکی کی عمر سے مت کھیلئے، ایسے تکلیف دہ واقعات معاشرے میں ہیں کہ غیر ذمہ دارانہ زندگی گزارنے والے، منچلے، ناکارہ قسم کے نوجوان سے کسی لڑکی کو باندھ دیا گیا، وہ بیچارے دریافت نہیں کرسکیں، ان کے ساتھ مجبوریاں لگی ہوئی تھیں، اب یہ لڑکا بھی نکاح کی ذمہ داری پوری نہ کرسکا، ایک رات کے بعد، ایک ہفتہ کے بعد طلاق کا واقعہ، خلع کا واقعہ پیش آہی جاتا ہے، ان بیٹیوں کی کیسی ہائے لگتی ہے۔

اسی طرح بعض مرتبہ لڑکیوں میں ایسا عیب کہ جس سے وہ بیوی بننے کے قابل نہیں ہوتی ہے، جسمانی کمزوری، ذہنی کمزوری، ان کمزوریوں کو چھپا کر کسی مرد سے باندھ دیا جاتا ہے، نکاح کردیا جاتا ہے، دھوکے سے، مال ودولت کے دباؤ سے، اب وہ مرد نہ چاہتے ہوئے بھی نبھاتا ہے، بدمزگی کے ساتھ وقت گزارتا ہے۔

نکاح میں تاخیر مت کیجیے

ایک لڑکا گھر کا بوجھ اٹھا رہا ہے، معاشی اعتبار سے بھی ماشاء اللہ Well

Settle ہے، اپنے پیروں پر کھڑا ہو چکا ہے، وہ ماں باپ سے درخواست کرتا ہے، رو رو کر کہتا ہے، فتنوں کا دور ہے، لیکن ماں باپ اس کا نکاح کروانے کے لئے تیار نہیں ہیں، اس بنا پر کہ پہلے مکان تیار ہو، پھر آپ کا نکاح ہوگا، اس وجہ سے کہ آپ ایک مرتبہ Gulf Country (خلیجی ممالک، عربی ممالک) جا کر آیئے، ایک مرتبہ آپ U.S اور U.K جا کر آیئے، اس کے بعد ہی ہم نکاح کریں گے، ہم سماج میں سر اونچا رکھ کر جینا چاہتے ہیں، ہمارا کچھ Status تو بننا چاہیے اس وجہ سے جس لڑکے پر نکاح فرض ہو چکا ہے، ماں باپ یہ زیادتی کر رہے ہیں کہ اس کے نکاح کا تقاضہ رکھنے کے باوجود بھی اس فرض تقاضہ کو نظر انداز کیا جا رہا ہے، یہ سوچ غلط ہے کہ فلاں چچا آ جائیں گے تب آپ کا نکاح منعقد ہوگا، ماموں آ جائیں گے تب آپ کے رشتہ کے بارے میں سوچا جائے گا، ایک بھائی آسٹریلیا میں رہتا ہے اس کو جب ویزا بآسانی فراہم ہوگا تب ہم آپ کی مجلس نکاح منعقد کریں گے۔

خاندان کی کڑیاں ایسی بکھر چکی ہیں اور ہم ایک دوسرے کو اس طریقے سے تکلیف دینے پر تلے ہوئے ہیں، بعض مرتبہ ایسا بھی ہوتا ہے کہ بہن کے لئے رشتے نہیں آ رہے ہیں، جب تک بہن کا نکاح نہیں ہوگا، حالانکہ ابھی اس کی عمر ۱۸؍سال کی ہے، ابھی اس کی عمر ۱۷؍سال کی ہے بعض مرتبہ اس بہن کی عمر ۱۶؍سال کی ہے، اور بھائی کی عمر ۲۳؍سال کی ہے، ۲۴؍سال کی ہے، ۳۵سال کی ہے، لیکن ماں باپ کی یہ ضد ہے کہ جب تک تمہاری بہن کا نکاح نہیں ہوگا، تمہارا نکاح نہیں کیا جائے گا، یہ اس وجہ سے ہوسکتا ہے کہ اگر بھائی کا نکاح کر دیا جائے تو وہ بہن کی ذمہ داری نہیں اٹھائے گا، ٹھیک ہے! آپ بہن کے شادی کے اخراجات نکاح اٹھا کر محفوظ کر لیجیے، بیٹے سے کہیے، بیٹا! بہن کے نکاح کے اخراجات کا انتظام کرو، پھر ہم آپ کا نکاح کر دیں گے، یا اس وجہ سے

بھی ہوسکتا ہے کہ مکان چھوٹا ہے بہو آئے گی تو پھر بیٹی کے لئے جگہ نہیں رہے گی، تو کرایہ کا مکان قریب میں لے لیا جائے، لیکن اس کی وجہ سے فرض تقاضے کو نظر انداز نہیں کیا جاسکتا ہے۔

یہ پہلو بھی تو آپ سوچ سکتے ہیں کہ آپ اپنے بیٹے کا نکاح کر کے دوسرے کی بہن کا بھلا کردیں، اللہ تعالیٰ آپ کی بیٹی کا اسی طرح بھلا کردیں گے جس طرح آپ نے دوسرے کی بہن کا بھلا کیا ہے، ارشاد نبوی ہے:

وَاللّٰهُ فِي عَوْنِ الْعَبْدِ مَا كَانَ الْعَبْدُ فِي عَوْنِ أَخِيهِ. (۱)

یہ بھی ایک نکاح کا طریقہ ہے طبیعتوں میں نکاح کے سلسلے میں بے زارگی کیوں پیدا ہو رہی ہے؟ خاندان کا ذہن اس سلسلے میں بنانا چاہیے۔

بتدریج رسومات کا خاتمہ کیا جائے

ہم رسومات ختم کرنا چاہتے ہیں، عام طور پر جو سننے والا طبقہ ہے یا تو وہ دین دار طبقہ ہے، یا دین پسند طبقہ ہے، دیکھیے! اور اچھی طرح یاد رکھیے! عین نکاح کے موقع پر اصلاح نہیں ہوسکتی ہے، بالکل فنکشن ہال میں ویڈیو گرافی پر عورتوں کے نامحرم ویٹروں کا مسئلہ حل نہیں کیا جاسکتا ہے، پہلے گھر کا امیر طے کیجیے! مصیبت یہ ہے کہ گھروں کا امیر طے نہیں ہے، کبھی بڑا بھائی Steering سنبھال لیتا ہے، کبھی گھر کا شریر اور نہایت کمینہ شخص پوری شادی کا نظام اٹھا لیتا ہے، اور کبھی مائیں حکومت کرنے لگ جاتی ہیں، کبھی گھر کی بڑی بہن جو طلاق لے کر بیٹھی ہے، خلع لے کر بیٹھی ہے، وہ باگ ڈور سنبھال لیتی ہے، کبھی دادیاں ناراض ہوکر بیٹھ جاتی ہیں، کہ اگر یہ رشتہ کرے گا تو میں نہیں آؤں گی، کبھی نانیاں ضد لے لیتی ہیں، کبھی ماموں کہتا ہے کرنا ہے تو میری بیٹی سے ہی کرنا ہے، چچا کا اصرار ہوتا ہے کہ دینا ہے تو میرے بیٹے کو ہی دینا ہے، گھروں کا امیر طے نہیں ہے، ایک امیر کی

(۱) مسلم: ۲۶۹۹

اطاعت نہیں ہے، مشاورتی ماحول نہیں ہے، گھر مشورے کے بغیر نہیں بنتے ہیں، گھر مشورے کے بغیر جڑتے نہیں ہیں، ایک امیر پر اتفاق کئے بغیر ایسی مطلق العنانی اور ایسا بکھراؤ پن نہیں ہونا چاہئے، ٹھنڈے دل سے بیٹھئے اور کھلے دل سے رائے دیجئے اور اطمینان سے ساری باتوں کو سوچ کر پھر فیصلہ لیجئے، مشاورتی ماحول جب تک قائم نہیں ہوگا نکاح کا مسئلہ نہیں؛ بلکہ گھریلو کوئی مسئلہ بھی حل نہیں ہوگا، آمدنی اور خرچ کا نظام، آگے کی گھر کی تعمیر کا نظام، جائیداد کی تقسیم میں انصاف، یہ سب چیزیں اس وقت تک حل نہیں ہوں گے جب تک کہ پورا گھر ایک مشورے سے نہ چلتا ہو، نکاح سے پہلے مشورہ ہونا چاہیے، جس میں پہلے علماء کرام سے ترغیبی بات کروائی جائے، جس ترغیبی بات میں بتلایا جائے کہ حقیقت میں نکاح کن چیزوں کا نام ہے؟ مہر واجب ہے دو گواہ واجب ہیں، اور اسی طریقے سے ولیمہ کرنا سنت ہے۔

دعوت نکاح کا حکم

شادی کا کھانا Reception کا کھانا کوئی سنت نہیں ہے، مہمان ہونے کی وجہ سے کھلایا جاتا ہے، تو ٹھیک ہے؛ لیکن Demand کرلیا جائے اور لڑکی والوں سے کہا جائے کہ ہمارے چودہ سو مہمان آئیں گے، ہمارے پانچ سو مہمان آئیں گے، مطالبہ کسی چیز کا نہیں ہے، کھانا اچھا دیجئے، مطالبہ کسی چیز کا نہیں ہے، مہنگا فنکشن ہال دیکھئے، یہ سب باتیں اس کا شریعت سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

نکاح سنت کے مطابق ہو

آپ ایک گھر کی بنیاد رکھتے ہیں علماء کو بلا کر دعا کراتے ہیں، آپ ایک گھر کی تعمیر کرتے ہیں تو عوام الناس کو دیکھا کہ سب سے پہلے گھر میں سامان لاتے ہوئے قرآن رکھتے ہیں، تاکہ گھر میں برکت آجائے کوئی شیطانی اثرات بننے نہ پائے، پیدا نہ ہونے پائے، آپ اس نکاح کے ذریعہ جنریشن کا فاؤنڈیشن رکھ

رہے ہیں، نئے خاندان کی بنیاد رکھ رہے ہیں اس میں اللہ کی رضا کا پانی کتنا ہونا چاہیے؟ تقوے کا نور کتنا ہونا چاہیے؟ سنت کی پابندی کتنی ہونی چاہیے؟ اس نئے خاندان کی بنیاد میں گناہ نہ ہوں، اس نئے خاندان کی بنیاد میں اللہ کے سب سے بڑے حکم نماز میں کوتاہی نہ ہو، اس نکاح کی بنیاد میں قطع رحمی نہ ہو۔

نکاح رضائے الٰہی کے لئے ہو

اور یہ بات بالکل پکی ہے کہ ایک اللہ کو راضی کرنا آسان ہے، ساری دنیا کو آج تک کوئی راضی نہ کرسکا، یہ بات بہت پکی ہے جو امی جان حضرت عائشہؓ نے حضرت معاویہؓ کو نصیحت کی تھی کہ جو اللہ کو راضی کرنا چاہتا ہے اور دنیا اس سے ناراض ہوجاتی ہے، پھر ایک دن آئے گا کہ دنیا بھی اس سے راضی ہوجائے گی، اور جو دنیا والوں کو راضی کرنے کے لئے اللہ کو ناراض کردیتا ہے تو پھر دنیا بھی اس سے ایک دن ناراض ہوجاتی ہے، نکاح سے پہلے خاندان کو بٹھایئے، اور نکاح کے فرائض واجبات، کرنے کے کام، نہ کرنے کے کام، رسومات کے نقصانات وغیرہ بتلایئے، جب آپ Motivate اور ذہن سازی کریں گے بطور خاص عورتوں کی ذہن سازی کریں۔

شادی بیاہ کے بعض منکرات ومحرمات

سالہا سال زیور کی زکوٰۃ نہیں دی گئی، فرض حج گردن پر ہے ادا نہیں کیا گیا، ماں باپ بوڑھے ہیں ان کا علاج نہیں ہورہا ہے، دوسری دو چار بہنیں، دو چار بھائی ہیں ان کے نکاح کے انتظامات کے لئے پیسے نہیں ہیں، مکتب کی فیس نہیں دی جارہی ہے اسکول کی فیس قرض ہے، چھوٹے بھائیوں اور بہنوں کی میراث کا فرض حق نہیں دیا گیا اور مشورہ ہورہا ہے کہ ولیمے میں دو میٹھے ہونے چاہئیں، مشورہ ہورہا ہے کہ چکن کے چار آئیٹم ہوں، مشورہ یہ ہورہا ہے کہ فلاں مہنگا فنکشن ہال خرید لیا جائے، فلاں فنکشن ہال بک کیا جائے، اتنے واجبی حقوق اپنی

گردن پر رکھتے ہوئے ہم مسنون ولیمے پر اتنی توجہ دے رہے ہیں، وہ نکاح سنت نہیں ہے، سنت نہیں ہے، شادی کے دعوت نامے پر یہ جھوٹ لکھا جاتا ہے: ''النکاح من سنّتی'' وہ نکاح سنت نہیں ہے جہاں پر پچیس روپے کا ایک دعوت نامہ اور شادی کا رقعہ چھپایا جاتا ہے، وہ نکاح سنت نہیں ہے جہاں پر Waiter کے سامنے اپنی سجی لدی اور اسبابِ حسن سے آراستہ لڑکیوں کی نمائش کی جائے، وہ نکاح سنت نہیں ہے کہ جہاں پر ہندوستان کے معاشرے میں جوڑے کی رقم اور دوسرے پیسے مرد لڑکی والوں سے لیتا ہو، وہ نکاح سنت نہیں ہے، نہیں ہے، نہیں ہے نہیں ہے جس کے بینڈ باجے اور مرفوں سے بوڑھیوں کی نیندیں ختم ہو جاتی ہو، بچے بجک کے اٹھ جاتے ہوں، محلے والوں کا سکون حرام ہو جاتا ہو، چلت پھرت میں دشواری پیش آتی ہو، اس کو نکاح بھی نہیں کہا جا سکتا، مسنون کہنا تو کوئی اور بہت بڑی چیز ہے جہاں دلہن کو شوہر کے دیکھنے سے پہلے باراتی دیکھتے ہوں، جہاں بیوی کو شوہر کے دیکھنے سے پہلے سالیوں کو دیکھا جاتا ہو، جہاں بیوی کا ہاتھ پکڑنے سے پہلے سالیاں ہاتھ پکڑ کر انگوٹھی پہناتی ہوں، یہ بے شرمی کی اعلیٰ مثال ہے، بے حیائی کا بدترین نمونہ ہے، اس کو نکاح، عفت اور پاک دامنی اور اسلامی عمل سے اس کا کوئی تعلق نہیں ہے۔

دین شکنی قبول نہ کی جائے

حکمت بھی چاہیے ہمت بھی چاہیے، دل شکنی برداشت کرلیں گے، دین شکنی برداشت نہیں کریں گے، جس عمل کے بارے میں ہمیں واضح معلوم ہو جائے کہ واقعی یہ حرام ہے تو ہم اس میں پوری دنیا کا ناراض ہونا برداشت کرلیں گے، ہونے والے ناجائز نکاح میں آدمی نہ جائے، لیکن رشتہ جوڑے رکھے، اس کا طریقہ یہی ہے، کہ ایک دن پہلے جائیں، ایک دن پہلے جا کر مبارک بادی دے کر آیئے، ایک دو دن بعد جایئے، مبارکبادی تحفہ دے کر آیئے کہ صاحب فلاں

چیز کے واسطے میں شریک نہیں ہوسکا لیکن آپ کا نکاح ہے ہمیں خوشی ہے تو رشتہ بھی جڑ گیا اور شرکت سے بھی بچ گیا۔

حضرت آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت فاطمہؓ کے گھر میں آئے پردے پر تصویر لگی ہوئی تھی، حضرت آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دروازے سے واپس چلے گئے، حسنؓ وحسینؓ چاندی کے کنگن پہنے ہوئے تھے لاڈ پیار سب اپنی جگہ، جن کے لئے سجدے کو لمبا کردیا وہ حسنؓ وحسینؓ ہیں لیکن چاندی کے کنگن تھے، آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حسنؓ اور حسینؓ کو اپنی گود میں نہیں لیا، روتے روتے بچے حضرت فاطمہؓ کے پاس گئے، بیٹی بھی ایسی ہو جو باپ کا لحاظ کرتی ہو ایسا نہیں کہ بیٹی ناجائز رسم پر مجبور کردے، ایسا بیٹا نہیں جو باپ کو حرام پر مجبور کردے، حضرت فاطمہؓ نے ان کنگنوں کو توڑا، حسنؓ اور حسینؓ کی گود میں ڈالا اور روتے روتے حسنؓ اور حسینؓ جب نانا جان کے پاس پہنچے تب آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو اپنے سینے سے لگایا ساری محبتیں اللہ کے لئے اور وہی محبت حقیقی محبت ہے جو اللہ کے لئے ہو اور وہی محبت آخرت میں کام آتی ہے جو اللہ کے لئے ہو۔

ترجیحی امور پر توجہ

ملی تقاضے کتنے ذبح ہو رہے ہیں؟ اجتماعی تقاضے پورا کرنے کے لئے ہمارے پاس روپیہ نہیں ہے آپ دیکھئے! بچوں کی دینی تعلیم کے لئے ہمارے پاس مکتب کی فیس نہیں ہے، جتنے فنکشن ہال ہیں اتنے ہمارے پاس اسکولس نہیں ہیں، اتنے ہمارے پاس دواخانہ نہیں ہیں، جتنے ہمارے پاس فنکشن ہال ہیں اتنا اپنا تجارتی مال نہیں ہے، اتنا اپنی مارکیٹوں پر ہولڈ نہیں ہے، یہ قوموں کا عقلی دیوالیہ پن ہوتا ہے، معاشی بیکاری پن ہوتا ہے، ملی اعتبار سے بے حسی کی دلیل ہوتی ہے، کہ ان کے یہاں فنکشن ہالوں کی نمائشی رسموں پر دولت اور وقت کی اتنی پونجی جھونکی جا رہی ہے؛ لیکن دین کے ترجیحی تقاضوں کے لئے سو، دوسو

روپئے نکالتے ہوئے جان نکل جاتی ہے، اپنی مسجدوں پر ہزار، دو ہزار روپئے دیتے ہوئے ساری مہنگائی یاد آجاتی ہے؛ اس لئے ہمیں احساس کرنا چاہیے۔

نکاح کے فوائد

نکاح کی وجہ سے نئے رشتے ملتے ہیں، نئے خاندان جڑتے ہیں، ایک ساتھ لڑکے اور لڑکی پر متضاد قسم کے رشتوں کا بوجھ آجاتا ہے، ماں اور بیوی کو Balance کرنا ہے، اولاد اور ماں باپ کو وقت دینا ہے، دوکان اور مکان کی ذمہ داری کو نبھانا ہے، سالے اور بھائیوں کے درمیان اعتدال لانا ہے، کتنا ایک ساتھ بوجھ پڑ گیا، لڑکی کل تک لڑکی تھی اسکول مدرسے کی آج بیوی بن گئی، فوراً بہو بن گئی، نند بن گئی، جٹھانی بن گئی، دیورانی بن گئی، گھر کی ذمہ دار بن گئی، کچھ ہی سالوں میں دو چار بچوں کی ماں بن جائیگی، چار پانچ سال کے اندر ایک لڑکی پر اتنی ذمہ داریوں کا بوجھ اجنبی ماحول میں آجاتا ہے، بتائیں! کیا اتنی ذمہ داریاں سکھائے بغیر اس لڑکی سے پوری ہوجائیں گی؟ کیا ہم سکھا کر ایک لڑکی کو گھر پر بھیج رہے ہیں؟ کیا ہم لڑکے کو سکھا کر ایسے رشتوں کا بوجھ ڈال رہے ہیں؟ بڑی کوتاہیاں ہیں خود بھی پابندی کے ساتھ شریک ہوں اور اپنے خاندان کو بھی شریک کریں۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو دینی سمجھ عطا فرمائے اور نکاح والی زندگی کو اچھی طرح ہمیں سیکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

وَآخِرُ دَعْوَانَا أَنِ ٱلْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ ٱلْعٰلَمِينَ.

★★★★★

تمرینی سوالات

سوال۱: نکاح کی اہمیت اور مقاصد تحریر کیجئے؟

سوال۲: نکاح کے چند درجات لکھیں، نیز بتائیں کہ نکاح سماجی ضرورت کیوں؟

سوال۳: نکاح کے لئے انتخابِ عورت میں کن کن چیزوں کا لحاظ کرنا چاہیے؟

سوال۴: نکاح تاخیر سے کرنے کے چند اسباب بیان کریں؟

سوال۵: شادی میں پائی جانے والی رسومات کا خاتمہ کیسے کیا جائے؟

سوال۶: کیا نکاح کا کھانا کھا سکتے ہیں؟

سوال۷: سنت والا نکاح کسے کہتے ہیں؟

سوال۸: نکاح کے چند فوائد تحریر کیجئے؟

درس نمبر ۲

نکاح کے لیے استخارہ کی اہمیت

نَحْمَدُہٗ وَ نُصَلِّيْ عَلَى رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ، أَمَّا بَعْدُ! أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَٰنِ الرَّجِيمِ، بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ:

وَأَمْرُهُمْ شُورَىٰ بَيْنَهُمْ.(۱)صَدَقَ اللَّهُ الْعَظِيمُ.

وَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

مَا خَابَ مَنِ اسْتَخَارَ، وَلَا نَدِمَ مَنِ اسْتَشَارَ.(۲)

استخارہ کی حقیقت اور رجوع الی اللہ کی کیفیت

میرے عزیزو اور دینی ماؤں بہنو! اس زمانے میں نکاح کے موقع پر بطور خاص استخارہ کے مسئلے کو لے کر بہت ہی عجیب طرح کی الجھن اور بے ترتیبی پائی جا رہی ہے، اچھے اچھے رشتوں کو ٹھکرا دیا جاتا ہے اپنی غلط معلومات اور غلط مفروضوں کی بنیاد پر، شادی کورس کے اندر ایک اہم عنوان ''استخارہ کی حقیقت اور اس کے طریقہ کار'' (۳) کو سمجھنا بھی ہے۔

ہر حاجت میں انسان اللہ کی طرف رجوع کرے، حاجت پیش آجائے صلوٰۃ الحاجت کی دعا، سفر پیش آجائے تو صلوٰۃ السفر، گھر میں داخل ہونے کے بعد کی نماز، میدانِ جنگ میں ہوں تو صلوٰۃ الخوف، سولی پر چڑھنے کا وقت آجائے تو صلوٰۃ القتل، کچھ مشورہ اللہ سے کرنا ہو خیر مانگنا ہو، اس کے لئے نماز

(۱) الشوری:۳۸

(۲) معجم صغیر طبرانی، حدیث:۹۸۰

(۳) مزید تفصیلات کے لیے دیکھیں:

۱- استخارہ آداب واحکام، مفتی منیر احمد کراچی

۲- مسنون نکاح (ص:۷۸ تا ۸۵) مفتی ابوبکر جابر قاسمی

۳- اسلامی شادی (ص:۸۵ تا ۹۳) حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ

استخارہ پڑھنا چاہیے، حضرت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث موجود ہے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جب کسی آدمی کو حاجت درپیش ہوتو اللہ سے خیر طلب کرے، اس کے بعد استخارہ کی دعا سکھلائی گئی۔

استخارہ دو حلال چیزوں میں

سب سے پہلی بات استخارہ دو حلال چیزوں میں ہوتا ہے، حلال اور حرام میں استخارہ نہیں ہوتا ہے، میں سود لوں یا نہ لوں، عام حالات میں بینک سے لون اٹھاؤں یا نہ اٹھاؤں، فلانی لڑکی سے میرا دل لگ چکا ہے جس سے ماں باپ ہرگز راضی نہیں ہیں اور وہ میری خاندانی برابر نہیں ہے، لیکن کیا میں اس سے نکاح کر سکتا ہوں یا نہیں کر سکتا ہوں؟ استخارہ ان چیزوں میں نہیں ہے، پہلے آپ شرعی مسئلہ علماء سے معلوم کیجئے، شریعت کے ماہرین سے رائے طلب کر لینے کے بعد آپ ایک پہلو کو طئے کر لیجیے، استخارہ اس حال میں نہیں ہوتا کہ آدمی تردد میں ہو، اس حال میں نہیں ہوتا کہ دونوں Option اس کے سامنے ہوں، بلکہ استخارہ اس طور پر ہوتا ہے کہ اس نے ایک Option Fix کر لیا ہوا ایک پہلو طئے کر لیا ہو، پہلے مشورہ، پہلے حلال اور حرام کے سلسلے میں علماء سے واقفیت، اس کے بعد استخارہ کرنا چاہیے۔

حکیم الامت حضرت تھانویؒ کی تصریح

حضرت تھانویؒ کی آخری تصنیف ''بوادرالنوادر'' ہے، اہل علم کو وہ کتاب پڑھنی چاہیے، استخارہ کی مختلف روایتوں کے درمیان تطبیق، ترجیح اور بہت ہی دوٹوک انداز میں تفہیم حضرت حکیم الامتؒ نے ''بوادرالنوادر'' میں فرمائی ہے، وہ فرماتے ہیں: خواب کا دیکھنا ضروری نہیں ہے، لوگ خواب کو بنیاد بنا کر فیصلہ کرتے ہیں حالانکہ خواب کی شرعی حیثیت یہ ہے کہ خواب انشراح کا ذریعہ بن جاتا ہے؛ لیکن فیصلہ کی بنیاد نہیں بن سکتا ہے، فیصلہ کی بنیاد دینی مشورہ ہے کہ

دونوں خاندانوں میں مزاجی مناسبت ہوگی یا نہیں ہوگی؟ لڑکے اور لڑکی میں نبھاؤ ہو پائے گا یا نہیں ہو پائے گا؟ مشاورت بنیاد ہے خواب بنیاد نہیں ہے، دل کے رجحان کو بھی چھوڑ دیا جائے گا، ہم نے اپنی کتاب ''مسنون نکاح'' میں حضرت تھانوی کے ان اقتباسات کو نقل کیا ہے مفتی زیدؒ مظاہری صاحب نے افاداتِ تھانوی پر مشتمل ''اسلامی شادی'' نامی کتاب میں انہوں نے بھی ان کو نقل کیا کہ خواب کو بھی چھوڑ دیا جائے گا، دلی رجحان کو بھی چھوڑ دیا جائے گا اگر مشورہ مختلف جہات کا ہوتا ہے، مشورہ یہ ہوگیا کہ فلاں جگہ نکاح کرنا ہے؛ لیکن خواب خلاف میں نظر آیا، شرعی اعتبار سے مسئلہ واضح سمجھنے آ گیا کہ فلاں کاروبار نہیں کرنا ہے، دلی رجحان کرنے کی طرف آ رہا ہے، دلی رجحان کا اعتبار نہیں کیا جائے گا۔

حضرت تھانویؒ صاف فرماتے ہیں: استخارہ ہے یہ خیر طلب کرنے کا نام ہے، استخبارِ خبر معلوم کرنے کا نام نہیں ہے، خود دعا میں غور کیجیے:

اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْتَخِيرُكَ بِعِلْمِكَ، وَأَسْتَقْدِرُكَ بِقُدْرَتِكَ، وَأَسْأَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ الْعَظِيمِ، فَإِنَّكَ تَقْدِرُ وَلَا أَقْدِرُ، وَتَعْلَمُ وَلَا أَعْلَمُ، وَأَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوبِ، اللَّهُمَّ إِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ أَنَّ هَذَا الْأَمْرَ خَيْرٌ لِي فِي دِينِي وَمَعَاشِي وَعَاقِبَةِ أَمْرِي،فَاقْدُرْهُ لِي، وَيَسِّرْهُ لِي، ثُمَّ بَارِكْ لِي فِيهِ، وَإِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ أَنَّ هَذَا الْأَمْرَ شَرٌّ لِي، فِي دِينِي وَمَعَاشِي وَعَاقِبَةِ أَمْرِي،فَاصْرِفْهُ عَنِّي، وَاصْرِفْنِي عَنْهُ، وَاقْدُرْ لِي الْخَيْرَ حَيْثُ كَانَ، ثُمَّ أَرْضِنِي. (۱)

اے اللہ! میں آپ کے علم کا واسطہ دے کر آپ سے خیر اور بھلائی طلب کرتا ہوں اور آپ کی قدرت کا واسطہ دے کر میں

(۱) بخاری، حدیث نمبر: ۱۱۶۲

اچھائی پر قدرت طلب کرتا ہوں، اور آپ کا عظیم فضل طلب کرتا ہوں، آپ قدرت رکھتے ہیں، میں قدرت نہیں رکھتا، اے اللہ! آپ علم رکھتے ہیں میں علم نہیں رکھتا، آپ غیب کو جاننے والے ہیں۔

یا اللہ! اگر آپ کے علم میں ہے کہ یہ معاملہ (اس موقع پر اس معاملہ کا تصور دل میں لائیں جس کے لیے استخارہ کر رہا ہے) میرے حق میں بہتر ہے، میرے دین کے لیے بھی بہتر ہے، میری معاش اور دنیا کے اعتبار سے بھی بہتر ہے اور انجام کار کے اعتبار سے بھی بہتر ہے تو اس کو میرے لیے مقدر فرما دیجیے، اور اس کو میرے لیے آسان فرما دیجیے اور اس میں میرے لیے برکت پیدا فرما دیجیے۔

اور اگر آپ کے علم میں یہ بات ہے کہ یہ معاملہ (اس موقع پر اس معاملہ کا تصور دل میں لائیں جس کے لیے استخارہ کر رہا ہے) میرے حق میں برا ہے، میرے دین کے حق میں برا ہے یا میری دنیا اور معاش کے حق میں برا ہے یا میرے انجام کار کے اعتبار سے برا ہے تو اس کام کو مجھ سے پھیر دیجیے اور مجھے اس سے پھیر دیجیے اور میرے لیے خیر مقدر فرما دیجیے جہاں بھی ہو، پھر مجھے اس پر راضی بھی کر دیجیے۔

چھوٹے استخارہ کی دعا بھی سکھلائی گئی:

اللَّهُمَّ خِرْ لِي وَاخْتَرْ لِي. (۱)

اے اللہ! میرے لیے چن دیجئے میرے لیے پسند کر دیجیے۔

---

(۱) ترمذی، حدیث نمبر: ۳۵۱۶

ضروری نہیں ہے کہ آدمی اچھا رشتہ سامنے رکھتے ہوئے بڑوں کے اطمینان کے بعد کئی ہفتے تک استخارہ کرے، چلتے پھرتے بھی آدمی وقت کی قلت کی وجہ سے ”خرلی واخترلی“ یا بغیر نماز کی بھی استخارہ کی دعا پڑھ سکتا ہے، نماز کے ساتھ پڑھے یہ زیادہ بہتر ہے، استخارے کے بعد جو ہوتا ہے وہی خیر ہے، اللہ تعالیٰ نے بڑی بلا کو چھوٹی پر ٹال دیا۔

اور ہمیں ایک پہلو یہ بھی سیکھنا ہے حضرت زینبؓ کا رشتہ آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہونے لگا، حضرت زینبؓ نے فرمایا: کہ میں اپنے اللہ سے استخارہ کر لیتی ہوں، حضرت تھانویؒ فرماتے ہیں: وہ استخارہ اس بات میں نہیں تھا کہ یہ رشتہ میرے لیے بہتر ہے یا نہیں؟ حضرت آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے لیے مناسب ہیں یا نہیں ہیں؟ حضرت آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فضائل میں کیا شک ہے؟ لیکن حضرت زینبؓ کا استخارہ اس لئے تھا کہ حضرت آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سب کچھ ہیں میں آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قابل رہوں گی یا نہیں رہوں گی؟ میں حصرت آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مناسب رہوں گی یا نہیں رہوں گی؟

استخارہ اور ہماری غلط روش

یہ جواب بہت غلط ہے، ہم نے استخارہ کیا لیکن استخارہ میں نہیں آیا، اچھے اچھے رشتوں کو ٹھکرایا جارہا ہے، بچے اور بچیوں کو بغیر نکاح کے زندگی گزارنے پر مجبور کیا جارہا ہے، اور وہ حدیث صادق ہو کر رہی، ہم پر کسی جادوگر نے نہیں کرایا، ہمارے اوپر کسی بدنظر کی بدنظری کا اثر نہیں، بلکہ شرعی حکم کو پامال کردینے اور رشتے ٹھکرا دینے کی یہ نحوست ہے کہ پھر اچھے رشتے نہیں آرہے ہیں آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

إِذَا خَطَبَ إِلَيْكُمْ مَنْ تَرْضَوْنَ دِينَهُ وَخُلُقَهُ فَزَوِّجُوهُ، إِلَّا تَفْعَلُوا تَكُنْ فِتْنَةٌ فِي الأَرْضِ، وَفَسَادٌ عَرِيضٌ. (۱)

(۱) ترمذی، حدیث نمبر: ۱۰۸۴

جب تمہارے پاس ایسے آدمی کا رشتہ آجائے جس کے دین
اور اخلاق پر راضی ہو نکاح کر دو، ورنہ زمین میں زبردست
فساد ہو کر رہے گا، بگاڑ پھیل کر رہے گا۔

حاصل کلام

اس پوری بات کا خلاصہ یہ ہے کہ استخارہ خبر طلب کرنے کے لئے نہیں ہے؛ بلکہ خیر طلب کرنے کے لئے، پہلے مشورہ کیا جائے شریعت اور سماج کے ماہرین سے، پھر استخارہ کی نماز پڑھی جائے، خواب فیصلے کی بنیاد نہیں ہوسکتا ہے خواب ایک انشراحِ طبعی کا ذریعہ بن سکتا ہے، دلی رجحان کی بنیاد پر فیصلہ نہیں ہوگا، مشورہ کی بنیاد پر فیصلہ ہوگا، دل کا رجحان بھی مددگار اور معاون سمجھا جاتا ہے، اور مشورہ برابری کا سمجھ میں آجانا، اتنی اہمیت رکھتا ہے کہ اس کی وجہ سے خواب کو بھی چھوڑ دیا جائیگا، اور دلی رجحان کو بھی چھوڑ دیا جائے گا، اور استخارہ کی دعا ہمیشہ کرنی چاہیے، اللہ سے خیر طلب کرنے کے ہم ہر قدم پر محتاج ہیں، زندگی کے اس اہم فیصلہ میں بھی ہم محتاج ہیں، اور یہی عبدیت اور عاجزی کا اظہار ہے جو دعا میں کہا گیا، اے اللہ! میں آپ سے خیر طلب کرتا ہوں، آپ کے علم کی روشنی میں، اور میں آپکی قدرت سے مدد طلب کرتا ہوں، آپ جانتے ہیں میں نہیں جانتا، آپ قدرت رکھتے ہیں میں نہیں رکھتا، یہ معاملہ دین آخرت دنیا کے اعتبار سے مناسب ہے تو طئے کر دیجیے اور اگر بری بات ہے تو اسکو ہٹا دیجیے، مجھے ہٹا دیجیے، جہاں خیر ہو وہاں میرے لیے مقدر کر دیجیے، اللہ تعالیٰ علمی نادانیوں سے ہم سب کی حفاظت فرمائے، آمین۔

وَآخِرُ دَعْوَانَا أَنِ ٱلْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ ٱلْعٰلَمِينَ.

★★★★★

تمرینی سوالات

سوال ۱: استخارہ کی حقیقت، حکمت کیا ہے؟

سوال ۲: استخارہ کن چیزوں میں ناجائز ہے؟

سوال ۳: کیا استخارہ کے وقت خواب کا دیکھنا ضروری ہے؟

سوال ۴: استخارہ کا معنیٰ ومطلب قلمبند کیجئے؟

سوال ۵: استخارہ کا طریقہ کیا ہے؟

سوال ۶: استخارہ کی بڑی چھوٹی دعا لکھیں یا زبانی سنائیں؟

درس نمبر ۳

لومیرج اور پسند کی شادی

نَحْمَدُهٗ وَ نُصَلِّيْ عَلَى رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ، أَمَّا بَعْدُ! أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيمِ، بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ:

فَٱنكِحُوهُنَّ بِإِذْنِ أَهْلِهِنَّ .(۱)صَدَقَ ٱللّٰهُ ٱلْعَظِيمُ.

وَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

لَا نِكَاحَ إِلَّا بِوَلِيٍّ.(۲)

میرے عزیز و اور دینی ماؤں بہنو! عام طور پر ایک اور مسئلہ بہت ہی اہم اور اس نسل کے اندر بکثرت پیش آنے والا ''لومیرج اور پسند'' کی شادی کا ہے، پوری دنیا کے مختلف مذہب کے ماننے والے مختلف سماج میں اور Communities میں لومیرج کا مسئلہ بہت ہی حساس نہایت غم گیر اور پورے خاندان کے لئے چیلنج بن جاتا ہے۔

حقیقی محبت تو اللہ اور اس کے رسول سے ہو

اس سلسلے میں یاد رکھنا چاہیے کہ نکاح آئندہ کی نہایت ذمہ داریوں سے بوجھل زندگی کو سامنے رکھ کر کیا جاتا ہے، عشق کے چشمے سے دیکھ کر نہیں کیا جاتا ہے، محبت کی حقیقت ہے **''حبّک الشیء یعمی ویصم''** کسی چیز سے محبت تجھے اندھا بھی بنا دیتی ہے بہرا بھی بنا دیتی ہے، آدمی اپنے محبوب کی خامی نہ دیکھنا چاہتا ہے، نہ سننا چاہتا ہے۔

عشق تو حقیقت میں اللہ سے ہوتا ہے، محبت تو حقیقت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

(۱) النساء:۲۵

(۲) ترمذی، حدیث نمبر:۱۱۰۱

سے ہوتی ہے، محبت کا لفظ والدین سے محبت کے لئے جچتا ہے، ماں سے محبت کے لئے جچتا ہے، بہنوں سے محبت کے لئے جچتا ہے، بیوی سے محبت کے لئے جچتا ہے، لیکن اس زمانے میں عشق اور محبت کے لفظ پر اتنا ظلم ہوا کہ زنا کی طرف تصور جاتا ہے، ناپاک تعلقات کی طرف جاتا ہے، عشق اور محبت کا لفظ بولنے سے ذہن میں غلط خیالات جنم لیتے ہیں۔

زن کی جانب میلان فطری ہے

{زُيِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ ٱلشَّهَوٰتِ مِنَ ٱلنِّسَآءِ }[(۱)] مرد کے دل میں عورت کی طرف رجحان، عورت کے دل میں مرد کی طرف رجحان واقعی پایا جاتا ہے، یہ فطری ہے اس کا انکار نہیں کیا جاسکتا، {وَلَوْ أَعْجَبَكَ حُسْنُهُنَّ }[(۲)] اگر کسی نامحرم پر نگاہ پڑ جائے تو آدمی اپنی بیوی سے ضرورت پوری کرلے، یہ حدیث میں ہمیں سکھلایا گیا ہے، اور ہوسکتا ہے کہ دل کا رجحان کسی لڑکے یا لڑکی کی طرف ہوجائے، لیکن شریعت نے آنکھوں پر پابندی لگادی، کانوں پر پابندی لگائی، دل پر پہرا لگایا کہ نامحرم کے خیالات، نامحرم سے بات چیت اور اس سے ملاقات کا شوق بھی گناہ کا قدم ہے، {وَلَا تَقْرَبُواْ ٱلزِّنَىٰٓ}[(۳)] اس کے ابتدائی مرحلوں سے بھی روکا گیا، آدمی نفسیاتی اعتبار سے جب تک اپنے خیالات ایک جگہ سے ہٹاتا نہیں ہے اس وقت تک اس کے خیالات وہاں سے ہٹتے نہیں ہیں، جتنا بات کرتا ہے، جتنا اس کی تصویریں دیکھتا ہے، جتنا خطوط پڑھتا ہے اتنا ہی وہ عشق اس کے ذہن ودماغ پر سوار ہوتے چلے جاتا ہے۔

محبت کیسے ہوتی ہے؟

ابن قیم جوزیؒ کی کتاب "روضۃ الصالحین و نزھۃ المشتاقین" ہے،

(۱) آل عمران:۱۴
(۲) الاحزاب:۵۲
(۳) الاسراء:۳۲

اس میں ابن قیم جوزیؒ نے بہت تفصیل سے لکھا ہے، محبت کیسے ہوتی ہے؟ ناجائز تعلقات کیسے تاریخ میں ہوئے ہیں؟ جس زمانے میں عشق بہت پاک تھا، نامحرم پر نگاہ پڑنے کے بعد کبھی زنا کا ارادہ نہیں کیا گیا، تنہائی کی ملاقات میں کوئی غلط قدم نہیں اٹھایا گیا، نکاح کے لئے کوشش کی گئی؛ لیکن اس زمانے میں یہ بات ہر لڑکی کو سمجھا دینا چاہیے، اور ہر بیٹی کو سمجھ لینا چاہیے، کہ نکاح کے بغیر جو محبت کر رہا ہے، جسم سے قریب ہونا چاہتا ہے، وہ ہوس کا بھیڑیا ہے، وہ عاشق نہیں ہے، وہ آپ کی حیا سے کھیلنے والا ایک آوارہ شخص ہے، وہ آپ کی آبرو اور عزت کا احترام کرنے والا نہیں ہے، موقع ملنے پر آپ کی تصویریں، آپ کی ویڈیوز، جس طرح Misuse غلط استعمال ہوتے ہیں، ساری دنیا میں آپ ہم سے زیادہ اس کو اچھی طرح سمجھتے ہیں۔

پسند کی شادی اور لومیرج

عام طور پر لڑکا لڑکی تو جذباتی بن ہی جاتے ہیں، لیکن ماں باپ بھی اپنی کم سمجھی کی وجہ سے انتہائی بے قابو ہوجاتے ہیں، ہم جہاں کہیں گے وہیں کرنا پڑے گا، ہم آپ کا خاندان سے بائیکاٹ کردیں گے، جائیداد سے عاق کردیں گے، ہم وہاں پر نکاح نہیں کریں گے، یہ دونوں کے جذبات غلط ہیں، لڑکا اور لڑکی کی کونسلنگ ہونی چاہیے، فلم کی دنیا الگ ہے، فیلڈ کی دنیا الگ ہے، خواب کی دنیا الگ ہے، حقیقت کی دنیا الگ ہے، پارکوں کی زندگی الگ ہے، گھر کی زندگی الگ ہے۔

شریعت نے بہت اعتدال رکھا ہے، بڑوں سے کہا ہے: کہ بالغ لڑکے اور لڑکی سے پوچھ کر ہی نکاح کریں، مکمل طور پر اپنی مرضی کو مسلط نہ کریں، لڑکا اور لڑکی سے شریعت نے کہا ہے کہ اپنے بڑوں کے مشورے کو نظر انداز نہ کریں، بڑوں کے تجربات کی قدر کریں، اور بڑے اپنی عمر کی وجہ سے جو کچھ آپ کو مشورہ

دے رہے ہیں آئندہ کی زندگی کے اتار چڑھاؤ کو سامنے رکھتے ہوئے ان کے مشورے کی قدر کریں، ساری دنیا کا تجربہ ہے، ہر مذہب کا تجربہ ہے، ہر کمیٹی کا تجربہ ہے کہ ۹۹/فیصد پسند اور لومیرج کی شادیاں ناکام ہوجاتی ہیں، آپ دیکھئے! جو شادیاں خاندان کے مشورے سے ہوتی ہیں، اس کے اندر سماج کی جکڑ بندی، سماج کا دباؤ، لڑکے کو کمانے جانا ہی ہے، باپ ڈانٹتا ہے، ماں پکارتی ہے، سسرال والے کیا بولیں گے؟ لڑکی گھر کا کام کاج کرنا ہی ہے، ماں سکھلا دیتی ہے، بہنیں سکھاتی ہیں، گھریلو کام کاج کرنے میں ساس سسرے کا بھی ڈر ہوتا ہے، اور اس لڑکے لڑکی کو دونوں خاندانوں کے مشورے، دونوں خاندانوں کا تعاون اور ہمت افزائیاں، ہر خوشی میں دونوں خاندانوں کی شرکت، ہر غم میں دونوں خاندانوں کی طرف سے ہمت باندھنا یہ سب پایا جاتا ہے۔

پسند کی شادی کے نقصانات

لیکن لومیرج میں اکثر و بیشتر یہ دونوں، دونوں خاندانوں سے کٹ جاتے ہیں، Financial Support اور Social Support اور دلی جذبات کے ساتھ جو ملنا چاہیے وہ نہیں مل پاتا ہے، زندگی بھر داغ رہ جاتا ہے، خود کی لڑکیوں اور لڑکوں کی شادی کرنے میں دشواری آجاتی ہے، اور حقیقت یہ ہے کہ دونوں کے دل میں دونوں کی قدر نہیں ہوتی ہے، اگر لومیرج کے بعد وہ بھی دین سے نہ جڑے، اللہ سے نہ جڑے، تو وہ ایک دوسرے سے بھی جڑ نہیں پاتے ہیں، ایسے واقعات ہیں کہ لومیرج کے بعد جب بیٹی پیدا ہوئی اور بیٹی بڑی ہونے لگی تو باپ ایک دن تہجد میں اٹھ کر دعا کر رہا تھا، اے اللہ! میری بیٹی کو اس کی ماں پر جانے نہ دے، اس کی ماں نے جیسے بھاگ کر میرے سے شادی کی ہے میری بیٹی کو ایسا بننے نہ دے، قصوروار دونوں ہیں، عشق ایک طرفہ نہیں ہوتا ہے، بقول حضرت تھانویؒ کے محبوب کی توجہ کے بغیر عاشق کی توجہ بھی باقی نہیں رہتی ہے؛

لیکن نسلوں تک منتقل ہونے والا داغ اس کو کیسے مٹایا جائے گا؟ اور پھر نکاح سے پہلے ناجائز تعلقات، تنہائی میں بات چیت، اتنے سارے گناہ کے ساتھ جس نکاح کی بنیاد رکھی جارہی ہو بغیر توجہ کے، نسل میں ولی پیدا ہونے کی کیا امید ہے؟

نفس وشیطان کا دھوکہ

مردوں کو دھوکہ لگا ہے میں غیر مسلم سے شادی کرنا چاہتا ہوں مسلمان بنانے کے لئے، میں شیعہ لڑکی سے شادی کرنا چاہتا ہوں سنی بنانے کے لئے، نفس یہ جھوٹی تسلی دیتا ہے، آپ کے معاشرے کی لڑکیاں مرتد ہورہی ہیں، آپ دوسرے کافر کو مسلم بنانے کے لئے فکر مند ہیں؟ آپ بازاری لڑکی سے شادی جسم کے کپڑوں پر کرنا چاہتے ہیں؟ لیکن باحیا لڑکی سے شادی جوڑے کی رقم کے بغیر نہیں کرنا چاہتے ہیں، آپ غیر مسلم لڑکی کو اسلام میں داخل کر کے اس کو ہمیشہ ہمیش کی جہنم کی آگ سے بچانا چاہتے ہیں؟ ٹھنڈے دل سے آپ بتلایئے! کیا آپ مثالی مسلم کہلائے جانے کے قابل ہیں؟ کیا آپ اس قابل ہیں کہ اپنی بیوی سے کہیں کہ میں اسلام کی نمائندگی کرتا ہوں؟ آپ مجھے دیکھ کر اسلام سمجھ جایئے!۔

لو میرج کے بعد کی مشکلات

اندھا دھند خاندان کے فرق کے ساتھ نکاح کرلیا، مذہب کے فرق کے ساتھ نکاح کرلیا، رہن سہن کے فرق کے ساتھ نکاح کرلیا، رہن سہن میں آسمان زمین کا فرق ہوتا ہے، خاندان برادری میں آسمان زمین کا فرق ہوتا ہے، بلکہ اس زمانے میں تو اس درجے حماقت کے واقعات بھی ہیں، رہتا ہندوستان میں ہے Facebook وغیرہ کے ذریعہ تعلق ہوگیا U.S کے کسی لڑکے یا لڑکی سے، تعلق ہوگیا یمن کے کسی لڑکے یا لڑکی سے، تعلق ہوگیا کسی رشیا اور جرمن کے لڑکے یا لڑکی سے، اور وہاں نکاح کرنا چاہتا ہے، یہاں باز و اور محلے کے سسرال

سے تعلق درست نہیں ہیں، یہ پردیس سے لاکر گھر کیسے بسا پائے گا؟ اتنا بھی خیال نہیں رکھا جاتا، اتنی مناسبت بھی نہیں دیکھی جاتی، ایک بچے کے بعد جھگڑے ہو گئے، دوسرے بچے کے بعد علیحدہ ہو گئے، کیا اللہ کے خزانے میں اس لڑکی یا لڑکے کے علاوہ جس کو میں نے ناجائز تعلقات کے ذریعے سے چاہا ہے کیا کوئی اور لڑکی یا لڑکے کا وجود نہیں ہے؟ ہم نے اب تک کتنے لڑکے اور لڑکی سے تعلق رکھا؟ وعدے کئے، قسمیں کھائیں، والدین راضی نہیں ہیں، دونوں خاندانوں میں مناسبت نہیں ہے تو ٹھیک ہے! توبہ کرلیں، کفارہ ادا کریں، اور دونوں کا گھر جہاں آباد کیا جائے، وہاں پر اپنے دل وجان کو نچھاور کردیں، پھر نکاح کر کے پہلے والے مرد یا پہلی والی عورت سے تعلق رکھ کر اپنا اور اس کا گھر مت اجاڑیئے، ماں باپ کو بھی چاہیے کہ ضد نہ کریں اگر لڑکا یا لڑکی مناسب رشتہ لاتے ہیں، تو یہ سوچ کر نکاح کرادینا چاہیے کہ انتخاب مناسب ہے، اس کا گھر اگر آباد ہو سکتا ہے، تو پھر اس کا نکاح وہاں پر کرادینا چاہیے۔

والدین کا قصور

لو میرج میں قصوروار صرف لڑکی اور لڑکا نہیں ہوتا ہے؛ بلکہ قصور بعض مرتبہ والدین کا بھی ہوتا ہے، Education کے نام پر، خاندان میں شرعی پردہ نہ ہونے کی وجہ سے بہت کہنے کے باوجود بھی نکاح نہیں کروایا، اس لئے لڑکا اور لڑکی کہیں پر منہ مارنے لگ جاتے ہیں، حدیث میں کہا گیا:

فَإِنْ بَلَغَ وَلَمْ يُزَوِّجْهُ فَأَصَابَ إِثْمًا فَإِنَّمَا إثمه على أَبِيه.(۱)

اگر لڑکا یا لڑکی بالغ ہو جائے نکاح نہیں کروایا، تو پھر اس کا گناہ باپ پر بھی ہوگا۔

اس لڑکے کو اپنے نفس پر قابو پانے کی کوشش کرنا چاہیے، جیسا کہ حدیث

(۱) مشکوۃ شریف، حدیث:۳۱۳۸

یہی تعلیم دی گئی ہے:

وَمَنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَعَلَيْهِ بِالصَّوْمِ؛ فَإِنَّهُ لَهُ وِجَاءٌ. (۱)

جو شخص نکاح کی استطاعت نہ رکھتا ہو وہ روزہ رکھا کرے؛ کیوں کہ یہ خواہشات نفسانی کو توڑ دیتا ہے۔

غیر مستطیع کے لئے روزہ مددگار بنتا ہے، اپنے جذبات کو کنٹرول میں کرنے کے لئے روزہ رکھنے کا اہتمام کرنا چاہیے۔

بہر حال! لومیرج کا پہلا Stage تو صرف بات چیت اور ملاقات کا ہونا ہے، جب مناسبت نہیں ہے اور نکاح ہونے کی امید نہیں ہے، دونوں کے خاندانوں کی موافقت نہیں ہے، یہیں سے الگ ہو جائیں، دوسرا Stage جذبات میں اگر انہوں نے نکاح کر لیا ہے، تو دونوں کو چاہیے کہ اب تک کی جو زندگی بے لگامی، آوارگی کی تھی، آئندہ اطاعت، فرمانبرداری، خانہ آبادی، مثالی بیوی شوہر مثالی داماد اور بہو، خدمت کے ذریعہ سے دل جیتنا، محنت اور محبت کر کے بتلانا؛ تا کہ دونوں خاندان قریب ہو جائیں، دونوں خاندانوں سے کٹ کر نہ رہیں۔

غیر مسلم سے شادی میں سرپرست کا کردار

تیسرا Stage کہ کسی غیر مسلم لڑکے سے نکاح کر لیا، یا کسی غیر مسلم لڑکی سے نکاح کر لیا، تو ایسے موقع پر والدین کو چاہیے کہ ہرگز بائیکاٹ نہ کیا جائے، اس غیر مسلم لڑکے یا لڑکی کو بھر پور اسلام کی دعوت دیں، اس کے لئے دعا کا اہتمام کریں، اسلامی تعلیمات اور روایات سے واقف کرائیں، ڈنڈے سے تو جسم جھکائے جا سکتے ہیں دل نہیں بدلے جا سکتے ہیں، پولس اسٹیشن کی کونسلنگ سے جسم

(۱) بخاری، حدیث نمبر: ۵۰۶۶

(۲) عنوان کے تحت تفصیل کے لیے دیکھیں: مسلم لڑکیوں کا ارتداد اسباب اور حل، مفتی احمد اللہ نثار قاسمی۔

جھکائے جاسکتے ہیں دل بدلے نہیں جاسکتے ہیں، Co Education سے کیوں نہیں نکالا؟ ان کی تنہائیوں کو کیوں نہیں پڑھا؟ ان کے تعلقات کی نگرانی کیوں نہیں کی؟ سراسر الزام لڑکے اور لڑکی پر کیوں ڈالا؟

بہرحال! اس غیر مسلم لڑکے اور لڑکی کو بھی اپنے خاندان میں بلاتے رہنا چاہیے، تاکہ وہ اسلام میں داخل ہوجائے، اور اس لڑکے یا لڑکی کا گھر آباد ہوجائے، امیدوار رہنا چاہیے، یہ نہیں سہی تو پوترے نواسے تو آئیں گے، اگر وہ کافر دادا، دادی، یا نانا، نانی، کو دیکھ رہے ہیں تو مسلمان دادا، دادی یا نانا، نانی کو بھی دیکھ لیں، تاکہ اسلام کی تصویر بھی ان کے سامنے آجائے، اگر یہ دونوں لڑکا یا لڑکی مسلمان نہیں ہوئے، آئندہ کی نسل تو مسلمان ہوجائے گی، اللہ نہ کرے ایسا بھی ہوسکتا ہے، اسلام قبول کرنے کے بجائے اس لڑکے نے دو بچوں کے بعد چھوڑ دیا، اس لڑکی نے دو چار بچوں کے بعد اس کافر شوہر کو چھوڑ دیا، واقعات دونوں طرف سے پیش آسکتے ہیں، تو واپسی کا دروازہ کھلا رکھیں، بیٹا! جب کبھی ایمان کی چنگاری تجھے بے قرار کردے، واپس آسکتی ہو تمہارا باپ مر نہیں گیا، اسلام کی حفاظت کے ساتھ ہم دوبارہ خدمت کرنے کے لئے تیار ہیں، مکمل دروازہ بند کردینے سے نقصان ہوتا ہے۔

اپنے گھر کا دروازہ کھلا رکھیں

جب جس لڑکے یا لڑکی سے پسند کی شادی کی ہے، وہاں پر جب ناقدری، بدتمیزی، ناچاقی، بدمزگی پیدا ہوتی ہے، تو خودکشی کا قدم اٹھایا جاتا ہے، یا بدچلنی کا راستہ اپنایا جاتا ہے، دل بدلنے والے اللہ ہیں، آپ کی دعائیں رنگ لائیں گی، واپسی کا دروازہ ان کے لئے کھلا رکھنا چاہیے، کونسلنگ کا دروازہ ان کے لئے کھلا رکھنا چاہیے، جب ڈاکٹر جذباتی اور Emotional ہوجاتا ہے، شوگر بی پی اب ڈاکٹر کا نارمل ہوجاتا ہے، تو وہ سرجری میں بھی ناکام ہوجاتا ہے، اس کی شوگر بی پی

کا بھی نارمل ہونا، اور مریض کی شوگر بی پی کا بھی نارمل ہونا ضروری ہے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ ہماری پوری نسل کی حفاظت فرمائے، اسلام پر جینا اور ایمان پر مرنا مقدر فرمائے۔(آمین)

وَآخِرُ دَعْوَانَا أَنِ ٱلْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ ٱلْعٰلَمِينَ.

☆☆☆☆☆

تمرینی سوالات

سوال ۱: لومیرج کسے کہتے ہیں؟ کیا اسلام میں اس کی اجازت ہے؟

سوال ۲: حقیقی محبت کن کن سے ہونی چاہیے؟ تحریر کیجئے۔

سوال ۳: پسند کی شادی کے چند نقصانات ذکر یں؟

سوال ۴: اگر اولاد غیر مسلم لڑکے یا لڑکی سے نکاح کر لیں تو ہمارا کیا کردار ہونا چاہیے؟

درس نمبر ۴

لڑکی دیکھنے کا طریقہ، منگنی اور مہر کے احکام

نَحْمَدُهُ وَ نُصَلِّيْ عَلَى رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ، أَمَّا بَعْدُ! قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

لَا يَخْلُوَنَّ رَجُلٌ بِامْرَأَةٍ إِلَّا كَانَ ثَالِثَهُمَا الشَّيْطَانُ.(۱)

منگنی کی رسم

میرے عزیز واور دینی ماؤں بہنو! ہمارے معاشرے میں نکاح کے موقع پر منگنی کا کیا جانا گویا رسم ہی بن چکی ہے، اسلام میں نکاح صرف ایجاب وقبول کا نام ہے، دو گواہوں کا نام ہے، ولیمہ کا نام ہے، اور مسجد میں خطبۂ نکاح کے پڑھائے جانے کا نام ہے، اس کے علاوہ منگنی کا ایسا بوجھ اور اتنے لمبے اخراجات کا اسلام اور شریعت سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

منگنی کا مطلب ہمارے معاشرے میں یہ ہوتا ہے کہ کارروائی کے ذریعے سے لڑکے اور لڑکی کا انتخاب کیا جاتا ہے، selection کرلیا جاتا ہے، اور جب مرحلوں سے گزرنے کے بعد معاملہ طے کرنا ہوتا ہے کہ اب ہمیں یہ لڑکی کرنا ہی ہے اور اس لڑکے کو داماد بنانا ہی ہے، تو تب منگنی کے نام سے ایک مجلس، ایک تقریب اور ایک فنکشن منعقد کیا جاتا ہے۔(۲)

(۱) ترمذی، حدیث: ۱۱۷۱

(۲) مزید مطالعہ کے لئے دیکھیں:

۱- اسلامی شادی (ص: ۱۱۴ تا ۱۱۹) حضرت حکیم الامت تھانویؒ

۲- شادی بیاہ کا اسلامی طریقہ اور ہمارا سماج (ص: ۴۳ تا ۵۲) مفتی صدیق احمد حسامی

۳- منگنی، شادی کے متعلق پیش آنے والے مسائل کا حل، مفتی احمد صاحب خانپوری

لڑکی دیکھنے کا ایک طریقہ

ضرور لڑکی کو دیکھا جائے، لیکن دیکھے بھلے خاندان میں کیا جائے، حضرت تھانوی رحمہ اللہ نے بہت پتے اور تجربے کی بات لکھی ہے کہ بہتر ہے دیکھے بھلے خاندان میں نکاح کیا جائے، جس لڑکے کے بچپن اور جوانی کو اور جس لڑکی کے نشونما کے دور کو ہم نے دیکھا ہے آس پاس اور اڑوس پڑوس میں اور آج کل biodata اور اسم نویسی کا رواج ہے، کاغذ میں لڑکی اور لڑکے کے متعلق ضروری معاملات لکھ دیے جاتے ہیں، لڑکی کی پڑھائی، خاندان، دادھیال، ننھیال چچا، ماموں، پتہ اور بستی سب لکھ دیا جاتا ہے، تو اس biodata کی روشنی میں آدمی بڑی حد تک فیصلہ کر سکتا ہے کہ اس لڑکے اور لڑکی میں مناسبت اور matching برابری کفاءت، نبھاؤ اور گھر سے آبادی ہو سکتی ہے یا نہیں؟

دیکھا بھلا خاندان ہو، جانا پہنچانا خاندان ہو biodata کے ذریعے سے کام کر لے، اور اس کے بعد اگر کاغذی تصویر کے بجائے پوری احتیاط کے ساتھ اگر لڑکی کی تصویر بھی دی جاتی ہے صرف متعلقہ لوگوں کو (اس کے غلط استعمال کا اندیشہ نہ ہو، اس کو غلط طریقے سے added کر کے Black Mail کا آج کل جو طریقہ چل رہا ہے ایسی کوئی حرکت اور چھیڑ چھاڑ نہ ہونے پائے) دی جاتی ہے کہ لڑکی کی جیسی صورت حال ہو، جیسی رنگت ہو، ویسی ہی اس کو پیش کیا جائے، انتہائی میک اپ اور حقیقی صورت حال کو ڈھانپ دینا، دھوکہ دہی کی کوشش یہ بہت بڑی ناسمجھی ہے، دھوکے کا کبھی باقی نہیں رہتا۔

لڑکی دیکھنے کا دوسرا طریقہ

دریافت کرنے کا طریقہ یہ ہی ہے کہ آدمی اڑوس پڑوس کے لوگوں کو پوچھے، جس مدرسے میں، جس کالج میں، جس ہاسٹل میں اس لڑکے یا لڑکی نے پڑھا ہے، اخلاق اور تعلقات کے سلسلے میں اندازہ کیا جا سکتا ہے، اجتماعات میں

شرکت کیا کرتی تھی، دینی مجلسوں اور صحبتوں میں آیا کرتی تھی، اور علاقے کے علماء اور علاقے کے امام صاحب کو بھی ایک اندازہ ہوجاتا ہے کہ اس لڑکی کی یا اس لڑکے کی اخلاقی سطح کیا ہے؟ تربیتی سطح کیا ہے؟ لڑکی کو دیکھنے کے لئے اس ماں کا کردار، لڑکے کو دیکھنے کے لئے اس کے ماں باپ کا کردار، دونوں کے کردار سے اندازہ ہوجاتا ہے کہ یہ لڑکی کیسی ہوسکتی ہے؟ یہ لڑکا کیسے ہوسکتا ہے؟ ان کے ماں باپ کا character کیا رہا؟ ان کی ازدواجی زندگی کیسے جڑی ہوئی رہی؟ ان کے بھائی اور بہنوں نے جن گھروں میں نکاح کیا ہے، وہ گھر آباد ہوئے ہیں یا وہ گھر ویران ہوئے ہیں؟ آج کل کے زمانے میں اس کو بھی اندازہ کے لئے دیکھا جاسکتا ہے کہ ان کا تبلیغی جماعت سے تعلق ہے؟ یا فلاں نے اللہ والے سے تعلق ہے؟ اسی لیے امید ہے کہ صلح اور تقوی ہوگا، امید ہے کہ کسی کی تو مان کر چل رہا ہوگا، لیکن محض اس لئے کہ وہ مفتی صاحب کی بیٹی ہے یا بیٹا ہے؟ محض اس لیے کہ وہ تبلیغی جماعت یا فلاں دینی جماعت کے ذمہ دار کا بیٹا ہے یا بیٹی ہے؟ یہ سن کر آنکھ بند کر کے نکاح نہیں کرنا چاہیے، ہوسکتا ہے کہ باپ کسی اور طرف ہو اور بیٹا یا بیٹی کسی اور طرف ہو۔

ہمارے حضرت شاہ جمال الرحمن صاحب دامت برکاتہم فرماتے ہیں: جمال الرحمن کی بیٹی سے بھی نکاح کرنا ہو تو دریافت کرو، اطمینان ہوجانا چاہیے، حسن بصری کو نہیں دیکھا جاتا، رابعہ بصریہ کو نہیں دیکھا جاتا؛ بلکہ لڑکی اور لڑکے کے درمیان گھر آباد ہوجائے، دونوں کے درمیان سو فیصد موافقت نہیں، سو فیصد موافقت کے تو کوئی نہیں ملے گا، اللہ نے پیدا ہی نہیں کیا ہے، لیکن دونوں خاندانوں اور مزاجوں میں جوڑ بیٹھ سکتا ہو، کامیاب ازدواجی زندگی تو صبر اور برداشت سے ہی چلتی ہے، دونوں ایک دوسرے کی خوبیوں کو دیکھتے ہوئے آگے بڑھتے ہیں، اور خامیوں کو نظر انداز کرتے ہوئے ساتھ میں رہتے ہیں، یہ تو بہت

بڑی حماقت ہے کہ آدمی اسی تلاش میں بیٹھ جائے کہ مجھے سو فیصد ایک مزاج کی بیوی مل جائے، سو فیصد ایک مزاج کا شوہر مل جائے۔

لڑکی دیکھنے والوں کے لئے معیارات

اس زمانے میں رشتے کو نہ ماننے کی وجہ ہمارے نامعقول قسم کے معیارات بھی ہیں، ناممکن قسم کے معیارات بھی ہیں، جس کا زمینی دنیا سے کوئی تعلق نہیں ہے، خیالی دنیا میں تو کچھ ہوسکتا ہے، خوابوں کا شہزادہ، خوابوں کی شہزادی تو سوچی جاسکتی ہے؛ لیکن بیداری اور زمینی سطح پر وہ چیز ممکن نہیں ہے، جیسے لڑکے کے بارے میں لوگ یہ سوچتے ہیں کہ وہ ذاتی مکان کا مالک ہو، ٹھیک ہے! اس کے ماں باپ کا ذاتی مکان ہو تو لڑکی کے لئے دشواری نہیں ہوگی، لیکن دنیا بھر میں کتنے لوگ ہے جن کے ماں باپ ذاتی مکان کے مالک ہیں؟ اور آدمی ذاتی مکان کا مالک کب بن پاتا ہے؟ ابھی تو اس لڑکے کی پڑھائی ختم ہوئی ہے، ابھی تو ملازمت پر چڑھا ہے یا نہیں چڑھا ہے، ہم لڑکے کو دیکھ رہے ہیں، یا بوڑھے کو تلاش کر رہے ہیں۔

لڑکے والوں کے لئے معیارات

لڑکی کے سلسلے میں یہ دیکھا جاتا ہے عام طور پر زیادہ پیمانے لڑکی کے لئے طے کیے جاتے ہیں، بڑی عجیب بات ہے، اور لڑکے کے لئے ضروری پیمانے بھی نہیں دیکھے جاتے ہیں کہ اس کا عقیدہ درست ہے یا نہیں؟ واقعی یہ غیرت مندی اپنی کمائی کے سلسلہ میں ہے یا نہیں ہے؟ یہ اپنی پڑھائی کے سلسلے میں پختگی رکھتا ہے یا نہیں؟ یہ تو دیکھتے ہے کہ لڑکی گھر کے کام کاج کی ماہر ہے یا نہیں؟ لیکن لڑکے کا غصہ لگام والا ہے یا نہیں؟ یہ نہیں دیکھا جاتا، لڑکی کو جب دیکھا جائے تو لڑکا جس رنگ کا بھی ہو، جیسے بھی پڑھائی کا ہو، وہ یہ چاہتا ہے کہ اعلی تعلیم یافتہ ہو، اور کم عمر کی ہو، اور یہ دونوں متضاد چیزیں ہیں، جب کوئی آدمی زیادہ پڑھا ہوا ہوگا

تو ان کی عمر کیسی کم ہوگی؟ انجینئرنگ، MBBS، عالمہ، مفتیہ کرتے ہوئے اگر معتدل رفتار چلی ہو تو ۲۲/ ۲۳ سال کی عمر تو ہو جائے گی، شہروں میں ۲۲/ ۲۳ سال کی عمر چھوٹی سمجھی جاتی ہے، دیہاتوں میں ۲۲/ ۲۳ سال کی عمر زیادہ سمجھی جاتی ہیں، لڑکی پڑھی لکھی بھی ہو، گھر کی کام کاج کی ماہر بھی ہو، یہ کیسے ہوسکتا ہے؟ جب زیادہ پڑھی لکھی بچیاں ہوتی ہیں تو نرسری سے لے کر انجینئرنگ تک پڑھائی کا بوجھ عام طور پر اتنا رہتا ہے کہ وہ گھریلو کام کاج میں دلچسپی نہیں لے پاتی ہیں، لوگ یہ پیمانے دیکھتے ہیں کہ شہر میں ہو، اور اگر دولت کی حرص اور ہوس بھی ہے تو آدمی یہ بھی دیکھتا ہے کہ جوڑے کی رقم بڑی دینے والے ہو، میراث کا تنہا میں حق دار بن جاؤں، سکھ دکھ میں سسرال والے نبھانے والے ہو، اور اتنی انتہائی بے شرمی کی مثالیں بھی ہیں کہ اگر آپ مناسب سمجھتیں ہوں، ہمارے بیٹے کو اٹھارہ لاکھ روپے دے کر آسٹریلیا بھیج دیجیے، آپ ہی کی بیٹی تو خوش رہے گی، سعودیہ کا ویزہ نکال کر دیجیے، تھوڑا سا Financial Setup ہو جائے گا اور یہاں تک کہ مہذب انداز میں مطالبے رکھ لئے جاتے ہیں کہ بچہ کوشش کے باوجود کاروبار نہیں کر پا رہا ہے، آپ بچے کو کاروبار لگا کر دیجئے، تعجب ہوتا ہے کہ مائیں اس قسم کا مطالبہ کرتی ہیں۔

یہ موضوع الگ ہے، بہت بڑا ہے کہ ماں باپ جب اپنی بیٹی کی شادی کرتے ہیں تو بھیگی بلی میں جاتی ہے، بیٹے کی شادی کرتے ہیں تو شیر بن جاتے ہیں، جب خود اس ماں کا نکاح ہو رہا تھا تو اس نے اپنی آنکھوں سے دیکھا، اپنے باپ کی رات کی بے چینیاں اور اس ماں نے دیکھا کہ باپ نے اپنے گھر کو بیچا ہے بیٹی کے گھر کو آباد کرنے کے لیے، لیکن جب یہی ماں اپنے بیٹے کا نکاح کرتی ہے تو اسی گندی گھٹیا لالچی والی ذہنیت کے ساتھ آگے بڑھتی ہے، کب تک یہ رسمیں باقی رہیں گی؟ ایسا ہو گیا کہ عمر ڈھلتی ہے تو لوگوں کے Conditions

کم ہوتے ہیں، نصیحت سے ماننے والے کم ہوتے ہیں حالات اور حوادث سے ماننے والے زیادہ ہوتے ہیں۔

ایک لطیفہ

کتابوں میں یہ لطیفہ لکھا ہوا ہے، ایک صاحب سے پوچھا گیا آپ کو بیوی کیسے چاہیے؟ تو انہوں نے وہی پیمانے بتائے، بہت خوبصورت اور بہت پڑھے لکھے اور بہت جہیز، height میں برابر، گھر کے کام کاج کی ماہر، تو انہوں نے جواب میں کہا: یہ تو بنی اسرائیل کی گائے کی طرح ہو گیا جس کا سورہ بقرہ کے اندر اللہ نے تذکرہ کیا، کیسے ملے گی؟ ۴۰ر سال عمر ہو گئی، رشتے دیکھتے دیکھتے ۲۶ر سال کی عمر ہوگئی، مائیں ہیں کہ بچوں کو بوڑھا کرنے کے لئے تیار، لڑکیوں کو بوڑھی کرنے کے لئے تیار، اللہ نہ کرے اگر کسی لڑکی یا لڑکے کا دوسرا نکاح ہے عجیب بات ہے تنہائیاں چپ رہی ہے، جوانی کے جذبات کا خون ہو رہا ہے، بیٹی کا حسن ڈھل رہا ہے، بچے کی تنہائیاں ناپاک ہو رہی ہیں، فتنے ابل کر آرہے ہیں، لیکن اس لڑکے یا لڑکی کے دوسرے نکاح کے لئے بھی بہت کم وہ لوگ ہیں جو اپنے Conditions کم کرتے ہوں دس چیزیں تھیں، چلئے! بچی کی عمر ڈھل رہی ہی پانچ چیزوں پر راضی ہو جائیں گے۔

دین دار لڑکوں کو دین دار ہی ملے گی

ایک عجیب بات معاشرے میں ہے کہ لڑکا تو بے دین ہوتا ہے، لڑکی تو دین دار چاہتا ہے، میری داڑھی تو نہیں ہے لیکن مجھے پردہ والی چاہیے، تو پردہ والی بے داڑھی کے پاس کیسے آئے گی؟ داڑھی پورا دین نہیں ہے، داڑھی میں ہی دین نہیں ہے، لیکن داڑھی بھی دین میں سے ہے اور داڑھی ایک علامت ہے مرد کی، شریعت کا احترام کرنے اور کچھ شریعت پر استقامت کی، تو لڑکا دین دار لڑکی چاہتا ہے، دیندار لڑکیاں تمہارے ساتھ کیسے رہیں گی؟ اور اس کا دین بے دین

گھر میں آنے کے بعد کیسے باقی رہے گا؟ اور بہت ساری لڑکیاں ہیں جو اپنی کمیاں نہیں دیکھتی، دنیا والے رنگت کو اہمیت زیادہ دیتے ہیں، زندگی رنگت سے تو نہیں چلتی، صورت سے تو نہیں چلتی، سیرت سے چلتی ہے، اور حقیقی کمال لڑکے اور لڑکی کا سیرت ہی ہے، معمولی سی پھنسیاں حسن کو ختم کرتی ہے، دنیا کے حالات تنخواہ کو گھٹادیں گے، بڑھا دیں گے، تقوی اصل بنیاد ہے، ہر ایک کو متقی ہونے کی کوشش کرنا چاہیے، تقوی بھی اپنے اندر لانے کی کوشش ہو، اور آنے والے مرد اور آنے والی عورت میں بھی دین والی زندگی لانے کی کوشش ہو، اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ اندھا دھند کہیں سے بھی باندھ دیا جائے، Shaadi.com سے مدد لی جاتی ہے، مشاطائیں طئے ہوتی ہے، اس زمانے میں رشتہ لگانے والیاں مشاطاؤں کا سہارا لیا جاتا ہے، اخبارات میں اعلان ڈالا جا سکتا ہے؛ لیکن دریافتی کرنا اتنا ہی مشکل ہے۔

قریبی خاندانوں میں رشتہ نہیں کرنا چاہتے ہیں؛ اس لئے کہ کمیوں سے واقف ہیں، دور کے ڈھول سہانے آدمی دور خاندان میں نکاح کرنا چاہتا ہے، اس لیے کہ وہاں کے نقائص اور مصائب کا اُسے پتہ نہیں ہے، وہاں Points Manice کا اسے پتہ نہیں ہے، Weak Points کا پتہ نہیں ہے، اور آسانی سے پتہ لگانا بھی مشکل ہے، اپنی حیثیت کو یاد رکھتے ہوئے رشتہ دیکھیے، آدمی لنگور ہوتا ہے، حور کو دیکھنا چاہتا ہے، آدمی جھوپڑیوں میں رہتا ہے محلات کے خواب دیکھتا ہے، زندگی نہیں نبھائی جا سکے گی، موافقت نہیں ہو سکے گی، وہاں نوکرانیاں تھیں یہاں نہیں ہیں، وہاں بڑے automatic machine تھے، یہاں بڑے automatic machine نہیں ہیں، فرق ہو جاتا ہے، آنے والی اتنی ہی مشقت اُٹھا سکتی ہے جتنا اس نے شادی سے پہلے اپنے گھر میں اٹھایا تھا۔

وقت پر اولاد کا نکاح کیجیے

اس بات کو بہت ٹھنڈے دل سے خاندان کے ذمہ داروں کو سوچنا چاہیے، کہ شہروں کی زندگی اتنی احمقانہ ہو چکی ہے کہ ۱۷/ ۱۸ سال کی عمر میں نکاح کے لیے رشتے دیکھنا نہیں چاہتے ہیں، ابھی میری بیٹی کی عمر ہی کیا ہے؟ حالانکہ اس زمانہ میں لڑکا اور لڑکی ۱۳/ ۱۴ سال کی عمر میں بالغ ہو جاتے ہیں، بلوغ کی نفسیات اور بڑے عمر کے احساسات اس فتنے کے دور میں ۸/ ۹ سال سے ہی پنپنے لگتے ہیں، اب ہم ۱۸/ ۱۹ سال سے بھی رشتہ دیکھنا نہیں چاہتے، آنے والوں کو منع کر دیتے ہیں، اچھے اچھے رشتوں کو ٹھکرا دیا جاتا ہے، ۲۱/ سال کی عمر میں دیکھنا شروع کیا، ۲۲/ سال کی عمر میں دیکھانا شروع کیا، اچھے اچھے رشتوں کو ٹھکرا دیا، بعد میں جب رشتے نہیں ہوتے ہیں تو کہا جاتا ہے کسی نے کرا دیا ہے اور ہر آدمی کہتا ہے۔

عجیب بات ہے، لوگ آ کر کہتے ہیں کہ بس ہونے ہی والا تھا، لوگوں نے انکار کر دیا، کسی نے نہیں کرایا، کوئی شیطانی اثر نہیں ہے؛ بلکہ ہماری ظالم روایات ہیں، ظالم رسومات ہیں، ہماری بے وقوفانہ ذہنیت ہے، ہمارے ناممکن قسم کے پیمانے ہیں، جو ہمارے بچے اور بچیوں کو بٹھائے جا رہے ہیں، معاشرے میں صرف لڑکیاں بیٹھی ہوئی نہیں ہیں، لڑکے بھی بن نکاح کے اپنی عمر گناہوں کے اندر ضائع کرتے جا رہے ہیں۔

رشتہ کے لیے وقت دیجیے

لڑکے کا نکاح کرنا چاہتے ہیں، لڑکی کا نکاح کرنا چاہتے ہیں، لیکن وقت دینے کے لئے تیار نہیں، پہلے زمانے میں شادی میں لوگ ہفتوں، مہینوں پہلے آ جاتے، ایک ساتھ چاول چنے جاتے، ادرک لہسن پیسا جاتا، کھانے بنائے جاتے، گوشت کاٹا جاتا، خوشیاں باٹی جاتیں، صدمے تقسیم کر لئے جاتے، ایک

دوسرے کے بچوں، بچیوں کو قریب سے دیکھنے کا موقع مل جاتا، کونسا لڑکا کیسے مزاج کا ہے؟ کونسی لڑکی کتنی محنتی ہے؟ لیکن اب رشتے داریوں میں ملاقاتیں ختم ہوگئیں، رشتے سکڑتے چلے گئے، اور ہم رشتے کی تلاش کے لئے وقت دینا نہیں چاہتے۔

اور ہمارے معاشرے میں رشتے لائے جانے پر کمی نکالنے والے، نقص نکالنے والے زیادہ ہیں رشتہ لانے والے کم ہیں، طلاق کا مشورہ دینے والے بہت ہیں دوسرے نکاح پر ہمت بڑھانے والے کم ہیں، رشتہ لایا گیا بہن کہہ دیتی ہے مجھے سمجھ میں نہیں آیا، رشتے لانے والے تھک جاتے ہیں، لانے والا ہمدردی سے لاتا ہے، دریافتی کر کے لاتا ہے، جس کو لا کر دیتا ہے وہ نہ دریافتی کے لئے وقت دیتا ہے اور نہ ہی سوچنے کے لئے وقت لیتا ہے، اور فوراً اس رشتے کو ٹھکرا دیا جاتا ہے تو رشتے لانے والے بھی پیچھے ہٹ جاتے ہیں۔

شادی سے پہلے ایک دوسرے کو دیکھنا

لڑکی کو دیکھنا جائز ہے بلکہ مستحب ہے کہ دیکھا جائے اور لڑکی کے لئے بھی کوئی حیا کے خلاف نہیں ہے کہ لڑکے کو دیکھے، یہ معاشرے کی بے اعتدالی ہے کہ لڑکے سے تو پوچھا جاتا ہے کہ آپ نے لڑکی کو دیکھا ہے یا نہیں؟ لیکن لڑکی سے پوچھا نہیں جاتا ہے کہ تمہیں لڑکا پسند ہے یا نہیں؟ پیمانے صحیح ہونے چاہیے، ظاہری رنگت کو اہمیت نہیں دینا چاہیے، اور حقیقی جو خوبیاں کمالات، ڈگریاں، ہنر جو ہیں وہ بتلا دیئے جانا چاہیے، لیکن لڑکی کو بھی اتنا نہ دبایا جائے، بچوں کی بھی رائے لی جائے، خاندان کے سرپرست کو اس زمانے میں صاف پوچھ لینا چاہیے، کیا آپ کی نظر میں کوئی مناسب رشتہ ہے؟ لڑکا ہو یا لڑکی بتا دیجئے، پتہ چلا کہ لڑکے یا لڑکی کے ذہن و دماغ پر کوئی اور سوار ہے، اور ہم رشتے دیکھ رہے ہیں، پہلے جہاں پر لڑکے اور لڑکی کا تعلق تھا، Affairs تھے، تعلقات اور محبتیں تھیں

اس کو ختم کئے بغیر، اس معاملے کے تصفیے کے بغیر مجبور کیا جاتا ہے کہ جہاں ہم نے دیکھا ہے وہاں نکاح کرلو، یہ غلط حرکت ہے آنے والے لڑکے یا لڑکی کے ساتھ کھلواڑ ہے، دل کا وہ کانٹا نکل جانا چاہیے، اور دل کا وہ جھکاؤ کسی اور کی طرف سے ختم ہو جانا چاہیے، اس سلسلے میں لڑکے یا لڑکی کی Counsellig ہونی چاہیے، اور بہت سی مرتبہ وہ چاہتے ہیں کہ جہاں وہ حلال طریقے سے بڑوں کے مشورے سے نکاح ہو رہا ہے میرا دل وہیں پر آ جائے اور جس طرح پہلے تھا وہ ختم ہو جائے {وَأَلْقَيْنَا بَيْنَهُمُ ٱلْعَدَٰوَةَ وَٱلْبَغْضَآءَ إِلَىٰ يَوْمِ ٱلْقِيَٰمَةِۚ}(۱) قرآن کی اس آیت کا ہر فرض نماز کے بعد تیرہ مرتبہ ورد کریں تو اللہ تعالیٰ اس ناجائز تعلق کو دل سے مٹا دیں گے، اگر آدمی اسے ہٹانا چاہتا ہو اگر آدمی اپنے دل کو پاک کرنا چاہتا ہو اور آدمی پاکیزہ زندگی گزارنے کی طرف آنا چاہتا ہو۔

کسان بیج ڈالنے سے پہلے زمین دیکھتا ہے، سمجھدار مرد پاکیزہ نسل سے پہلے بیوی کو دیکھتا ہے، سمجھدار عورت پاکیزہ نسل سے پہلے پاکیزہ مرد کو دیکھتی ہے کہ میرے مرد کے اندر ہونے والے کچھ اسلامی شریعت، تقویٰ، طہارت، مسجد، مدرسہ، دعوت، صحبت ہے یا نہیں؟ چچازاد بھائیوں کا دیکھنا عیب نہیں ہے، جو دولہا بن رہا ہے تو لوگ اس کا دیکھنا عیب سمجھتے ہیں، اس کا دیکھنا عیب نہیں ہے، دولہے کو دکھایا جانا چاہیے، اجنبی عورت کا دیکھنا عیب نہیں ہے، بیوی دیکھے تو عیب ہے، حدیث کی کتابوں میں دونوں واقعات ہیں، ایک صحابی حضرت جابرؓ فرماتے ہیں: میرا ایک جگہ پر نکاح کا ارادہ ہوا تو نکاح کے ارادے کے بعد میں نے اس لڑکی کو باغ میں کھیلتے ہوئے چھپ کر دیکھا، اطمینان ہو گیا کہ مجھے یہاں پر نکاح کرنا ہے، رؤیت ثابت ہے۔

فَخَطَبْتُ جَارِيَةً فَكُنْتُ أَتَخَبَّأُ لَهَا حَتَّى رَأَيْتُ مِنْهَا مَا

(۱) المائدہ: ۶۴

دَعَانِي إِلَى نِكَاحِهَا فَتَزَوَّجْتُهَا. (۱)

دکھلانا بھی ثابت ہے، حضرت آقا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے پاس ایک صحابی مغیرہ بن شعبہؓ آئے، یارسول اللہ! میرا فلانی جگہ پر نکاح ہونے والا ہے، آقا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: تم نے دیکھا نہیں؟ جاؤ دیکھ آؤ! اس دیکھنے کے ذریعے سے اللہ تعالیٰ تم میں اور اس لڑکی میں محبت پیدا کر دیں گے۔

اذْهَبْ فَانْظُرْ إِلَيْهَا، فَإِنَّهُ أَحْرَى أَنْ يُؤْدَمَ بَيْنَكُمَا. (۲)

دکھانے کا مناسب طریقہ

دکھانے کا مناسب طریقہ معاشرے کے اندر یہ ہونا چاہیے کہ ایک ہال میں لڑکی کو ایک کرسی پر بٹھا دیا جائے، دوسری کرسی پر فاصلے پر لڑکے کو بٹھا دیا جائے، چہرہ، ہاتھ اور پیر مرد دیکھ سکتا ہے جس لڑکی سے نکاح کا ارادہ ہو؛ لیکن ان Stages سے گزر جانا چاہیے؛ تاکہ آخری مرتبہ دیکھنے کے بعد انکار کرنے کی گنجائش کم سے کم رہے، لڑکی کا دل نہ ٹوٹے، وقت ضائع نہ ہو، لڑکی کی ہائے نہ لگ جائے۔

دیکھنے کے سلسلے میں ہماری بے اعتدالیاں

پہلے ہی مرحلے میں آدمی دیکھنے کے لیے نہ جائے، دیکھنے کے لیے جاتے ہیں ایک لشکر کو لے کر جاتے ہیں، بے شرم فوج کو لے کر جاتے ہیں، چچیاں ہیں خالائیں ہیں، اور پھر کھانا اچھا بنانا پڑے گا، Snacks مہنگے منگوانے پڑیں گے، ڈھائی ہزار سے لے کر پانچ ہزار تک کا خرچ کرنا پڑے گا، کوئی شک نہیں ہے کہ یہ حرام ہے:

لَا يَحِلُّ مَالُ امْرِئٍ إِلَّا بِطِيبِ نَفْسٍ مِنْهُ.(۳)

(۱) ابوداؤد، حدیث: ۲۰۸۲

(۲) ابن ماجہ، حدیث نمبر: ۱۸۶۵

(۳) مسند احمد، حدیث نمبر: ۲۰۶۹۵

مسلمان کا مال خوش دلی کے بغیر حلال نہیں ہے۔

ایک لڑکی کا باپ ہر مرتبہ رشتہ دکھلانے پر پانچ ہزار کا بوجھ، ڈھائی ہزار کا بوجھ کیسے اٹھائے گا؟ چائے پی لیجئے بس کافی ہے، ایک ملاقات میں آپ کیسے فیصلہ کریں گے یہ خاندان کیسا ہے؟ ایک بیٹھک کی ملاقات میں لوگ پوری نسل کو ناپنا چاہتے ہیں، پورے خاندان کو سمجھنا چاہتے ہیں، انہوں نے صحیح بات نہیں کی، ان کے بیٹے نے توجہ نہیں دی، فلاں نے دروازے تک نہیں چھوڑا، انہوں نے کھانے پر پوچھا بھی نہیں، ارے بھائی! جب آپ دیکھنے کے لئے گئے تھے ہوسکتا ہے وہ کسی صدمے میں ہو، کسی بیماری میں ہو، انتظام کا اتنا سلیقہ نہ ہو، گھر کی پہلی شادی ہو، حسن ظن کا کوئی تو پہلو ہونا چاہیے، لیکن نہیں بدگمانی کے معمولی سے معمولی شوشے کو اہمیت دے کر رشتوں کو ٹھکرا دیا جاتا ہے، کھانے کا بوجھ مت ڈالئے، چائے پانی کے اوپر رخصت ہوجایئے، اس رواج کو ختم کیجئے، ضروری افراد کو لے جایئے بس کافی ہے۔

اب جب بات طے ہوجاتی ہے مشورے ہوجاتے ہیں، واضح جواب دینا چاہیے ہمارا یہاں پر نکاح کرنے کا ارادہ ہے یا نہیں، کمی مت نکالئے، بچی تو پسند تھی لیکن بال چھوٹے تھے، بچہ تو پسند تھا لیکن اس کے پاس فلانی ڈگری کی کمی تھی، آپ کو وہاں نکاح کرنا نہیں ہے تو صاف کہہ دیجئے کہ ہمارا ارادہ نہیں بن رہا ہے، ہمارے حساب سے موافقت نظر نہیں آرہی ہے، ہمارا لڑکا یا لڑکی آپ کے لائق محسوس نہیں ہورہی ہے، اس طرح کی کوئی بات بول کر معذرت کی جاسکتی ہے، Criticize تو مت کیجئے، معذوری کی وجہ سے ہم نے انکار کردیا، تنخواہ کم ہے اس لئے انکار کردیا، باہر نہیں جاتا اس لئے انکار کردیا، ہر خاندان کے الگ الگ Values ہوتے ہیں، ہر آدمی کی سوچ الگ الگ ہوتی ہے، انکار کرنا ہے فوراً انکار کردیجئے، ہاں بولنا ہے فوراً ہاں بول دیجئے، ہاں ہم تیار ہیں لیکن لوگ اطلاع

دینے میں بھی جلدی نہیں کرتے، سامنے والا امید لگا کر بیٹھا ہے اور امید بھی زندگی میں عذاب ہے، اس جبہ سے اطلاع دیدے، سامنے والے کو زیادہ کشمش وپنج میں نہ رکھئے، شک اور تردد میں نہ رکھیے، انتظار کی مشقت اور کلفت میں نہ رکھے، فوراً اطلاع دیدے۔

منگنی ایک وعدہ ہے

جب طے کیا گیا سوچ سمجھ کر تو آدمی اپنے وعدے کو پورا کرے، منگنی کرنا یا بیٹھک کرنا یہ ایک وعدہ ہے، حضرت عبداللہ بن عمرؓ کی موت کا وقت قریب آیا، فرمایا: کہ میری بچی کا نکاح فلانے سے کر دینا، کیوں کہ میں نے اس سے وعدے جیسی بات کی تھی، واضح طور پر وعدہ نہیں کیا تھا، میں ایک ثلث نفاق پر مرنا نہیں چاہتا ہوں، وعدے کی پاس داری، وعدے کو پورا کرنا ایمان والے کی علامت ہے، بہت سی ناگزیر مجبوری میں کوئی ایسی بات سامنے آگئی کہ نکاح سے انکار کرنا پڑ رہا ہے تو انکار کر دیجئے، بہتر ہے نکاح کرنے کے بعد خلع کے مقابلے میں، نکاح کرنے کے بعد طلاق کے مقابلے میں، اب بہتر ہے کہ انکار کر دیا جائے، ماں باپ نہیں سن رہے ہیں ہزار سمجھانے کے باوجود بھی معقول وجوہات سے کہ میں وہاں یہ نکاح کرنا نہیں چاہتا، اور شرعی حدود میں ہزار اپنے دل کو سمجھانے کے باوجود بھی وہاں سے جوڑ کی امید محسوس نہیں ہو رہی ہے، لڑکا لڑکی سے صاف کہہ دے ہم آپ سے نکاح کرنا نہیں چاہتے، زبردستی کروانا پتہ چلا کہ نکاح سے ایک دن پہلے بھاگ گیا، لڑکا بھاگ گیا لڑکی بھاگ گئی، یہ غلط طریقے ہیں، ماں جانتی ہے کہ میرے بیٹے کا رجحان کسی اور طرف ہے لیکن ان ساری کاروائیوں کے موقع پر یہ حقیقتیں بے چارے باپ سے چھپائی جاتی ہیں، آنے والے خاندان سے چھپائی جاتی ہیں، اور آنے والے کی جان، مال اور وقت کو برباد کر دیا جاتا ہے، اس کو خواب دکھلا کر اس کے خوابوں کو چکنا چور کر دیا جاتا ہے۔

منگنی کی تاریخ طے کرنا اس کے لئے فنکشن ہال بک کرنا، جس خرچ میں ایک لڑکی کا نکاح ہوسکتا ہے، ہمارے پاس ملی تقاضوں کے لئے پیسے نہیں ہیں، اجتماعی تقاضوں کے لئے دولت نہیں ہے، مکاتب ویران، مدرسے اجڑ گئے، اسکول کی فیس میں چوری کرنے لگتے ہیں، بچوں کو اعلیٰ تعلیم نہیں دے سکتے، کاروبار میں کوتاہی کرنے لگ جاتے ہیں رسومات پر پیسہ خرچ کرنے کی وجہ سے، بہن کی میراث نہیں دی، فرض حج ادا نہیں کیا، ذاتی مکان تعمیر نہ کرسکا، کرایہ وقت پر ادا نہیں کیا، منگنی پر خرچ کرنے کے لئے تیار ہے، بیاج کا بوجھ تو ختم کرتا، سود کا قرض تو ختم کرتا؛ لیکن رسومات پر پہلے خرچ کرے گا۔

بیوی شوہر میں جھگڑا ہے بیوی کہتی ہے کہ رشتہ میرے بھائی بہن سے ہی ہو، اور شوہر کہتا ہے کہ رشتہ میرے بھائی بہن کے بچوں سے ہو، یہ چچا زاد بھائی بہنوں کو لانا چاہتا ہے وہ ماموں زاد بھائی بہنوں کو لانا چاہتی ہے، یہ پھوپازاد کو لانا چاہتا ہے وہ خالہ زاد کو لانا چاہتی ہے، یہ بھی ایک معاشرے کے اندر ماں باپ کا داخلی انتشار بچوں کو عذاب میں ڈالے ہوئے ہے، ان کا بکھرنا بچوں کو بکھیر چکا ہے، غریب خاندان میں J.D.Science احتیاطاً معلوم کرلینا چاہیے، بعض رشتوں میں معذور بچے پیدا ہوتے ہیں۔

اگر کوئی خالہ انکار کردے، چچی انکار کردے، تو لوگ اس کو بہت برا جانتے ہیں، میری بیٹی ہے میں چاہے دوں یا نہ دوں، میرا بیٹا ہے میں چاہے دوں یا نہ دوں، انکار کرنے پر ناراضگی کیوں ہورہی ہے؟ حضرت سلمان فارسیؓ کا واقعہ ہے، حضرت ابودرداءؓ سے حضرت سلمان فارسیؓ نے کہا: فلانے گھر میں میرا رشتہ لے جاؤ، حضرت ابودرداءؓ رشتہ لے کر پہنچے، اور یہ کہا میرا بھائی سلمان ہے، اسلام قبول کیا ہے یہ یہ خوبیاں ہیں، آپ کی بیٹی سے نکاح کرنا چاہتا ہے مالک مکان نے کہا: کہ ہم سلمان سے تو نکاح کرنا نہیں چاہتے، آپ سے اپنی بیٹی کا

نکاح کرنا چاہتے ہیں اگر آپ راضی ہوں، تو باپ نے اپنی بیٹی کا نکاح حضرت ابودرداءؓ سے وہیں پر کردیا، کتنے صاف دل لوگ تھے؟ حضرت ابودرداءؓ باہر آئے، عجیب واقعہ ہوگیا حضرت سلمانؓ فارسی سے شرم سے کہا: کہ بھائی! میں تمہارا پیغام لے کر گیا تھا لیکن نکاح میرا ہوگیا، یہ یہ بات پیش آئی، کوئی چالبازی نہیں ہے، کوئی بدکاری نہیں ہے، حضرت سلمان فارسیؓ نے عجیب جملہ فرمایا کہ بھائی! میرے لئے شرمندگی کی بات ہے کہ تمہارے مقدر میں لکھا ہوا تھا میں نے پیغام بھیج دیا۔

میری بیٹی فرشتہ نہیں ہے، میرا بیٹا فرشتہ نہیں ہے؛ لیکن دونوں میں نبھنے کی صلاحیت ہو جو رشتہ دیکھا جارہا ہے، حضرت بلالؓ کے ایک مواخاتی بھائی تھے، حقیقی بھائی تو نہیں تھے، مدینہ منورہ آنے کے بعد جو جوڑیاں بنائی گئیں وہ مواخاتی بھائی تھے، انہوں نے ایک گھر میں پیغام بھیجا تو انہوں نے حضرت بلالؓ سے پوچھا، تمہارا کیا خیال ہے اس بھائی کے بارے میں؟ حضرت بلالؓ نے فرمایا: اس کے اندر یہ یہ کمی ہے، اگر آپ چاہیں تو نکاح کردیں، نہیں چاہتے تو نہ کریں۔

لڑکی جانب سے نکاح کا پیغام

عورت بھی پیغام نکاح بھیج سکتی ہے؛ لیکن حیاء کا تقاضا یہ ہے کہ مرد نکاح کا پیغام بھیجے، حضرت بلالؓ کو دیکھ کر ان گھر والوں نے کہا: کہ جب یہ تمہارا مواخاتی بھائی ہے تو ہم تمہارے بھائی کو بھی اپنی بیٹی دینے کے لئے تیار ہیں، لوگ نکاح میں دنیا سے مشورہ کرتے ہیں، طلاق دینے میں کسی سے مشورہ نہیں کرتے، جوڑنا ہم نے اتنا مشکل کردیا توڑنا آسان کردیا، شادیوں میں فنکشن ہال بھر جاتے ہیں، کرونا میں دو چار لوگ بھی نہیں آئے جنازہ نہلانے کے لئے، بیمار کی عیادت میں کوئی چھوٹا سا ناشتہ idly Vada لا کردینے والا بھی نہیں ملتا۔

شادی سے پہلے منگیتر سے تعلق

منگنی ایک وعدہ ہے منگنی کی وجہ سے کوئی بیوی نہیں بن جاتی، کوئی شوہر نہیں بن جاتا، بات چیت کرنا فون پر تنہائیوں میں ہرگز جائز نہیں ہے، ملاقات کرنے کی اجازت کیسے دی جائے گی؟ یہ تو ایک دوسرے کے لئے نامحرم ہیں:

لَا يَخْلُوَنَّ رَجُلٌ بِامْرَأَةٍ إِلَّا كَانَ ثَالِثَهُمَا الشَّيْطَانُ. (۱)

جو مرد بھی کسی عورت کے ساتھ تنہائی میں جمع ہوتا ہے تو تیسرا وہاں پر شیطان ہوتا ہے، پارکوں میں ملنے کی وجہ سے ایک دوسرے کے مزاج کا پتہ نہیں چلتا، ہوٹلوں میں جمع ہونے کی وجہ سے زندگی آگے کے مرحلوں میں نبھ سکے گی یا نہیں؟ اس کا اندازہ نہیں ہوتا ہے، یہ آپ دھوکے میں ہیں کہ پارکوں میں ملنا، بار بار ملنا، گھنٹوں باتیں کرنا یہ ایک دوسرے کے مزاج سے واقف کروا دے گا ایسا نہیں ہے، حقیقی انسان Real Personality زندگی کے دکھ سکھ میں پتہ چلتی ہے، بیوی شوہر کی ذمہ داریاں نبھانے کے بعد پتہ چلتا ہے، منگنی ٹوٹ جاتی ہے ٹھیک ہے وعدہ پورا کرنا چاہیے کسی وجہ سے پورا نہ کرسکا صحیح وجہ یا غلط وجہ سے، تو اس کی وجہ سے بات چیت ہی نہ کرنا، دشمنیاں پال لینا اس کی بھی شریعت میں اجازت نہیں ہے۔

مہر کی حقیقت (۲)

مہر عورت کو بطورِ اعزاز دیا جاتا ہے، اعزاز یہ ہے کہ قرآن میں اس کو **"نحلہ"** کہا گیا ہے، **نحل ، ینحل، نحلاً** انعام دینا، تحفہ دینا، مہر دینا

---

(۱) ترمذی، حدیث: ۲۱۶۵

(۲) دوسرے عنوان کے تحت مزید تفصیلات کے لئے دیکھیں:
۱- مسنون نکاح (ص: ۳۲ تا ۳۷) مفتی ابوبکر جابر قاسمی
۲- شادی بیاہ کے احکام ومسائل (تیسری جلد) مولانا الیاس گھمن صاحب
۳- درسی بہشتی زیور (ص: ۳۳۲ تا ۳۳۷) مولانا اشرف علی تھانویؒ

واجب ہے ہمارا معاشرہ ہندوانہ رسومات کا عادی ہے، جہیز کے بارے میں بات ہوتی ہے لیکن مہر کے بارے میں بات نہیں ہوتی ہے، عربوں میں مہر اتنا مہنگا ہے پانچ چھ لاکھ، ذاتی مکان، وہاں پر لڑکے نکاح کرنے کی ہمت نہیں کر سکتے، اور ہندوستان، پاکستان، بنگلہ دیش میں جہیز اتنا مہنگا ہے کہ لڑکی کا باپ نکاح کرنے کی ہمت نہیں کر سکتا، اور وہ واقعہ بھی پیش آ چکا، جہیز میں سب کچھ دیا پھر بھی ساس نے Torture کیا، اخیر میں اس بچی نے خودکشی کر لی، باپ نے کہلا بھیجا کہ بیٹا! جہیز میں تیرے باپ نے سب کچھ دیا تھا کفن بھی دیتا تو اس کا احسان تمہارے سسرال والوں کا ہم پر نہ رہتا۔

معتدل مہر ہو

مہر کو حد سے زیادہ رکھنا غلط ہے مہر کو بہت گھٹیا کر دینا بھی غلط ہے، شریعت نے مہر مثل کو بیان کیا، لڑکی کے چچازاد خاندان میں ددھیالی خاندان میں جو عورتیں ان کی عمر اور ان کے Level کی ہیں ان لڑکیوں کا جو مہر ہے وہ مہر اس لڑکی کا طے کیا جائے۔

دورِ نبوت وصحابہؓ میں مہر کی قسمیں

میں مہر فاطمی کی سنت لوگ ادا کرنا چاہتے ہیں، حضرت آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی میں بہت کم مہر بھی رہا، حضرت ام سلمہؓ کا مہر دس درہم تھا، آج کل کے اعتبار سے تیس گرام چھ سو اٹھارہ ملی گرام ہو جاتا ہے، تقریباً چار تولے چاندی ڈھائی ہزار روپئے، یہ حضرت امّ سلمہؓ کا مہر تھا، اگر کوئی آدمی سیدھی سادی زندگی والا ہو وہ حضرت ام سلمہؓ کا مہر بھی طے کر سکتا ہے:

وَلَا مَهْرَ دُونَ عَشَرَةِ دَرَاهِمَ. (۱)

مہنگے مہر بھی ہیں حضرت ام حبیبہؓ کا نکاح حبشہ میں حضرت آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے

(۱) سنن کبری بیہقی، حدیث: ۱۳۷۶۱

ہوا، نجاشی نے بہت بڑی مہر کی مقدار دی، حضرت علیؓ نے اپنی بیٹی ام کلثومؓ کا نکاح حضرت عمرؓ سے کروایا بڑی مقدار میں مہر دیا، حضرت عمرؓ نے حضرت علیؓ کی بیٹی ام کلثومؓ کو مہر فاطمی (ڈیڑھ کلو تیئس گرام نوسوملی گرام چاندی) عطا فرمائی تھی، حضرت علیؓ نے حضرت فاطمہؓ کا مہر طے کیا تھا، اور اپنے لوہے کی زرہ بیچ کر حضرت علیؓ نے یہ مہر ادا کیا تھا، حضرت آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مشہور حدیث ہے جو مہر طے کرے ادا کرنے کا ارادہ نہ ہوا، اور ادا کئے بغیر مر جائے اللہ کے یہاں بے حیا اٹھایا جائے گا اور جب قرض طے کرے ادا کئے بغیر مر جائے انتظام کا ارادہ بھی نہ ہوا اللہ کے یہاں چور اٹھایا جائے گا۔

مہر معجّل اور ہماری کوتاہیاں

مہر نکاح کے وقت ادا نہ کیا بعد میں ادا کرنا چاہیے، نقد مہر دے دیا جائے ملاقات سے پہلے دے دیا جائے یہ سنت ہے، حضرت آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علیؓ سے فرمایا: ملاقات سے پہلے بیوی کا مہر ادا کر دینا مہر کے مسئلے پر بھی زیادہ دیر نہیں ہونی چاہیے، جہیز کے مسئلے پر بھی زیادہ گفت شنید اور ضد کی کیفیت نہیں چاہیے، بڑے لوگ وہ ہیں جو بڑی چیزوں کو چھوٹا سمجھتے ہیں، چھوٹے لوگ وہ ہیں جو چھوٹی چیزوں کو بڑا کر دیتے، بڑے لوگ بڑے فون والے نہیں ہیں، بڑی گاڑیاں والے نہیں ہیں، بڑے گھرانے والے نہیں، بڑی ڈگریوں والے نہیں، بڑے ظرف والے بڑے لوگ ہوا کرتے ہیں۔

حضرت تھانویؒ کے دادا نے دادی کا مہر ادا نہ کیا، حضرت تھانویؒ نے دادا کے انتقال کے بعد دادی کے انتقال کے بعد جو ان کے بیٹے بیٹیاں، پوتے نواسے ساری دنیا میں تھے دو سال میں اپنے دادا کا مہر اپنی دادی کے وارثوں کو پہنچایا ہے ان کو قبر کے عذاب سے بچانے کے لئے، مرتے وقت بیوی سے کہا جاتا ہے شوہر مر رہا ہے مہر معاف کر دے، اب کیا کرے گی معاف کرنے

کے سوا؟ انتہائی ناقدری اور احسان فراموشی ہے کہ جو بیویاں اور عورتیں زندگیاں دے دے اور مہر کے علاوہ آدمی اپنی بیوی کو دوسرے نام پر کافی ہدیے دیتا ہے؛ لیکن مہر کی رقم نہیں دیتا ہے، اس کی فکر کرنا چاہیے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں صحیح علم وعمل کی دولت عطا فرمائے، اور آگے کے اسباق کو بھی اپنے فضل وکرم سے قبولیت کے ساتھ پایۂ تکمیل تک پہنچائے۔ (آمین)

وَآخِرُ دَعْوَانَا أَنِ ٱلْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ ٱلْعٰلَمِينَ.

☆☆☆☆☆

تمرینی سوالات

سوال ۱: منگنی کی حقیقت کیا ہے؟ تحریر کیجیے۔

سوال ۲: لڑکی دیکھنے کی چند صورتیں بالتفصیل لکھیں؟

سوال ۳: لڑکی اور لڑکے والوں کے کچھ معیارات بیان کریں؟

سوال ۴: اولاد کا بروقت نکاح کیوں نہیں ہو رہا ہے؟ نمبروار وجوہات بتائیں؟

سوال ۵: کیا شادی سے پہلے لڑکا اور لڑکی ایک دوسرے کو دیکھ سکتے ہیں؟ اس سلسلے میں پائی جانے والی بے اعتدالیاں کیا ہیں؟

سوال ۶: ایک دوسرے کو دکھانے کا بہتر طریقہ کیا ہے؟

سوال ۷: کیا لڑکی بھی نکاح کا پیغام دے سکتی ہے؟

سوال ۸: مہر کی حقیقت اور معاشرے کی کمزوریاں قلم بند کیجیے؟

سوال ۹: مہر کی اقسام بتلائیں؟

سوال ۱۰: دورِ نبوی اور دورِ صحابہ میں کتنے قسم کے مہر ہوا کرتے تھے؟

درس نمبر ۵

شادی اور ولیمہ کا کھانا

نَحْمَدُهُ وَ نُصَلِّيْ عَلَى رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ، أَمَّا بَعْدُ! قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

إِنَّ أَعْظَمَ النِّكَاحِ بَرَكَةً أَيْسَرُهُ مُؤْنَةً.(۱)

میرے عزیزو اور دینی ماؤں بہنو! شریعت کا نکاح کے سلسلے میں اصل مزاج یہی ہے کہ لڑکا اور لڑکی دونوں ہی Afford کرنے اور بوجھ اٹھانے کے قابل ہوں، اتنا وزنی نہ بنایا جائے کہ آدمی اس سے ڈر جائے، اس سلسلے میں کوئی ایسا مطالبہ کسی ایک کی طرف سے نہیں ہونا چاہیے کہ جس سے آدمی کو بہت دن پہلے سوچنا پڑے، اور بہت دن تک قرضوں کے بوجھ تلے جینا پڑے۔

شادی کا کھانا

ہمارے ملکوں کے اندر شادی کے کھانے کا رواج ہے، شادی کا کھانا یعنی وہ کھانا جو لڑکی والے اپنے مہمانوں اور لڑکے کی طرف سے آنے والے مہمانوں کو کھلاتے ہیں، اس کو Reception (استقبالیہ) کہا جاتا ہے، بارات بھی بول سکتے ہیں۔(۲)

شادی میں کم خرچ کیجئے

اس سلسلے میں یاد رکھنا چاہیے کہ مہر کا خرچ آدمی کے ذمہ ہے، اور ولیمہ کا

(۱) مشکوۃ، حدیث نمبر: ۳۰۹۷

(۲) تفصیلات کے لیے دیکھیں:

۱- شادی کو سادی بنایئے (ص: ۲۱۱ تا ۲۶۲) مفتی رضوان راولپنڈی

۲- شادی بیاہ کا اسلامی طریقہ (ص: ۴۵ تا ۸۱) مفتی سید صدیق حسامی

۳- اسلامی شادی (ص: ۱۳۸ تا ۱۶۳) حکیم الامت اشرف علی تھانوی

خرچ آدمی کے ذمہ ہے، حقیقت میں عورت پر کچھ خرچ نہیں ہے، لڑکی والوں پر کچھ خرچ نہیں ہے، حضرت مولانا خالد سیف اللہ رحمانی صاحب دامت برکاتہم اپنی تحقیق کے مطابق فرماتے ہیں: ''مصنف ابن عبدالرّزّاق'' میں ایک روایت ہے، جس میں حضرت فاطمہؓ کے نکاح کے موقع پر کھانا کھلایا گیا، باقی اس کے علاوہ کہیں پر بھی لڑکی والوں کا کھانا کھلانا، جہیز کا بوجھ اٹھانا ہرگز شریعت اور سنت سے ثابت نہیں ہے۔

مسئلہ یہ نہیں ہے ہم نہیں کھلا سکتے ہیں، مسئلہ یہ بھی نہیں ہے کہ ہم مہمان نوازی کرنا چاہیں، خاندان کا اکرام کرنا چاہیں، مہمان نوازی سے منع نہیں کیا جاتا، ضرور خاندان کا خیال رکھئے، بیواؤں کو وظیفہ دیجئے، یتیموں کی کفالت کیجئے، Corona میں ۷۴/لاکھ گھرانے بے آسرا ہوگئے، ان کا مشورہ کیجئے، ان کا نظامِ زندگی مرتب کروایئے، خاندان کی بچیوں کے لئے تربیتی اجتماع منعقد کیجئے، تاکہ وہ شادی کی زندگی سیکھیں، لڑکوں کے Counseling کلاسز منعقد کیجئے، تاکہ بچوں کو ملکی اور عالمی حالات کی روشنی میں کونسی تعلیم کے میدان میں آگے بڑھنا چاہیے؟ ان کا ذہن بنایا جائے، اس سلسلے میں باشعور کیا جائے، خاندان کے بوڑھے اور بوڑھیوں کا اجتماع کیجئے، خرچ کیجئے اس پر کہ جس میں اُس خاندانی جائیداد کے اصول بتلائے جائیں، نکاح وطلاق کے حدود بتلائے جائیں، لیکن شادی کے عنوان پر کھلانا اور ولیمہ میں حد سے آگے بوجھ اٹھانا، یہ رسومات کو طاقتور بنانا ہے، بڑھاوا دینا ہے، بے حیائی کو فروغ دینا ہے، مسنون طریقہ کو کمزور کرنا ہے، دشوار اور بوجھل کرنا ہے۔

لڑکے والوں کا ناجائز مطالبہ

شادی کا کھانا حقیقت میں اس طور پر ثابت نہیں ہے جس طریقہ سے ہمارے معاشرے میں رواج پا چکا ہے، کچھ لوگ دین دار بن جاتے ہیں تو

جوڑے کی رقم کا مطالبہ نہیں کرتے، پلنگ بستر خود لاتے ہیں، لیکن یہ ضرور کہتے ہیں کہ ہمارا خاندان بڑا ہے شادی میں آئے گا، اچھاFunction Hall اور اچھے کھانے کا انتظام کیجئے، تو اس مطالبے کے ساتھ کوئی کھانا خوش دلی کے بغیر کھلایا جائے کیسے جائز ہوسکتا ہے؟ اور مانگنے کے بعد خوش دلی کہاں رہتی ہے؟ دھڑکا لگا ہوا ہے کہ نہیں کھلاؤں گا تو ساس میری بیٹی کو زندگی بھر طعنہ دے گی کہ تم نے تو شادی میں ایسا کیا تھا؟

دعوت کی بہتر صورت

ایسا کیا جاسکتا ہے کہ شادی صبح دس بجے چائے پانی پر ہوجائے اور ولیمہ مغرب کے بعد ہوجائے، اور دوپہر کے وقت بیوی شوہر کی ملاقات ہوجائے، جیسے کہ ملکوں کے بعض حصوں میں کیا جارہا ہے، ایسا ہوسکتا ہے جیسے گجرات کے علاقے کے اندر لڑکے کی طرف سے کچھ لوگ آتے ہیں، انہیں چائے بسکٹ کھلا کر نکاح پڑھا کر ۱۰/۱۱ بجے لڑکی ان کے حوالے کرکے رخصت کردی جاتی ہے، کوئی کھانے کا بوجھ نہیں ہوتا۔

شادی کی دعوت اور ہمارا معاشرہ

شادی کا کھانا لڑکا نہیں چاہتا ہے، پھر بھی لڑکے والے کہتے ہیں کہ آپ ہمارے مہمان ہیں، اب چونکہ جی ہی رہے ہیں مکان بنانے، شادی کرنے کے لئے، ایک بیٹی پر جتنا خرچ کیا تھا دوسری بیٹی کے لئے بھی اتنے پیسے رکھے ہوئے ہے، اللہ کے بندو! جو پیسے تم فنکشن ہالوں کی چمک دمک پر اور مہمانوں کی تعداد پر لگانا چاہتے ہو، وہی پیسہ بچی کے سونے میں لگادو تا کہ آڑے دنوں میں کام آجائے، کوئی مکان یا ذاتی زمین دیدو تا کہ اس کے شوہر کے لئے سہارا ہوجائے، شادی کا کھانا جہیز دینا ضروری نہیں اس کی میراث کا دینا ضروری ہے، جہیز نہ دو، حصۂ میراث دو، خدانہ کرے جب بیٹی کسی معقول وجہ

سے اپنے شوہر سے علیحدہ ہوکر آجائے تو ان کی ضروریات پوری کرو، شادی کے کھانے کے سلسلے کو حتی الامکان ختم کرنے کی کوشش کرنی چاہیے۔

مختلف بہانے ہوتے ہیں: میری پہلی بیٹی ہے، آخری بیٹی ہے، پہلا بیٹا ہے آخری بیٹا ہے، ہم نے لوگوں کا کھایا ہے، ہمیں بھی کھلانا پڑے گا، دنیا والے کیا کہیں گے؟ یہ بہت بڑی دلیل ہے جو دنیا والے پیش کرتے ہیں، حضرت عائشہؓ کی وہ نصیحت جو انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث سناتے ہوئے حضرت امیر معاویہؓ کو کی تھی ہمیں یاد رکھنا چاہیے:

مَنِ التَمَسَ رِضَاءَ اللّٰهِ بِسَخَطِ النَّاسِ كَفَاهُ اللّٰهُ مُؤْنَةَ النَّاسِ، وَمَنِ التَمَسَ رِضَاءَ النَّاسِ بِسَخَطِ اللّٰهِ وَكَلَهُ اللّٰهُ إِلَى النَّاسِ. (۱)

دنیا والے بھی ایک دن ناراض ہوجاتے ہیں، اور جو اللہ کو راضی کرنے کے لئے دنیا والوں کی ناراضگی مول لیتا ہے، ایک دن دنیا والے بھی اس سے راضی ہوجاتے ہیں، کمزور گھرانے کی بچیوں کی کیسی ہائے ان لوگوں کو لگتی ہے جو بڑے بینڈ باجوں کے ساتھ اپنی بیٹیوں کی بارات لے جاتے ہیں، کاش! میرے والد کے پاس بھی اتنا پیسہ ہوتا، مولانا منظور نعمانی صاحبؒ یہ بات فرمایا کرتے تھے: بہت دور سے مہمان آرہے ہیں، اور لڑکی کا باپ کھلانا چاہتا ہے، تو مہمانوں کو ضد نہیں کرنا چاہیے کہ ہم باہر ہی کھائیں گے، دس بارہ آدمیوں کو کھانا کھلانے میں بوجھ نہیں ہوتا، اور مہمان گھر پر آئے تو کھلانے میں کوئی تکلیف نہیں ہے۔

دینی امور میں تعاون کیجئے

لڑکا جب مطالبہ کررہا ہے کہ میں کھانا نہیں چاہتا ہوں، ناجائز خواہشات اور

(۱) ترمذی، حدیث نمبر: ۲۴۱۴

مطالبات لڑکے والوں کی طرف سے پورے کئے جاتے ہیں؛ لیکن مسنون خواہشات کی تکمیل ہم لوگ کیوں نہیں کرتے؟ لڑکا کہتا ہے میں اپنا بستر لے آیا، پلنگ لے آیا، میں کھانا خود کھلاؤں گا ولیمہ کے دن، آپ مہمان بلا لیجیے، شادی کا کھانا مت کھلائیے، جہیز مت لائیے، لوگ شک کرنے لگ جاتے ہیں، Diseinrage کرتے ہیں اگر وہ الٹی کیسٹ کہنے لگ جائے ٹھیک ہے! مجھے بھی ایک گاڑی دیجیے، Plot دیجیے، اتنا تولہ سونا دیجئے، اگر وہ بھی بے دینی کا جواب بے دینی سے دینے لگ جائے، رسومات کا جواب رسومات سے دینے لگ جائے، جب ہم اس کی دین داری کی وجہ سے ہی نکاح کر رہے ہیں، تو اس کو دین داری پر جمنے دیجئے، اس کا تعاون کیجئے، خاندان والوں کو چاہیے کہ ایسے لڑکوں کی ہمت افزائی کریں، ہمت شکنی نہ کریں، سخاوت کے دہانے کھولنے کے اور بھی مواقع ہیں، مہمان نوازی کرنے کے اور بھی میدان ہیں، خاندانوں کی صلہ رحمی کرنے کے لئے بھی اور مختلف قسم کے اجتماعات ہیں، ان میں خرچ کرنا چاہیے۔

شادیوں میں پائے جانے والے گناہ

باقی وہاں پر پائی جانے والی بے پردگی اور ویڈیو گرافی، جب لڑکیوں کے اندر بڑے انتظام کئے جاسکتے ہیں، تو عورتوں میں عورت ویڈر کیوں نہیں رکھی جاسکتی ہیں؟ راتوں میں دیر تک جاگنا، فجر کی نماز کا چھوڑنا، کتنا بے برکت ہے وہ نکاح، جس میں لوگوں کی اور خود دولہا دلہن کی فجر چھوٹ جائے، حضرت ثابت بن حسانؓ پہلے دن فجر میں تھے لوگوں نے تعجب کیا تو ثابت بن حسانؓ نے کہا: وہ رشتہ بے برکتی ہے جو مجھے فجر سے محروم کردے، اور دوسرے سے مقابلہ کرنا، اس دعوت کو بدترین دعوت کہا گیا ہے کہ جس میں دوسرے سے موازنہ کیا جاتا ہو، کہ فلاں نے اتنے آئٹم رکھے ہیں، مجھے بھی رکھنے ہیں۔

بارات کا حکم

دلہن کو باراتی دیکھیں انتہائی بے غیرتی ہے، نکاح ایک مرد کا ہو رہا ہے، اور اجنبی نوجوان اس لڑکی کو لانے کے لئے جا رہے ہیں، کہاں چلی گئی مسلمانوں کی غیرت؟ جب ویڈیو گرافر کے ذریعہ کسی دلہن کے چہرے کو دائیں بائیں اٹھا کر اس کی عکاسی کی جاتی ہے، کتنے فسادات ہوتے ہیں اس ویڈیو گرافی کے معاملہ کی وجہ سے؟ ان رسومات کا خاتمہ ہونا چاہیے۔

رسومات کا خاتمہ بتدریج ہو

جہیز میں بیوی کو تول لیا جاتا ہے جوڑے کی رقم کے ذریعہ لڑکے کو خرید لیا جاتا ہے، پھر لڑکے کی ماں کو شکایت ہوتی ہے کہ بچہ ہاتھ سے نکل گیا، جس کا کھایا ہے اس کا گانا پڑتا ہے، انسان احسان کا بندہ ہوتا ہے، پھر بیویوں کی بات باوزن ہوجاتی ہے اس کے احسان مند ہونے کی وجہ سے، کیا بستر الگ کرے گا اسے ہی باہر ہونا پڑے گا؛ کیوں کہ پلنگ تو بیوی کا ہے، تو شادی کے کھانے کے ماحول اور رواج کو حکمت اور ہمت کے ساتھ پوری نوعیت کو سامنے رکھتے ہوئے ختم کرنے کی ضرورت ہے۔

ولیمہ سنت ہے

ولیمہ مسنون ہے جتنا آدمی کرسکتا ہو دوسرے واجبی حقوق کی کوتاہی کے بغیر، حضرت آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سب سے بڑا ولیمہ بکرا ذبح کر کے بتلایا، اور حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کو بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ”أولم ولو بشاة“ لیکن آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دوسرے ولیمے بھی موجود ہیں ”حیاۃ الصحابہ رضی اللہ عنہم“ کے اخیر میں، کبھی کھجور، دودھ اور پنیر پر ولیمے کیے گئے، زندگی کے مختلف موڑوں پر مختلف ولیمے، یعنی ولیمہ کا بوجھ بھی لڑکے پر ہو شریعت یہ نہیں چاہتی ہے، بسہولت جتنا کرسکتا ہے ولیمہ میں اتنا خرچ کردے کافی ہے۔

جوڑے کی رقم ناجائز

شادی کے بعد فوراً زچگی اور علاج پر خرچ کرنے کے لئے تیار نہیں، رواجی زندگی گزارنے والے جہیز دینا نہیں چاہیے، جوڑے کی رقم اور شادی کا کھانا دینا چاہتے ہیں، اور وہ لوگ پہلے بچے کی زچگی کا خرچ ادا کرنے کو ضروری سمجھتے ہیں، اور یہ لینے کو ضروری سمجھتے ہیں، حالانکہ پہلی زچگی کا خرچ تو باپ کے ذمہ ہے، لیکن ہندوانہ روایت ہمارے اندر سرایت کرتی جارہی ہے اور دھوم دھام کے ولیمے کرنے والے لڑکے جوڑے کی رقم ولیمے میں استعمال کرتے ہیں، حرام مال آتا ہے، اور حرام طریقہ پر خرچ ہوجاتا ہے۔

غرباء کو بھی یاد کیا جائے

ولیمہ میں غربا کو یاد کیا جائے، حدیث میں ہے:

شَرُّ الطَّعَامِ طَعَامُ الْوَلِيمَةِ، يُدْعَى لَهَا الْأَغْنِيَاءُ وَيُتْرَكُ الْفُقَرَاءُ. (۱)

سب سے بدترین کھانا اس ولیمہ کا ہے جس میں مالداروں کو بلایا جائے اور فقراء کو چھوڑ دیا جائے۔

ولیمہ رخصتی سے پہلے یا بعد؟

صرف نکاح کے بعد بھی ولیمہ ہوسکتا ہے، مرد جو کھانا کھلائے نکاح کی خوشی میں رخصتی سے پہلے، یعنی نکاح بھی ہوگیا رخصتی بھی نہیں ہوئی، بیوی شوہر کی تنہائی نہیں ہوئی، اس سے پہلے بھی ولیمہ ہوسکتا ہے؛ لیکن سب سے کامل ولیمہ وہ ہے کہ جس میں بیوی شوہر کی ملاقات تنہائی میں ہو مباشرت اور صحبت ہوچکی ہو، یا مکمل تنہائی ہوچکی ہو، تو خوشی بھی مکمل ہوتی ہے، اس لئے اس ولیمہ کو زیادہ کامل ولیمہ کہا جاتا ہے، سب سے اولیٰ اور اعلیٰ درجہ کہا جاتا ہے۔(۲)

---

(۱) بخاری، حدیث: ۵۱۷۷ (۲) مزید دیکھیں: مسنون نکاح (ص: ۱۱۸ تا ۱۲۸) مفتی ابوبکر قاسمی

ایامِ ولیمہ اور ہماری بے اعتدالیاں

اگر تین دن سے زیادہ مسلسل ولیمہ کا کھانا کوئی کھلاتا ہے؟ اور اگر کوئی فوراً کھلاتا ہے تو تین دن سے زیادہ کھلانے کو منع کیا گیا ہے، ہاں! اگر رخصتی ہی بعد میں ہوئی ایک ماہ بعد، یا ایک سال بعد تو جب رخصتی کے بعد جو کھلایا جائے گا اسے ولیمہ ہی کہا جائے گا۔

اس سلسلہ میں کہ نکاح پہلے ہوجائے رخصتی عرصہ کے بعد ہو، یہ بھی ایک مسئلہ آج کل پیش آتا ہے، قانونی ضرورتیں، بیرون ملک لے جانے کی کاروائیاں اس کی وجہ سے اگر آدمی کاغذی کاروائی کرلے ضابطہ کا نکاح ہوجائے گا پھر وہ باہر چلا جائے، اگر وہ اپنی بیوی کو ساتھ لے جائے تو اس کی اجازت ہے؛ لیکن نکاح کے بعد لڑکے اور لڑکی کا فوراً اپنے بڑوں سے علیحدہ ہوجانا، اجنبی ملکوں میں منتقل ہوجانا یہ خاندان کے بکھرنے کا ذریعہ بن رہا ہے، بڑوں کی نگرانی ان کے تجربات سے فائدہ نہیں اٹھایا جارہا ہے، سماج کا دباؤ نہ ہونے کی وجہ سے لڑکا اور لڑکی اپنی کم عمری کی بنیاد پر لڑائی جھگڑے، طلاق، خلع کے مطالبے ہورہے ہیں، نکاح سے پہلے اور نکاح کے بعد بھی ایک عرصے تک ان کو اپنے بڑوں کی نگرانی میں، علماء اور خاندان کی نگرانی میں وقت گزارنے کی ضرورت ہے، لیکن معاش کے حصول کی فکر اور Citizen Ship کے بچانے کا غم، کمپنیوں کے جھمیلے اور بیرون ملک کا Stamp ایسے ہوتے جارہے ہیں، لڑکا اور لڑکی کو سنبھلنے اور زندگی کے سیکھنے کا موقع ہی نہیں مل پارہا ہے تو ایسی صورت میں رخصتی میں تاخیر کی اجازت ہے، کہ نکاح آج ہوجائے اور ایک سال بعد رخصتی ہو۔

لیکن اس کے مفاسد بہت ہیں، نکاح ہوگیا وہ ہماری بیوی بن چکی ہے، ملاقات نہیں ہوسکتی ہے، اور اگر ملاقات ہورہی ہے تو لوگ Birth Controlling

کرتے ہیں، کہ بچے نہ ہوں، یا فون پر بات ہو رہی ہے تو صحت کا نقصان ہو جاتا ہے، تو جب بھی نکاح ہو رخصتی فوراً ہو جائے لڑکا اور لڑکی کے لئے زیادہ سے زیادہ بہتر ہے اگر کوئی شرعی اور قانونی رکاوٹ نہیں ہے۔

حضرت آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور بیٹیوں کا نکاح

حضرت آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چار بیٹیوں کا نکاح کیا، خود آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے گیارہ نکاح کئے، سیرت کا لکھنے والا جب نکاحوں کا تذکرہ کرتا ہے تو سرسری ذکر کر کے آگے نکل جاتا ہے اور ہمارے یہاں مہینوں وقت لگ جاتا ہے ایک نکاح کی تیاری کے اندر، حضرت عائشہؓ کو خود حضرت ابوبکرؓ نے حضرت آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس لاکر چھوڑ دیا، حضرت فاطمہؓ کو آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کی طرف سے وحی پر حضرت فاطمہؓ کا نکاح حضرت علیؓ سے فرمایا، حضرت علیؓ کے لئے ایک چھوٹے سے ٹھکانے کی ترتیب بنائی گئی اور رخصتی کے وقت عورتوں کی بھیڑ یا بے پردگی کا ماحول، بے حیائی کی رسومات نہیں کی گئی، حضرت آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علیؓ اور فاطمہؓ دونوں کو برتن میں پانی لانے کے لئے فرمایا: آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دونوں کا ہاتھ برتن میں ڈالا حضرت علیؓ اور فاطمہؓ کے سینے پر حضرت علیؓ کی پیٹھ پر پانی چھڑکتے ہوئے آپ نے دعا دی:

اللهُمَّ بَارِكْ فِيهِمَا، وَبَارِكْ لَهُمَا فِي بِنَائِهِما. (۱)

اے اللہ! دونوں میں برکت دے دونوں کی ملاقات میں برکت عطا فرما!

یہ رخصتی کا طریقہ ہے، اور ایک دوسری روایت ہے جس میں آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ دعا دی:

اللهُمَّ إِنِّي أُعِيذُهَا بِكَ وَذُرِّيَّتَهَا مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ.(۲)

(۱) معجم کبیر طبرانی، حدیث نمبر: ۱۱۵۳

(۲) صحیح ابن حبان، حدیث نمبر: ۳۲۸۳

اے اللہ! میں ان دونوں کی اولاد کو آپ کی پناہ میں دیتا ہوں شیطان مردود سے۔

بعض روایات میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے {قُلْ هُوَ ٱللَّهُ أَحَدٌ، قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ ٱلْفَلَقِ} اور {قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ ٱلنَّاسِ} پڑھ کر دم فرمایا۔

جہیز کی شرعی حیثیت

حضرت فاطمہؓ کے جہیز کے بارے میں بہت تذکرہ آتا ہے، لوگ اسی جہیز سے اپنے جہیز پر دلیل پکڑتے ہیں، حضرت علیؓ کا کوئی گھر نہیں تھا، حضرت علیؓ آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پرورش میں رہے، حضرت علیؓ اور بیٹی فاطمہؓ کے علاوہ کسی اور کو حضرت آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وہ سامان دیا ہو یہ ثابت نہیں ہے، اور دیا کیا ہے؟ ایک اونی چادر، کھجور کے پتوں سے بھرا ایک تکیہ، دو چکیاں، دو پانی کے گھڑے، ایک پلنگ، چمڑے کا برتن یہی وہ جہیز تھا جو حضرت فاطمہؓ کو دیا گیا تھا، ہر بیٹی یا آنے والی ہر بیوی نے جہیز لاکر پیش نہیں کیا، رواجی جہیز کا تو کوئی تصور نہیں تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیٹیوں اور بیویوں کے نکاحوں میں، حضرت علیؓ نے بطور قرض لئے اور اپنا ولیمہ خود کیا، بہر حال! شادی کے کھانے، ولیمہ کے کھانے کے سلسلے میں "أَيْسَرُهُ مُؤْنَةً" کا پہلو سامنے رکھتے ہوئے کوشش کرنا چاہیے، ذہن سازی کر کے جو خرافات اور ظالم روایات کا دباؤ ہم پر رہتا ہے اس کا خاتمہ ہو جائے، عورتوں کا ذہن بن جائے، عورتیں اس کے لئے مددگار بن جائیں، عورتوں کے ہاتھ میں Steering اور لگام کا چلے جانا کسی بھی معاشرے کی تباہی لئے کافی ہے، آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

إِذَا كَانَ أُمَرَاؤُكُمْ شِرَارَكُمْ وَأَغْنِيَاؤُكُمْ بُخَلَاءَكُمْ، وَأُمُورُكُمْ إِلَى نِسَائِكُمْ فَبَطْنُ الأَرْضِ خَيْرٌ لَكُمْ مِنْ ظَهْرِهَا. (۱)

(۱) ترمذی، حدیث:۲۲٦٦

جب تمہارے امیر تم میں کے شریر ہوں اور تمہارے مالدار بخیل ہوں اور تمہاری عورتوں کے ہاتھ میں معاشرے کی باگ دوڑ چلی جائے، تو زمین کے اندر رہنا بہتر ہے زمین کے اوپر رہنے سے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں ہمت اور حوصلہ دے، اس سلسلے کے منکرات سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

وَآخِرُ دَعْوَانَا أَنِ ٱلْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ ٱلْعٰلَمِينَ.

☆☆☆☆☆

تمرینی سوالات

سوال ۱: بارات کسے کہتے ہیں؟

سوال ۲: کیا شادی کے موقع پر کھانا کھلایا جاسکتا ہے؟ اگر کوئی روایت موجود ہو تو تحریر کریں؟

سوال ۳: شادی میں کئے جانے والے گناہ مفصل تحریر کیجئے؟

سوال ۴: کیا ولیمہ کرنا سنت ہے؟ ولیمہ کی مختلف صورتیں بیان کریں؟

سوال ۵: دعوتِ ولیمہ کی مدت کتنی ہے؟ نیز بتلائیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سب سے بڑا ولیمہ کس نوعیت کا فرمایا تھا؟

سوال ۶: کیا جوڑے کی رقم لینا درست ہے؟

سوال ۷: جہیز کی شرعی حیثیت بیان کیجئے؟

درس نمبر ۶

آن لائن نکاح کا طریقہ

نَحْمَدُهُ وَ نُصَلِّيْ عَلَى رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ، أَمَّا بَعْدُ! قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

أَعْلِنُوا هَذَا النِّكَاحَ، وَاجْعَلُوهُ فِي المَسَاجِدِ.(۱)

میرے عزیز و اور دینی ماؤں بہنو! آج کا پہلا عنوان ہے ''آن لائن نکاح کی حیثیت اور اس کا طریقۂ کار'' کیا ہونا چاہیے؟

نکاح مسجد میں ہو

دیکھیے! اصل نکاح کرنے کا طریقہ تو یہی ہے جو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

أَعْلِنُوا هَذَا النِّكَاحَ، وَاجْعَلُوهُ فِي المَسَاجِدِ. (۲)

نکاح کا اعلان کرو اور اس کو مسجد میں کرو۔

شرعی حدود میں جائز طریقہ پر نکاح کا اظہار ہونا چاہیے، ایک شرعی تعلق قائم ہو رہا ہے، ایک جائز ملاپ ہو رہا ہے، کوئی زنا یا بدکاری کا عمل نہیں ہے کہ جو خفیہ طریقہ سے کیا جائے، ڈھکے چھپے انداز میں کیا جائے، لیکن اعلان کرنے کا طریقہ Band Baja کا نہیں ہے، اعلان کا طریقہ سڑکوں کو جام کرنا نہیں ہے، اعلان کرنے کا طریقہ گھروں پر Lighting لگانے کا نہیں ہے؛ بلکہ اعلان کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ مسجد میں نکاح کیا جائے ''أَعْلِنُوا هَذَا النِّكَاحَ'' اور حدیث کا دوسرا ٹکڑا ہے ''اجْعَلُوهُ فِي المَسَاجِدِ'' اور مساجد میں نکاح کرو۔

---

(۱) ترمذی، حدیث: ۱۰۸۹

(۲) حوالۂ سابق

خطبۂ نکاح کا پیغام

سنت طریقہ یہ ہے کہ پہلے خطبہ پڑھا جائے، خطبۂ نکاح کو خطبۂ حاجت بھی کہا جاتا ہے، اور خطبۂ نکاح کے اندر بہت ہی اہم پیغام دیے گئے ہیں؛ لیکن وہ بھی جنتر منتر کی طرح، ہندوؤں کی رسموں کی طرح ایسے بھی گزار دیا جاتا ہے، کم سے کم خطبۂ نکاح کا ترجمہ تو سنایا جائے۔

اللہ تعالیٰ کی تعریف کی جاتی ہے، اپنے نفس کے شر سے پناہ چاہی جاتی ہے، اللہ جس کو ہدایت دے اس کو گمراہ نہیں کیا جاتا ہے، اور جس کو گمراہ کر دے اس کو کوئی ہدایت نہیں دے سکتا ہے، اس کے بعد تین آیات پڑھی جاتی ہیں۔

اے انسانوں! تم سب آدم اور حوّا کی نسل سے ہو، ابھی یہ دو خاندانوں کے درمیان تفریق ختم ہو جائے، کہ نکاح سے پہلے ہم ایک خاندان کے ہیں نکاح کے بعد تو ہمارا خاندان ویسے بھی ایک ہو چکا ہے:

يَٰٓأَيُّهَا ٱلنَّاسُ ٱتَّقُواْ رَبَّكُمُ ٱلَّذِي خَلَقَكُم مِّن نَّفۡس وَٰحِدَة وَخَلَقَ مِنۡهَا زَوۡجَهَا وَبَثَّ مِنۡهُمَا رِجَالا كَثِيرا وَنِسَآء وَٱتَّقُواْ ٱللَّهَ ٱلَّذِي تَسَآءَلُونَ بِهِۦ وَٱلۡأَرۡحَامَۚ إِنَّ ٱللَّهَ كَانَ عَلَيۡكُمۡ رَقِيبا. (۱)

اللہ سے ڈرو، ان رشتوں کی قدر کرو جن رشتوں کا واسطہ ایک دوسرے کو دیا جاتا ہے۔

دوسری آیت میں بہت ہی اہم پیغام ہے:

يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ ٱتَّقُواْ ٱللَّهَ حَقَّ تُقَاتِهِۦ وَلَا تَمُوتُنَّ إِلَّا وَأَنتُم مُّسۡلِمُونَ.(۲)

---

(۱) النساء:۱
(۲) سورۃ آل عمران:۱۰۲

ایسا ڈریئے! جیسا کہ ڈرنے کا حق ہے، نماز ایسے پڑھئے! جیسے پڑھنے کا حق ہے، تلاوت ایسے کریے جیسے کرنے کا حق ہے، تقویٰ ایسا جیسے تقویٰ کرنے کا حق ہے، سرسری طور پر نہیں، یوں ہی دل بہلانے کے لئے نہیں، حقیقی تقویٰ پیدا کرنا چاہیے، مسجد میں بھی ڈریں گھر میں بھی اللہ سے ڈریں، بازار میں بھی اللہ سے ڈریئے، کعبۃ اللہ کے سامنے بھی اللہ سے ڈریئے اور تمہیں اس حال میں مرنا ہے کہ تم مسلمان رہو، نکاح کے موقع پر موت یاد دلائی گئی، کیوں کہ خوشی کے موقع پر آدمی کبھی اپنی منزل بھول جاتا ہے، دنیا میں کہا جاتا ہے کہ شادی ایک ہی بار ہوتی ہے ارمان پورے نکالو، موت بھی ایک ہی بار آتی ہے، قیامت بھی ایک ہی بار آئے گی، جب ایک ہی بار نکاح ہوتا ہے، کیوں نہ ہم اس میں اللہ کو راضی کرلیں، رواج کو تو کوئی خوش نہ کرسکا، اس طرح سوچنا چاہیے۔

اور تیسری آیت میں تیسرا پیغام ہے:

يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ ٱتَّقُواْ ٱللَّهَ وَقُولُواْ قَوۡلٗا سَدِيدا. (۱)

اللہ سے ڈرو! زبان کو سنبھالو! زبان کا ایک بول بم بن جاتا ہے، لوگ اگر چاہیں تو باتوں سے بھی خاندانوں کو توڑ دیں، لوگ اگر چاہیں تو بموں سے بھی خاندان نہ ٹوٹے، معمولی بال سے خاندان ٹوٹ جاتے ہیں، کھانے میں بال آ گیا، پانی میں بال آ گیا، تمہیں خدمت کا سلیقہ نہیں، اس نے کچھ کرا دیا ہے، ہر جگہ بال ہی نظر آ رہے ہیں، بال پر خاندان ٹوٹ گیا، جب علم وتقویٰ کی پکی اور ٹھوس بنیاد نہیں ہوتی ہے، اور اگر ایمان، اخلاص اور تقویٰ کی بنیاد ہو تو بم سے بھی خاندان نہ ٹوٹے، لوگوں کے تکلیف پہنچائے جانے پر بھی خاندان نہ ٹوٹے، تو پہلے خطبۂ نکاح پڑھا جاتا ہے۔

---

(۱) الاحزاب: ۷۰

نکاح دو گواہوں کی موجودگی میں ہو

پھر اس کے بعد اس مجلس میں چونکہ مسجد میں نکاح ہوتا ہے یا کسی مجلس میں ہوتا ہے، تو عورت کو اس مجلس میں لایا نہیں جاتا پردہ کی وجہ سے، دو ماموں دو بھائی، دادا نانا جا کر دو گواہوں کی موجودگی میں اجازت لے کر آتے ہیں، وکیل بن کر آتے ہیں، پھر قاضی صاحب اس مجلس کے اندر لڑکی کے باپ سے کہلواتے ہیں، لڑکی کے وکیل اور ذمہ دار سے کہلواتے ہیں، کہیں کہ میں نے اپنی وکالت سے فلانی لڑکی کا نکاح فلانے لڑکے سے، فلانے مہر پر کیا، کیا آپ نے قبول کیا؟ وہ کہتا ہے ہاں! میں نے قبول کیا، اصل طریقہ تو یہ ہے کہ نکاح دو گواہوں کی موجودگی میں ہو۔

سہرا باندھنا کافروں کی رسم ہے

سہرا پہننا ہندوانہ رسم ہے، حضرت مولانا عاقل صاحبؒ فرماتے تھے: کہ اس نے اتنی رسومات کی ہیں اور اتنی جوڑے کی رقم لی ہے کہ یہ اپنا منھ دکھانے کے قابل نہیں ہے اس لئے یہ سہرا پہنتا ہے، مولانا عاقل صاحب فرماتے ہیں: کہ اگر یہ رشتہ دیکھنے والیوں کو اگر آج بھی ویسے ہی دیکھا جائے تو ایک کا بھی رشتہ نہیں ہوتا، کیا سب کے دانت ایسے ہی ہیں جیسے ہونے چاہیے؟ کیا سب کی رنگت ایسی ہے جیسی ہونی چاہیے؟ کیا سب کی ڈگریاں اور Height ایسی ہیں جیسی ہونی چاہیے؟

آن لائن نکاح کی ضرورت اور شکلیں

مجبوری ہوتی ہے تو اس لئے آن لائن نکاح کیا جاتا ہے، مجبوری اس طرح کی کہ لڑکا باہر ملک بچی کو لیجاتا ہے، بچہ بلانا چاہتا ہے باوجود کوشش کے آ نہیں سکتا، سخت مجبوری ہے تو اس کا طریقہ یہ ہے کہ جہاں پر سمجھدار لوگ ہوں لڑکے یا اس لڑکی کے پاس مثلاً آسٹریلیا اور سعودیہ میں رہتا ہے، وہ ذمہ دار بنا دیتا ہے اپنے

والد یا بھائی یا چچا یا ماموں کو کہ میں آپ کو اپنے نکاح کرانے کا وکیل بناتا ہوں، ذمہ دار بناتا ہوں یہاں نکاح کی مجلس میں، آپ میرا نکاح فلانی لڑکی سے فلاں مہر پر کردیجیے، اور یہاں پر چچا یا ماموں لڑکی کے پاس بیٹھ کر قاضی صاحب کے سامنے بیٹھ کر یہ کہتے ہیں کہ میں نے اپنی وکالت سے جو میرا بیٹا باہر ملک میں رہتا ہے ،اس کا نکاح فلاں مہر پر میں نے آپ سے کردیا، اور لڑکی کہتی ہے: کہ میں نے فلاں لڑکے کو قبول کرلیا، یا اگر لڑکی کے پاس سمجھدار لوگ نہ ہوں اور لڑکے کے پاس ہوں تو لڑکی کی طرف سے ایک آدمی فون پر اس کو وکیل بنادے یا پھر لڑکی خود بنادے کہ میں نے آپ کو اپنا نکاح کروانے کا فلاں سے وکیل بنادیا، اور آپ میرا نکاح فلانے سے کروادیجیے، وہاں بیٹھ کر اس لڑکی کا نمائندہ یہ کہے گا کہ میں نے فلانی لڑکی کی وکالت سے فلانی لڑکی کا نکاح آپ سے کرادیا کیا آپ نے دو گواہوں کی موجودگی میں قبول کیا؟ وہ کہتا ہے کہ ہاں! میں نے قبول کیا تو یہ نکاح ہوگیا، تو بہر حال یہ مختلف طریقے ہیں نکاح کے اسلامی شریعت میں وکالت کے ذریعہ سے، لیکن یہ ضرورت کے موقع پر استعمال کیا جائے گا، یہ Ideal اور مثالی طریقہ ہرگز نہیں ہے۔(۱)

مجلس نکاح میں مصری یا کھجور لٹانا جائز ہے

خطبہ دے دیا جائے ایجاب وقبول کروادیا جائے، اور اس مجلس میں چھوارے تقسیم کئے جائیں، مٹھائی تقسیم کی جائے، چھوارے پھینکنے کی اجازت اس وقت ہے جب کہ کسی کو تکلیف نہ ہو، مسجد کے ملوث اور گندا ہوجانے کا اندیشہ نہ ہو تو تب چھوارے وغیرہ پھینکنے اور اچھالنے کی اجازت ہے لڑکوں اور لڑکیوں میں، مردوں اور عورتوں میں۔

(۱) مزید تفصیلات کے لیے دیکھیں:
۱- مسنون نکاح (ص: ۲۷ تا ۳۰) مفتی ابوبکر جابر قاسمی
۲- متعدد فتاوی: کتاب الفتاوی وفتاوی قاسمیہ وغیرہ

نکاح کے ارکان

اس کے علاوہ کوئی طریقہ نہیں ہے کہ Skype پر، Imo پر دونوں طرف فون کھلا ہوا رہے لڑکا اور لڑکی ایجاب وقبول کرلے، ایجاب یعنی میں نے نکاح کیا، دوسرا کہے کہ میں نے قبول کیا، تو اس کو ''ایجاب اور قبول'' کہا جاتا ہے، تو آن لائن میں صرف ایجاب وقبول کرلینے سے نکاح نہیں ہوتا، اتحاد مجلس بھی ضروری ہے کہ ایجاب وقبول ایک ہی مجلس کے اندر رہا ہو۔

چند غلط فہمیاں

آج کل ایک رواج چل پڑا ہے کہ ہم مکہ جا کر نکاح کریں گے، مدینہ جا کر نکاح کریں گے، آسٹریلیا (Australia) سے مدینہ آتے ہیں، دبئ سے مدینہ آتے ہیں، بڑا خرچ کیا جاتا ہے، مدینہ منورہ واقعی بڑا مقدس شہر ہے، اس کے فضائل بہت ہیں، وہاں پر نکاح بابرکت ہے؛ لیکن جتنا مدینہ منورہ میں نکاح کرنے کی فکر ہوتی ہے اتنا شادی کا دین سیکھنے کی فکر نہیں ہوتی ہے، وہ سارے پہلو جو سیکھنے کے ہیں اس کی فکر نہیں ہوتی ہے، یاد رکھیں! مدینہ کسی کو پاک نہیں کرتا، بلکہ آدمی کا عمل اس کو پاک کرتا ہے، مدینہ کا تقدس یہ چاہتا ہے کہ آپ علم کے ساتھ نکاح کریں جہالت کے ساتھ نکاح نہ کریں، اگر آپ مدینہ والے حضرت محمد ﷺ کی سنتوں کی رعایت کر رہے ہیں تو یورپ میں نکاح کر کے بھی آپ مدینہ میں ہی ہیں؛ لیکن اگر آپ نے مسجد میں تو عقد کیا، اور باہر جا کر ایک لاکھ لیا، مدینہ اور مکہ میں تو نکاح کیا، لیکن سارے خرافات ساری رسمیں عورتوں نے گھروں اور اپنے ملکوں میں انجام دیا، اس سے حقیقت میں برکت ہونے والی نہیں ہے برکت تو اتباعِ سنت کے ساتھ جڑی ہوتی ہے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

وَآخِرُ دَعْوَانَا أَنِ ٱلْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ ٱلْعٰلَمِينَ.

تمرینی سوالات

سوال۱: نکاح کے اعلان کا شرعی طریقہ تحریر کیجئے؟

سوال۲: خطبۂ نکاح کے ذریعہ ہمیں کیا پیغام ملتا ہے؟

سوال۳: نکاح میں کتنے گواہ کا ہونا ضروری ہے؟

سوال۴: نکاح کے ارکان کتنے ہیں؟

سوال۵: کیا آن لائن نکاح جائز ہے؟ اس کی چند شکلیں بیان کیجیے؟

درس نمبر ۷

شوہر کی ذمہ داریاں

نَحْمَدُهٗ وَ نُصَلِّيْ عَلَى رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ، أَمَّا بَعْدُ! أَعُوذُ بِاللهِ مِنَ ٱلشَّيْطَٰنِ ٱلرَّجِيمِ، بِسْمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحْمَٰنِ ٱلرَّحِيمِ:

هُنَّ لِبَاس لَّكُمْ وَأَنتُمْ لِبَاس لَّهُنَّ.(۱)صَدَقَ ٱللَّهُ ٱلْعَظِيمُ.

اپنے اندر ذمہ داریوں کا احساس پیدا کریں

میرے عزیزو اور دینی ماؤں بہنو! آج کی مجلس کا دوسرا عنوان ہے شوہر کی ذمہ داریاں اور اس کے فرائض (۲) شوہر کی Responsibilities کیا ہے؟ عام طور پر پوری دنیا میں لوگ اپنے حقوق کو تو مانتے ہیں؛ لیکن ذمہ داریاں نہیں پوچھتے ہیں، کہیں پر بھی جھگڑا ہوتا ہے تو لوگ یہ کہتے ہیں: کہ فلاں نے میرا حق ادا نہیں کیا، وہ یہ نہیں پوچھتا ہے کہ آپ میری ذمہ داری بتائیں کہ میرے سے کہاں کوتاہی ہو رہی ہے، Rights کا تو غم ہے Responsibilities کا غم نہیں ہے، ذمہ داریوں کا غم نہیں ہے، اس سے جھگڑے بڑھتے ہیں جھگڑے ختم نہیں ہوتے ہیں۔

اس کی موٹی سی مثال عرض کرتا ہوں ایک شخص نے کسی شادی میں دو کتابیں ہدیے میں دیں، ''سیرتِ فاطمہؓ، سیرتِ علیؓ''، ہمیشہ بیوی شوہر میں لڑائی رہتی تھی، انھوں نے بیوی سے جا کر پوچھا: آپ کیا پڑھ رہی ہو؟ سیرتِ علیؓ پڑھ رہی

(۱) البقرۃ:۱۸۷

(۲) مزید تفصیلات کے لیے دیکھیں:

۱- مسنون نکاح (ص:۱۶۷ تا ۲۲۵) مفتی ابوبکر جابر قاسمی

۲- کامیاب شادی کے سنہرے اصول (ص:۲۸۴ تا ۲۹۴)

۳- ازدواجی زندگی کے سنہرے اصول (ص:۹۶ تا ۱۳۶) پیر ذوالفقار احمد نقشبندی

۴- تحفۂ دولہا، مفتی منیر احمد صاحب

ہوں، شوہر سے جا کر پوچھا آپ کیا پڑھ رہے ہو؟ سیرت فاطمہؓ پڑھ رہا ہوں، تو دونوں کے اندر حقوق مانگنے کی فکر آ گئی، ذمہ داری ادا کرنے کا غم نہیں آیا، دونوں نے وہ کتاب پڑھی جو دوسروں کو پڑھنا چاہیے تھا، شوہر کو سیرت علیؓ پڑھنا چاہیے تھا؛ تاکہ ذمہ داریوں کا احساس آتا، بیوی کو سیرت فاطمہؓ پڑھنا چاہیے تھا؛ تاکہ ذمہ داریوں کا احساس آتا، شوہر نے بجائے سیرت علیؓ پڑھنے کے سیرت فاطمہؓ پڑھ لیا، اور اُس کتاب کے ذریعہ روشنی میں بیوی کو ناپ تول کر دیکھ رہا ہے کہ یہ عورت تو حضرت فاطمہؓ کی طرح نہیں کر رہی ہے، یہ تو حضرت فاطمہؓ کی طرح زندگی نہیں برت رہی ہے۔

مردوں کی ذمہ داریاں

اب جو مردوں کی ذمہ داریاں سنائی جائے گی، چونکہ سننے والوں میں مرد بھی ہیں عورتیں بھی ہیں، مرد حضرات تو اس لئے سنیں کہ یہ ہماری ذمہ داری ہے، اور اس کے آئینہ میں اپنی زندگی کو ٹٹولیں؛ لیکن بیویاں اس لئے نہ سنیں کہ آج ہم شیر بن کر اپنے حقوق ان سے مانگیں گے، Whrilpool Right اپنے حقوق کی جنگ ہم لڑیں گے؛ بلکہ اس لئے سنیں کہ مردوں کی ذمہ داریاں سن کر شریعت کی عظمت ہمارے دلوں میں بڑھ جائے گی کہ شریعت نے مردوں کو کتنا پابند کیا ہمارے بارے میں، ہم مردوں کی یہ ذمہ داریاں سن کر اپنی اولاد کی پرورش کریں گے، کہ بیٹا! تمہیں اپنی بیوی کے ساتھ ایسے رہنا ہے، اپنے بھائیوں کو متوجہ کریں گے، کہ بھائی! مرد ہونے کے ناطے تمہاری ذمہ داری یہ ہے، مرد کی ذمہ داریاں اور فرائض کیا ہوتے ہیں، حضرت آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

خَيْرُكُمْ خَيْرُكُمْ لِأَهْلِهِ.(۱)

تم میں بہترین وہ ہے جو اپنے گھر والوں کے ساتھ بہتر سلوک

(۱) ترمذی، حدیث نمبر: ۳۸۹۵

کرتا ہو۔

شوہر گھر کا ذمہ دار ہوتا ہے

مرد کو سب سے پہلے سمجھنا چاہیے کہ نکاح کرنے کے بعد میری ذمہ داری میں اضافہ ہوا ہے، اب میں راتوں میں دیر سے نہیں آ سکتا، اب میرے اخراجات میں صرف پہلے کے لوگوں کا حق نہیں، آنے والی بیوی کا حق بھی بن چکا ہے، اس مرد کو احساس کرنا چاہیے کہ اب میرے ذریعہ سے ایک نیا خاندان آباد ہو رہا ہے ایک نئی نسل وجود میں آ رہی ہے، مجھے اب تقویٰ اور طہارت کی زندگی گزارنا ہے، مجھے پرانی زندگی کی بد دینی اور بے دینی کو اپنی نسلوں میں منتقل ہونے نہیں دینا ہے، مرد امیر ہیں خدا کے بعد بیوی کے لئے، شوہر کا حق ہے بالکل صحیح بات ہے، پکی حدیث میں ہے اگر اللہ کے بعد کسی کو سجدہ کرنے کی اجازت ہوتی تو بیوی کو ہوتی کہ وہ شوہر کو سجدہ کرے؛ لیکن شوہر کو سوچنا چاہیے کہ میرا اللہ کتنا حلیم ہے، کتنا علم والا ہے، کتنی نرمی والا ہے، کتنا نظر انداز کرنے والا ہے، میں خدائے مجازی ہوں، مجھے خدائے حقیقی کی طرح اپنی بیوی کے ساتھ برتاؤ کرنا چاہیے:

ٱلرِّجَالُ قَوَّٰمُونَ عَلَى ٱلنِّسَآءِ.(۱)

مرد امیر ہے تو اپنا امیر ہونا کمانے میں بتلائیے، خرچ کرنے میں بتلائیے، نفقہ سکنیٰ دینے میں بتلائیں، اپنا امیر ہونا اپنی مردانگی، بیوی اور ماں میں Balance کرنے میں بتلائیے، غصہ کو لگام دینے میں اپنی مردانگی بتلائیں، اپنی مردانگی کو معاف کرنے میں بتلائیں، معافی چاہنے میں بتلائیں، بیوی کا دل جیتنے میں بتلائیں، خودداری میں بتلائیں، جوڑے کی رقم سے بچ کر بتلائیں، رسومات کو ختم کر کے مردانگی بتلائیں، مرد صرف اپنی بیوی کا حاکم نہیں عاشق بھی

---

(۱) النساء:۳۴

ہے، مرد صرف حاکم نہیں ہے؛ بلکہ وہ اپنی بیوی کا محب بھی ہے، عجیب بات ہے! کہ لوگ نامحرم عورتوں کو ناجائز تعلق بڑے بڑے Messages کرتے ہیں، میں آپ سے محبت کرتا ہوں، لیکن اپنی بیوی سے محبت کرنے کو عیب سمجھتے ہیں، بے حیائی کو عیب نہیں سمجھتے ہیں۔

ہمیشہ مسکراتے ہوئے گھر میں آئیں

حضرت آقا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم جب بھی گھر میں داخل ہوتے تو مسکراتے ہوئے داخل ہوتے، حضرت رسول اللہ ﷺ ایک گھر نہیں گیارہ گھر چلا کر بتلا دیا، الگ الگ خاندان، الگ الگ قبیلے، الگ الگ مزاج، الگ الگ عمریں، حضرت سودہؓ کی عمر، حضرت ام سلمہؓ ٹوٹے ہوئے خاندان سے آئیں، حضرت عائشہؓ بہت چھوٹی عمر والی گُڑیا لے کر آئیں رخصتی کے وقت، حضرت خدیجہؓ عمر میں بہت زیادہ بڑی آقا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے، ان کی طبیعتوں کے مطابق ان کی عمر کے مطابق آقا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے نبھایا، مختصر چند واقعات کی طرف اشارہ کرتا ہوں بس۔

بیویوں کے ساتھ دوستانہ برتاؤ

ایک مرتبہ آقا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم فرمایا: بیوی کا مزاج سمجھنا چاہیئے، میں سمجھتا ہوں تم کب مجھ سے ناراض ہوتی ہو؟ اور کب راضی ہوتی ہو؟ حضرت عائشہؓ نے کہا: وہ کیسے؟ کہا جب خوش ہوتی ہو تو کہتی ہو "لَا وَرَبِّ مُحَمَّدٍ" محمدؐ کے رب کی قسم! اور جب ناراض ہوجاتی ہو تو کہتی ہو "لَا وَرَبِّ إِبْرَاهِيمَ" ابراہیمؑ کے رب کی قسم! حضرت عائشہؓ خوش ہوگئیں، فرمایا: "مَا أَهْجُرُ إِلَّا اسْمَكَ" یارسول اللہ! میں صرف آپ کا نام چھوڑتی ہوں، ورنہ دلی اعتبار سے آپ ہی سے محبت ہوتی ہے، اور آپ ہی ہمارے دل میں ہوتے ہیں۔ (۱)

ابوداؤد شریف کا واقعہ ہے، حضرت ابوبکرؓ بہر حال باپ ہیں، اور بیٹی عائشہؓ

(۱) بخاری، حدیث نمبر: ۵۲۲۸

کم عمر ہے، ایک مقدمے پر ناراض ہو گئے، پٹائی کے لئے آگے بڑھے، حضرت عائشہؓ آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیچھے چھپ گئیں، حضرت آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں بچایا، اور حضرت ابوبکرؓ چلے گئے، پھر کچھ دن کے بعد آئے تو خوشی کا اور اپنائیت کا ماحول تھا، ابوبکرؓ نے فرمایا:

أَدْخِلَانِي فِي سِلْمِكُمَا كَمَا أَدْخَلْتُمَانِي فِي حَرْبِكُمَا.(۱)

آپ دونوں نے جیسے مجھے اپنی جنگ میں شریک کیا تھا، ویسے مجھے اپنے محبت کے ماحول میں بھی شریک کیجیے۔

شمائل ترمذی کے اندر ایک مشہور روایت آئی ہے ''حدیثِ ام زرع''، جس میں پرانے عرب زمانے کی ایک کہانی بیان کی گئی ہے، اس سے پتہ چلتا ہے کہ آدمی کو اپنی عورتوں کی بات پوری دلچسپی سے سننا چاہیے، اس زمانے میں بڑی مصیبت یہ ہے کہ مرد گھروں کو وقت نہیں دیتے، اور اتنا تھکا ہوا آتا ہے کہ Energy نہیں رہتی اپنی گھر والی کا درد سننے کے لئے، میرے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بڑی انقلابی اور عالمی نہایت مصروف ترین شخصیت کون ہو سکتی ہے؟ اور میرے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حدیثِ ام ذرع سنتے حضرت عائشہ سے، عورتیں جمع ہوتیں ایک دوسرے سے اپنے خاوند کی خوبی خامی سنانے لگتیں، آخر میں ابو زرع اور امّ زرع نامی مرد اور عورت کی محبت کو سنایا، میں تمہارے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے ایسا ہی ہوں جیسے امّ زرع کے لئے ابو زرع۔

بیوی سے دل جوئی کرے

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دوڑ لگائی پردے کے اہتمام کے ساتھ، آج بھی مدینہ منورہ میں وہ جگہ ہے جہاں پر آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جیت گئے، اور پھر اس کے بعد میں حضرت عائشہؓ جیت گئیں تو آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دل جوئی کے لئے فرمایا: کہ یہ جیتنا

(۱) ابوداؤد، حدیث نمبر: ۴۹۹۹

فلاں جیتنے کے برابر ہوگیا، ایک مرتبہ آپ جیتی ہو ایک مرتبہ ہم جیتے ہیں برابر ہوگیا، دل جوئی کی جارہی ہے، اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ آدمی ناجائز کھیل بتائے بے پردہ کرائے، شرعی مسئلہ کی نوعیت کو سامنے رکھنا چاہیے، پردہ بھی پورا ہو، خدمت بھی پوری ہو، پردہ بھی پورا ہو، صلح رحمی بھی پوری ہو، پردے کے نام پر صلح رحمی نہ چھوڑی جائے، اور صلہ رحمی کے نام پر بیوی کو بے پردہ نہ کیا جائے۔

عورتوں کی رائے کا احترام کیا جائے

مردوں کو اپنی بیویوں سے رائے لینا چاہیے؛ تاکہ وہ اپنے آپ کو گھر کا فرد سمجھیں، Family Member سمجھیں، اور اللہ تعالیٰ کس کے دل میں کیا رائے ڈال دے، صلح حدیبیہ کے موقع پر حضرت امّ سلمہؓ سے آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے رائے لی، آپ کی کیا رائے ہے؟ حضرت ام سلمہؓ نے بہترین رائے دی، یارسول اللہ! آپ اپنا جانور ذبح کیجئے، بال مونڈ دیجئے، وہ آپ کو دیکھیں گے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نقل کریں گے، غم سے نڈھال ہیں اس لئے وہ کھڑے نہیں ہو پارہے ہیں۔

ہر انسان کے اندر خوبی بھی ہے اور خامی بھی زندگی گزرجاتی ہے خوبیاں دیکھنا چاہیے، قرآن نے یہی دوٹوک قانون بتلایا:

وَعَاشِرُوهُنَّ بِٱلۡمَعۡرُوفِۚ فَإِن كَرِهۡتُمُوهُنَّ فَعَسَىٰٓ أَن تَكۡرَهُواْ شَيۡـًٔا وَيَجۡعَلَ ٱللَّهُ فِيهِ خَيۡرًا كَثِيرا.(۱)

وسکتا ہے کہ تم کسی چیز کو برا سمجھو اور اللہ تعالیٰ اس کے اندر خیر ڈال دے، تو قرآن نے خوبیاں دیکھنے کا سلیقہ سکھایا ہے۔

صبر وتحمل سے کام لیا جائے

صبر کرنا چاہیے بیویوں کی ناسمجھی پر، جلد بازی اور زود رنجی پر؛ اس لئے کہ وہ

(۱) النساء:۱۹

ٹیڑھی پسلی سے پیدا کی گئی ہے، ٹیڑھا پن پسلی کی خوبصورتی ہے، اگر سیدھی ہوجائے تو سینہ چپٹا نظر آئے گا، اس کا بھولا پن اس کا حسن ہے، مکّار ہو، چال باز ہو، تو اچھی نظر نہیں آتی ہے، شاید یہی عمل میری مغفرت کا ذریعہ بن جائے، میں اسے چھوڑ دونگا تو کسی اور کو تکلیف دے گی، اور محبت کر کے دیکھ لیا اب نفرت کر کے دیکھنا ہے، ایسا نہیں ہے محبت مزید بڑھانا ہے چلو! اس بیوی کے ذریعہ سے میرے تکبر اور عجب کا علاج ہو رہا ہے۔

حضرت عمرؓ نے اپنی بیوی کی تعریف کرتے ہوئے کہا جب ایک شخص اپنی بیوی سے عاجز ہو کر حضرت عمرؓ کے پاس آیا تھا:

وهي أم ولدي، وفراشي، وحافظة مالي، وطاهية طعامي، ومنظفة ثيابي.(۱)

یہ میری بیوی ہے میرے بچوں کی ماں ہے، شہنائی کی ضرورت پوری کرتی ہے، میرے مال کی حفاظت کرتی ہے میرے مزاج کے مطابق کھانا پکا کر دیتی ہے، اور میرا گھر صاف کرتی ہے، اور اگر میرا گھر صاف ہے تو بیوی کا کمال ہے، اگر میرے کپڑے صاف ہیں تو بیوی کا کمال ہے، اگر میرے بچے صحت مند ہیں تو میری بیوی کا احسان ہے۔

عورت کی فطری کمزوریوں کو برداشت کیا جائے

عصر کے بعد آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پورے گیارہ گھروں میں حاضری دیتے تھے، ناشکری کے بول آجاتے ہیں عورتوں کی زبان پر، دیا ہی کیا ہے تم نے؟ دو ٹھیکرے (برتن) دو چیتھڑے، دو لیتھڑے (دو چادریں) اتنا ہی تو دیا ہے؟ آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اگر کوئی زندگی بھر احسان کرے تو کسی برائی کے آنے پر کہتی ہے:

(۱) شرح اربعین نووی، عطیہ سالم ۹ / ٦٨

مَا رَأَيْتُ مِنْكَ خَيْرًا قَطُّ. (۱)

میں نے تمہاری جانب سے کوئی بھلائی نہیں دیکھی۔

غصہ کی باتوں کو یاد نہیں رکھنا چاہیے، غصہ کی بات پانی پر لکھنا چاہیے، اور Normal ماحول میں کہی جانے والی باتیں پتھر پر لکھنا چاہیے۔

بیوی پر ظلم نہ کریں

مرد سوچیں! کہ ایک عورت نے بلی کو باندھا، حق ادا نہ کیا تو جہنم میں چلی گئی عبادت کے باوجود، یہ عورت سب کچھ چھوڑ کر میرے پاس آئی ہے، اگر میں نے اس کی واجبی ضرورتوں کو پورا نہ کیا، تو میرا حشر کیا ہوگا؟ مجھے طاقت ور بنایا عورت کے مقابلہ میں، یہ باہر نہیں جاتی اس لئے کہ میں اس کی ضرورتوں کو پوری کرتا ہوں، اللہ تعالیٰ بغیر سینگ والی بکری کو اگر سینگ والی ماردے تو بدلہ چکائیں گے، تو بتلایئے! اگر مرد طاقت ور ہو کر کمزور عورت پر ہاتھ چلائے گا تو اللہ تعالیٰ بدلہ نہیں چکائیں گے؟ یہ کہا گیا:

لَا يَجْلِدُ أَحَدُكُمُ امْرَأَتَهُ جَلْدَ الْعَبْدِ ثُمَّ يُجَامِعُهَا فِي آخِرِ الْيَوْمِ. (۲)

تم میں سے کوئی ایسا نہ کرے کہ دن میں نوکرانی کی طرح اسے مارے، رات میں تنہائی کرنے کے لئے قریب ہو جائے۔

انتہائی تذلیل کی اور اس کے بعد قریب ہونا چاہتا ہے یہ کوئی سمجھ داری کا طریقہ نہیں ہے۔

بیوی کے حقِ زوجیت کی اہمیت

حق زوجیت ادا کرنے کی فکر ہونی چاہیے، چار مہینے سے زیادہ اپنی بیوی کی

(۱) بخاری، حدیث نمبر: ۲۹
(۲) بخاری، حدیث نمبر: ۵۲۰۴

اجازت کے بغیر بیوی سے دور رہنے کی اجازت نہیں ہے، حضرت عمرؓ نے اپنے زمانے میں بل پاس کردیا تھا، جب ایک عورت کے گھر کے سامنے سے گزرتے ہوئے یہ شعر سنے:

تَطَاوَلَ هَذَا اللَّيْلُ وَ اسْوَدَّ جَانِبُهْ
وَ أَرَّقَنِي إِذْ لَا حَبِيبَ أُلَاعِبُهْ
فَلَوْلَا الَّذِي فَوْقَ السَّمَوَاتِ عَرْشُهُ
لَزُعْزِعَ مِنْ هَذَا السَّرِيرِ جَوَانِبُهْ

اگر اللہ کا ڈر نہ ہوتا تو پھر میرے پلنگ کے پائے ہل چکے ہوتے، حضرت عمرؓ نے اپنے زمانے میں بل پاس کردیا کہ کوئی فوجی چار مہینے سے زیادہ نہیں رہے گا اللہ کے راستے میں، آپؓ نے اپنی بیٹی حضرت حفصہؓ سے نسوانی تقاضوں کو پوچھا کہ کتنے دن عورت صبر کرسکتی ہے؟ اس کے بعد یہ بل پاس کردیا، تو وہ لوگ جو باہر ملکوں میں رہتے ہیں، وہ لوگ جو شادی کے دوسرے تیسرے دن، ہفتہ پندرہ دن میں باہر ملکوں میں چلے جاتے ہیں، وہ کوئی مناسب کام نہیں کررہے ہیں، دیوروں کے ساتھ چھوڑ دیا، چچازاد، خالہ زاد کے ساتھ چھوڑ دیا، سسرال اور میکے میں چھوڑ دیا، پردے کا اہتمام نہیں، فونوں کا زمانہ ہے، شرعی پردے کا اہتمام نہیں ہے، اور بیویاں ملازمت کے لئے بھی جاتی ہیں، سب اپنے ہاتھوں سے فتنہ میں ڈالنا ہے، حضرت امّ درداءؓ کو حضرت سلمان فارسی نے دیکھا کہ بدحالی کا عالم ہے، سلمان فارسیؓ نے اپنے دوست ابودرداءؓ کو ٹوکا، کیوں تم اپنی بیوی کے سلسلہ میں دلچسپی نہیں لیتے ہو؟ کیوں تمہاری بیوی پراگندہ حال بنی ہوئی ہے؟ اور تمہاری بیوی کہتی ہے کہ ابودرداءؓ کو میری ضرورت نہیں ہے۔

حضرت عثمان ابن مظعونؓ کی اہلیہ آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گھروں میں آتی تھیں حضرت عثمان ابن مظعونؓ پراگندہ رہتے تھے تو ان کو ٹوکا گیا، تم غلط کرتے ہو،

تمہیں اپنی گھر والی کے لئے سنورنا چاہیے، بننا چاہیے، سلیقہ سے رہنا چاہیے، جیسا کہ تم یہ چاہتے ہو۔

سرزنش کی اجازت اوراس کے حدود

قرآن نے کہا:

وَٱلَّٰتِي تَخَافُونَ نُشُوزَهُنَّ فَعِظُوهُنَّ وَٱهۡجُرُوهُنَّ فِي ٱلۡمَضَاجِعِ وَٱضۡرِبُوهُنَّۖ فَإِنۡ أَطَعۡنَكُمۡ فَلَا تَبۡغُواْ عَلَيۡهِنَّ سَبِيلًاۗ. (۱)

جب اَن بَن ہوجائے {فَعِظُوهُنَّ} تم پہلے دین لاؤ، اللہ والوں کی صحبت سے جوڑو، اور علماء سے پوچھ کر تبلیغی جماعت میں لے جاؤ، اجتماعات میں بٹھاؤ، بیعت کرواؤ، اصلاحی تعلق قائم کرو، نصیحت کرو، تعلیم کرو، اگر نہ ہو تو {وَٱهۡجُرُوهُنَّ فِي ٱلۡمَضَاجِعِ} گھر میں رہتے ہوئے بستر الگ کردو، میکے نہ بھگاؤ، اپنے ماں باپ کے پاس جا کر نہ سوؤ، شوہر جا کر اپنی ماں کے پاس سو جاتا ہے، اپنے کمرے کی بات باہر نہ جانے کے لئے قرآن نے کہا: {وَٱهۡجُرُوهُنَّ فِي ٱلۡمَضَاجِعِ} آرام تو ایک ہی کمرے میں کرے، الگ آرام کرے؛ تا کہ ایک شریف خاتون کے دل پر چوٹ لگے کہ میرا محبوب مجھ سے ناراض ہے۔ {وَٱضۡرِبُوهُنَّۖ} آخری درجہ میں مسواک سے مارے؛ لیکن نشان نہ آئے۔ {فَإِنۡ أَطَعۡنَكُمۡ فَلَا تَبۡغُواْ عَلَيۡهِنَّ سَبِيلًاۗ} اور اگر وہ اطاعت کرنے لگ جائے تو ایسی حرکت نہ کرنا اور پرانی بات نہ دھرنا، لوگ پرانے مُردوں کو نکال کر اپنے زخم تازے رکھتے ہیں، جب جھگڑا ہو تو شادی کی پہلی رات سے لے کر اب تک کی پوری فہرست گناتے ہیں، زخموں کو تازہ رکھنے کا کیا فائدہ ہے؟

بیوی کو جیب خرچ علیحدہ دے

علیحدہ خرچ دینا چاہیے، جیب خرچ دینا چاہیے، اپنی ماں کے مکمل ماتحت

(۱) النساء:۳۴

نہیں چھوڑ دینا چاہیے، نکاح آپ نے کیا ہے ذمہ دار آپ ہیں، ہاں! اپنی والدہ کے مشورے کا احترام کریں، والدہ کے حکم کا بھی پاس ولحاظ کریں، اتنا بھی لحاظ نہ کریں کہ بیوی کو دبا دیا جائے۔

بہو اور ساس کے جھگڑوں میں حکمتِ عملی کی ضرورت

یہ بہت حساس مسئلہ ہے، نازک مسئلہ ہے کہ بیوی کی محبت میں ماں پر ظلم نہ ہو، بیوی کے سامنے کبھی ماں کا Fever نہ لے اور ماں کے سامنے بیوی کا Fever نہ لے، دونوں سے کہے کہ تم سب اپنی جگہ پر صحیح ہو، دونوں سے کہے کہ میں آپ کے ساتھ ہوں، والدہ سے کہے کہ میں آپ کے ساتھ ہوں، بہت زیادہ صبر چاہیے، بہت زیادہ حکمتِ عملی چاہیے، اطاعت کیے حدود کیا ہیں؟ ماں کہہ دیتی ہے کہ اس کو مت بھیج، میکہ جانے مت دے، ضرورت نہیں ہے اگر وہ ناجائز طریقہ پر کہتی ہے، بیوی کو بھی چاہیے (بیوی سے متعلق ہدایات اگلے کلاس میں ہوں گی) کہ ایسی فرمانبرداری نہ کرے کہ دوسرے پر ظلم ہونے لگے یا ماں سوتن بن جائے۔

بیوی کے ساتھ وقت گزارے

دل جوئی تو کرنا چاہیے، حضرت آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کی شکایت آئی، حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کے بیٹے کی شکایت آئی، یارسول اللہ! میرا بیٹا اپنی بیوی کو وقت نہیں دیتا ہے، حضرت آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پورا Schedule بنا کر دیا، ان ماؤں کو چاہیے جن کے بچے سالہا سال باہر رہتے ہیں، بیٹا! آپ آجایئے، اپنے وطن کی آدھی روزی ہی بہتر ہے، اپنے بیوی بچوں کو دیکھ لیجئے، ہم لمبے عرصے تک دور رہنے کی اجازت نہیں دیتے ہیں، بیویوں کو بھی چاہیے کہ شوہروں سے کہیں کہ آپ آجائیں، ہم مرچی چٹنی کھانے کو تیار ہیں، سادھے علاقے میں رہنے کو تیار ہیں، لیکن آپ آیئے، بچوں کی پرورش میں حصہ لیجیے۔

بیوی سے ملازمت کرانا

معاش کی ذمہ داری مرد پر ہے عورت پر نہیں ہے؛ اسی لیے یہ بے غیرتی ہے کہ مجھے تو نوکری کرنے والی بیوی چاہیے، مجھے سرکاری ٹیچر چاہیے، مجھے ڈاکٹر چاہیے جو میرے ساتھ کلینک چلانے والی ہو، یہ جذبات غلط ہے۔

عورت کا جسم متحمل نہیں ہے، عورت گھر سے باہر نکل جائے گی تو بچوں کی پرورش کون کرے گا؟ اور Financial Independent ہو جاتی ہے تو فطرت اتنی کچی ہے کہ وہ Desigen میں بھی Independent بننا چاہتی ہے اور باہر کی ملاقاتیں اجنبی مردوں سے اختلاط پیدا کر دیتی ہیں، نکاح کے تعلق کو کمزور کر دیتی ہیں، بدگمانیاں پیدا ہوتی ہیں، شکی سوئی دل میں پیدا ہو جاتی ہے، اس لئے عام حالات میں اپنی بیویوں کو نوکری کی اجازت نہیں دی جاسکتی ہے، ملازمت کی اجازت نہیں دی جاسکتی ہے، I.T سینٹروں میں ملازمت تو اور بھی غلط ہے، مرد رات بھر کی ڈیوٹی کر کے آتا ہے، ماں کے پاس فہم نہیں ہے، رات بھر بیوی انتظار میں ہے، دن میں وہ فجر کے بعد آرام کرتے ہیں، ماں ڈانٹنے لگ جاتی ہے کہ بہو سوتی رہتی ہے، بعض عجیب مائیں ہوتی ہیں جن کو اپنی جوانی کا زمانہ یاد نہیں ہوتا ہے، انسانی جذبات کا انہیں پتہ نہیں رہتا ہے، اگر گھر والے Manage کرے تو اچھی بات ہے، اگر نوکری نہیں چھوڑا تو چھوکری اور بیوی کو چھوڑ دینا پڑے گا، Night ڈیوٹی کا رواج کوئی مناسب نہیں ہے، بہت سخت مجبوری ہے، معذور ہے، اخراجات ہیں گھر میں رکھ کر کام کروایئے، Online کام کروایئے، سخت مجبوری کے بغیر نوکری نہیں کروا سکتے ہیں۔

بیوی کو کبھی کبھار تحفہ دینا چاہیے

بیوی کو تحفہ دینا چاہیے، تعریف کرنا چاہیے، خدمت کی تعریف کرنا چاہیے، احسانات گنانا چاہیے، میری بیوی کے مجھ پر احسانات ہیں، آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم محسن

انسانیت ہیں وہ حضرت خدیجہؓ کے احسانات سناتے رہے ہیں کہ حضرت خدیجہؓ کے مال نے مجھے نفع دیا۔

بیوی پر بے جا شک نہ کریں

شک نہیں کرنا چاہیے کہ اس زمانے میں فون کا استعمال شک کی بنیاد ہے، شک کی جڑ بن چکا ہے، بعض مردوں کی عادت شکی ہوتی ہے، آپ نے فلاں کی طرف دیکھا کیوں؟ Miss-call کس کا آیا تھا؟ آپ کے فون پر شک کی عادت بہت زیادہ ہے، وہ غیرت جائز نہیں ہے جو آپ کو ظلم کی طرف لے جائے، وہ غیرت جائز نہیں ہے جو آپ کا گھر اجاڑ دے، غیرت یہ ہے کہ اللہ کا حکم ٹوٹتا ہوا نہ دیکھ سکے، غیرت یہ ہے کہ واضح بے پردگی برداشت کرلے، چچازاد، خالہ زاد، بھائی بہنوں سے پردہ شروع کروانا ہے، بتدریج پردہ شروع کرنا ہوگا، گناہ کبھی چھپے گا نہیں؛ لیکن بے بنیاد شک کرنے کی اجازت نہیں ہے۔

سسرال والوں سے درست تعلق رکھیں

سسرال والوں سے قطع تعلق رکھنے کی اجازت نہیں ہے، خدائے مجازی کا مطلب اتنا تو نہیں ہے کہ ان کو اپنے میکے میں جانے کی اجازت نہ دے، آپ کو اپنی بیٹی سے ملاقات کا شوق نہیں ہوتا؟ آپ کو اپنی بہن کے لانے کا جذبہ نہیں ہوتا؟ کیا وہ کسی کی بیٹی نہیں ہے؟ کیا وہ انسان نہیں ہے؟ بیوی شوہر میں ۸۰/ فیصد لڑائی کسی تیسرے کی وجہ سے ہوتی ہے، ایک دوسرے کی وجہ سے نہیں ہوتی ہے، تمہاری بہن نے ایسا کیسے کردیا؟ تمہارے بھائی نے فلاں موقع پر ایسا کیوں کردیا؟

سسرال کے معاملات میں دخل نہ دیں

سسرال کے آپ داماد ہیں وہاں کے ہر معاملے میں دخل دینے کی اجازت نہیں ہے، سالی کا نکاح ہوا مجھ سے مشورہ ہی نہیں کیا، سالے کا نکاح ہوا ہم سے

انتظامی امور میں مدد نہیں لی گئی، آپ اپنی حد میں رہیے، کیا یہ آپ کا حد سے باہر نہیں نکلنا ہے؟ آپ کو سسرال کے معاملات میں دخیل بنانا کوئی ضروری نہیں ہے، وہ مناسب سمجھیں گے تو دخیل بنائیں گے، وہ مناسب سمجھیں گے تو دخیل نہیں بنائیں گے۔

بیویوں پر ظلم نہ کریں

مرد کو چاہیے کہ اپنی بہنوں کو بھی حد میں رکھیں، کم عمر بہن ہوتی ہے، کبھی شادی شدہ بہن آتی ہے، کبھی طلاق اور خلع شدہ بہن گھر میں ہوتی ہیں، غیر تربیت یافتہ لگانے بجھانے کا کام کرتی ہیں، بھابی ایسا کر رہے تھے، ایسا بول رہے تھے، اور آدمی یک طرفہ بات سن کر فیصلہ کر دیتا ہے، طلاق اور خلع کی طرف قدم اٹھا دیتا ہے، ہم بہنوں کی محبت میں اپنی بیویوں پر ظلم نہ کریں، بیویوں کی محبت میں بہنوں کو نظر انداز نہ کریں، بھری محفل میں نصیحت مت کیجیے، تنہائی میں سمجھائیں کہ بہن کا مزاج ایسا ہے، ایسا چلنا پڑے گا، اندھیرا ہونے سے پہلے معافی چاہ لیجیے، اندھیرا ہونے سے پہلے معاف کر دیجیے، شیطان کے سامنے ہار ماننے سے بہتر ہے کہ بیوی کے سامنے ہار مان لی جائے، حضرت ابودرداءؓ نے اپنی بیوی سے کہا: جب میں غصہ ہو جاؤں تو تم چپ چاپ ہو جانا، تم جب غصہ ہو جاؤ گی تو میں چپ ہو جاؤں گا، ہمیشہ کسی نہ کسی اللہ والے سے مردوں کو اصلاحی تعلق رکھنا چاہیے اپنی زندگی کے ہر قدم پر پوچھ کر چلنے کے لئے۔

گھر میں فون کا استعمال کم کریں

گھر میں آنے کے بعد فون بہت سخت مجبوری میں استعمال کیجئے، فون دیکھ رہا ہے؛ لیکن بیوی کو نہیں دیکھ رہا ہے، اپنے دوستوں سے بات کر رہا ہے، بیوی انتظار میں تھی کہ وہ آئیں گے تو میں بات چیت کروں گی، اپنا دکھڑا سناؤں گی، ضروریات کے بارے میں لسٹ پیش کروں گی؛ لیکن یہ صاحب فون میں

لگے رہ گئے، ہم اپنی عورتوں کو گھر سے باہر نکلنے نہیں دیتے اور وقت پر دودھ لا کر نہیں دیتے، وقت پر راشن لا کر نہیں دیتے، وقت پر دواخانہ نہیں لے جاتے، وقت پر بچوں کو دوائی لا کر نہیں دیتے، تو یہ مرد غلط کرتا ہے، باندھ کر رکھا ہے اور حقوق ادا نہیں کرتا۔

غصہ کو قابو میں رکھیں

عورت کو غصہ آ جائے، مرد کو بھی آ جائے، تو مرد ہونے اور عورت ہونے میں کوئی فرق نہیں رہا، آقا ﷺ نے فرمایا: کہ برتن کے ٹوٹنے پر باندیوں کو نہ مارو، برتن کی بھی ایک عمر ہوتی ہے جیسے تمہاری عمر ہوتی ہے، عجیب بات یہ ہے کہ اللہ کا حکم توڑ دینے پر ہمیں غصہ نہیں آتا، برتن کے ٹوٹنے پر غصہ آ جاتا ہے، ہر قسم کے ظلم سے پورے معاشرے کی اللہ تعالیٰ حفاظت فرمائے۔

طلاق کی دھمکی مت دیں

طلاق کی دھمکی مت دیجئے، رشتہ کمزور ہو جائے گا، دوسرے نکاح کی دھمکی مت دیجیے، اعتماد بھی ختم ہو جائے گا، اس زمانے کے اندر بہت سارے اسباب سے مرد طلاق کی دھمکی دینے لگے، بزدل ہیں وہ مرد جو طلاق کی دھمکی دیتے ہیں، بزدل ہیں وہ مرد جو بیوی پر ہاتھ استعمال کرتے ہیں، دوسرے نکاح کی دھمکی دینے والا رشتے پر سے اعتماد ختم کرنے والا ہے، دوسرا نکاح کرے نہ کرے الگ موضوع ہے، لیکن یہاں پر اعتماد ختم ہو جاتا ہے، ایسا کوئی دوسرا نکاح کرنے کی ضرورت نہیں ہے کہ جس سے پہلا گھر اجڑ جائے، اور پہلا گھر ہی آپ سے صحیح آباد نہیں ہو سکا سنبھالا نہ جا سکا، آپ کیا دوسرے نکاح سلسلے میں قدم اٹھائیں گے؟ اللہ سے آپ جڑیں گے، گھر جڑ جائے گا، آپ سے گناہ ہو رہے ہیں، گھر والی نافرمانی کر رہی ہے، ہمیں اپنی زندگی ٹٹول کر دیکھنا چاہیے کہاں پر ہم سے کوتاہی ہو رہی ہے، اللہ تبارک وتعالیٰ اپنی ذمہ داریاں جیسے ادا کرنی چاہیے

ویسے ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔

وَآخِرُ دَعْوَانَا أَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِينَ.

★★★★★

درس نمبر ۸

بیوی کی ذمہ داریاں

نَحْمَدُهُ وَ نُصَلِّيْ عَلَى رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ، أَمَّا بَعْدُ! أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ ٱلشَّيْطَٰنِ ٱلرَّجِيمِ، بِسْمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحْمَٰنِ ٱلرَّحِيمِ:

وَلَهُنَّ مِثْلُ ٱلَّذِي عَلَيْهِنَّ بِٱلْمَعْرُوفِۚ وَلِلرِّجَالِ عَلَيْهِنَّ دَرَجَة.(۱)صَدَقَ ٱللَّهُ ٱلْعَظِيمُ.

میرے عزیزو اور دینی ماؤں بہنو! یہ بات بیویوں کی ذمہ داریوں سے متعلق ہورہی ہے(۱) مرد سنتے ہیں تو اس لئے نہ سنیں کہ بیویوں پر اپنا دباؤ اور دبدبہ بڑھا سکیں؛ بلکہ اس لئے سنیں کہ اپنی بیٹیوں کو سکھلا سکیں، اپنی بہنوں کو سکھلا سکیں، اور عورتوں کو تو سننا ہی چاہیے، شادی شدہ عورتوں کو بھی اور غیر شادی شدہ بچیوں کو بھی۔

شوہر کی تعظیم کریں

سب سے پہلی بات جو بہت زیادہ اہمیت رکھتی ہے کہ بیوی کے دل میں شوہر کی عظمت کم نہیں ہونی چاہیے، قرآن وسنت نے جو شوہر کو مقام دیا ہے بیوی کے لئے کتنا بڑا مقام ہے، اُس کی جنت بنے گی شوہر کے راضی رہنے سے:

أَيُّمَا امْرَأَةٍ مَاتَتْ وَزَوْجُهَا عَنْهَا رَاضٍ دَخَلَتِ الجَنَّةَ.(۲)

جس عورت کا بھی انتقال ہوجائے اور اس کا شوہر اُس سے راضی ہو تو وہ جنت میں داخل ہوجائے گی۔

---

(۱) مزید تفصیلات کے لیے دیکھیں:
۱- مسنون نکاح (ص:۲۴۰ تا ۲۹۱) مفتی ابوبکر جابر قاسمی
۲- کامیاب شادی کے سنہرے اصول (ص:۲۹۶ تا ۳۰۵) محمد عبد الرحمن عمر
۳- ازدواجی زندگی کے سنہرے اصول (ص:۲۱۶ تا ۲۴۸) پیر ذوالفقار احمد نقشبندی
۴- مشترکہ خاندان شریعت وسماج کی روشنی میں (ص:۲۹ تا ۲۷) مفتی ابوبکر جابر قاسمی

(۲) ترمذی، حدیث نمبر:۱۱۶۱

آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دوسری حدیث ہے:

إِذَا صَلَّتِ الْمَرْأَةُ خَمْسَهَا، وَصَامَتْ شَهْرَهَا، وَحَفِظَتْ فَرْجَهَا، وَأَطَاعَتْ زَوْجَهَا، قِيلَ لَهَا: ادْخُلِي الْجَنَّةَ مِنْ أَيِّ أَبْوَابِ الْجَنَّةِ شِئْتِ. (۱)

عورت جب پانچ وقت کی نماز پڑھ لے، رمضان کا روزہ رکھ لے، حیاء کی حفاظت کرلے، شوہر کی اطاعت کرلے تو جنت کے جس دروازے سے چاہے داخل ہوجائے۔

شوہر کی اطاعت کرتی رہیں

شادی سے پہلے باپ زندگی کا امیر ہوتا ہے، اس کے اشارے کی اطاعت کرنی چاہیے؛ لیکن شادی کے بعد شوہر زندگی کا امیر ہوتا ہے، جائز چیزوں میں شوہر ہی کی اطاعت کرنا چاہیے، بھائی کی نہیں، ماں کی نہیں، باپ کی نہیں، شوہر کی ہی اطاعت کرنا چاہیے، Steering پر دو آدمی کو بٹھا کر آدمی پریشان ہوجائے گا، جب بیویاں شوہر کو ستاتی ہیں تو جنت کی وہ حوریں جو اس کے لئے جنت میں طئے ہیں وہ یہ کہتی ہیں:

إِنَّمَا هُوَ عِنْدَكَ دَخِيلٌ يُوشِكُ أَنْ يُفَارِقَكِ إِلَيْنَا. (۲)

یہ تو کچھ دن کا تمہارے پاس مہمان ہے، پھر یہ میرے پاس آنے والے ہیں۔

بیوی اگر شوہر کی اطاعت نہیں کرے گی تو گھر ٹوٹ جائے گا، بچوں کو باپ سے نہیں جوڑے گی تو اولاد بکھر جائے گی، زچگیوں اور بیماریوں میں شوہر کی اطاعت کرے، والد صاحب اگر کوئی رائے دینا چاہتے ہیں تو شوہر کو دے، بھائی

---

(۱) مسند احمد، حدیث نمبر: ۱۶۶۱

(۲) ترمذی، حدیث نمبر: ۱۱۷۴

کوئی رائے دینا چاہتے ہیں توشوہر کو رائے دے، عقیقہ وغیرہ کرنے کا ذمہ دار شوہر ہے، لڑکی اپنے والدین کو اتنا Involve نہ کرے، اتنا دخیل نہ بنائے کہ شوہر بحیثیت ہوجائے، شوہر اپنی ذمہ داریوں کا احساس ختم کردے، شوہر آپ کے مسائل میں دلچسپی لینا چھوڑ دے، آپ کی معاشی اور Financial زندگی کے بارے میں سوچنا چھوڑ دے۔

سسرال کو اپنا گھر سمجھیں

جب یہ بات طئے ہے کہ میکہ ذمہ داری سیکھنے کی جگہ ہے، سسرال ذمہ داری نبھانے کی جگہ ہے، حقیقی ماں اندھی محبت کرتی ہے، سسرالی ماں ذمہ داری نبھانے پر محبت کرتی ہے، اور جب تک لڑکی سسرال کو اپنا اصل گھر نہیں سمجھتی ہے، اُس وقت تک وہ اپنا اصل گھر آباد کر نہیں پاتی ہے، سسرال میں دل نہیں لگتا ہے میکے میں اٹکے رہتا ہے، میکے کے قیام میں زیادہ دلچسپی رہتی ہے، یہ لڑکی اپنی زندگی میں ناکام رہے گی اپنا خاندان اجاڑ کر رہے گی، اپنی نسل وہ آباد نہیں کر سکے گی، سو فیصد ایک مزاج اللہ نے کسی کا نہیں بنایا ہے، بیوی شوہر کا بھی نہیں، بھائی بہن کا بھی نہیں، ماں باپ کا بھی نہیں، مزاجوں کو بھی نبھانا پڑتا ہے۔

ساس سسرے کا اکرام واحترام

یہ بات دونوں کے لئے ہے جب تک لڑکا لڑکی ایک دوسرے کے ماں باپ کا احترام نہیں کرتے ہیں اُس وقت تک کبھی بھی ان کے دل میں ایک دوسرے کا احترام بھی نہیں آتا ہے، آپ میرے ماں باپ کے ساتھ بدتمیزی کرلیں، اور آپ کی عزت میرے دل میں آجائے یہ کیسے ہوسکتا ہے؟ صحیح بات ہے کہ بہو حقیقی بیٹی نہیں ہوتی؛ لیکن دوسرے درجہ کی بیٹی تو ہوتی ہے، ساس حقیقی ماں نہیں ہوتی، لیکن دوسرے درجے کی ماں تو ضرور ہوتی ہے جیسا کہ حضرت مفتی سعید احمد صاحب پالنپوریؒ فرماتے ہیں۔

صبح سویرے جاگنے کا اہتمام کریں

سب سے بڑی ضرورت یہ ہے کہ لڑکیاں اپنے سسرال میں صبح سویرے جاگیں، چاہے شوہر روکتا ہو، صبح اٹھ جائے، نماز، غسل، تیاری، ناشتہ اور چائے بڑوں کی خدمت میں پیش کردے، اُسکے بعد ساس کے سامنے باادب کھڑے ہوکر اجازت چاہے کہ امی! رات میں سویرے جاگنا پڑا ہے، آپ اجازت دیں تو تھوڑی دیر آرام کرلوں، اجازت لے کر تھوڑی دیر آرام کرلینا چاہیے۔

ہرایک کا مزاج سمجھیں

کبھی جواب نہ دے اپنے شوہر کو، اور ساس کو، اپنے شوہر کے غلط ٹوکنے پر بھی فوراً Clarification اور وضاحت کرنے کی طرف نہ پڑے، کچھ دن کے بعد سچائی اُبل کر آجائے گی، حقیقت کبھی چھپتی نہیں ہے، سسرال کے سارے افراد خاندان کے مزاجوں کو سمجھ لینا چاہیے، ساس اور سسر کی پسند اور ناپسند کیا ہے؟ شوہر کی پسند اور ناپسند کیا ہے؟ معلوم کرلینا چاہیے اور اس کے مطابق ان سب کی خدمت کرنا چاہیے۔

شوہر کی خوشنودی حاصل کرنے کی کوشش کریں

شوہر کے آنے سے پہلے گھر کو تیار کرلیں، کھانے پکانے سے فارغ ہوجائیں، بچوں کی ضرورتوں کی تکمیل کرلیں تاکہ جب شوہر گھر میں آجائے تو آپ ان کے لئے فارغ رہیں، بیوی شوہر کے لئے فارغ رہے، اس زمانے میں یہ بہت بری عادت ہے کہ شوہر کی موجودگی میں اپنے بھائیوں سے لمبی لمبی باتیں کی جائیں یہ نامناسب بات ہے۔(۱)

تسلی والے کلمات ادا کریں

میٹھے بول بولنا چاہیے بیوی اور شوہر کو بھی، ساس اور سسر کو بھی، ماں اور باپ

(۱) مزید دیکھیں: تحفۂ دلہن، مفتی منیر احمد صاحب

کو بھی، کتنا اچھا لگتا ہے جب بیوی سچے دل سے شوہر کے گھر آنے پر اس کی پیشانی پوچھے، اور یہ کہے کہ واقعی آپ لوگ کتنی محنت کرتے ہیں؟ اس زمانے میں کیسی مہنگائی ہے؟ آپ کتنا تھک جاتے ہیں؟ آخرت کا غم ہی بہت تھا دنیا کا غم کیوں اٹھاتے ہیں؟ ہم تھوڑے پر راضی رہیں گے آپ پریشان نہ ہوں۔

ساس سے یہ بول کتنے اچھے لگتے ہیں؟ کہ آپ نے کتنا اچھا پیارا بیٹا دیا ہے؟ امی! آپ نے کیسی اپنے بیٹے کی تربیت کی ہے؟ اپنی ساس کے پاس بیٹھ کر ان کی زندگی سننا، ان کے تجربات سے فائدہ اٹھانا، سسر کے پاس بیٹھ کر ان سے نصیحتیں لیں، بیوی شوہر کے لئے لباس ہے، اور شوہر بیوی کے لئے لباس ہے، لباس جسم کے عیبوں کو چھپاتا ہے، لباس سردی اور گرمی کو پہنچنے سے چھپاتا ہے، اور لباس جسم پر بالکل برابر ہوتا ہے، ہاتھ سے آستینیں بڑی نہیں ہوتی ہیں، اور عیب جاننے کے باوجود بھی وہ ان عیبوں کو چھپاتا ہے:

هُنَّ لِبَاس لَّكُمْ وَأَنتُمْ لِبَاس لَّهُنَّ. (۱)

اپنے میکے سے موازنہ نہ کریں

کبھی عورتیں سسرال کا اپنے میکے سے موازنہ نہ کریں، میرے والد تو ایسا کیا کرتے تھے، میرے بہنوئی تو میری بہن کے ساتھ ایسا کرتے ہیں، دوسروں سے موازنہ نہ کریں، مجھے اللہ نے جو دیا ہے میں اس پر راضی ہوں، اللہ نے مقدر سے جو رشتہ طئے کیا ہے میں اس پر راضی ہوں۔

پردے کا اہتمام ہو

پردے کا اہتمام ہونا چاہیے، دیور سے پردہ اور گھر میں آنے والے نندوئی سے پردہ ضرور ہونا چاہیے، بے پردگی کے ساتھ کبھی دل پاک نہیں رہیں گے، اگر پردہ کا مکمل ماحول گھروں کے اندر نہیں ہے تو پورا اسکارف اوڑھی رہے، اور نامحرم

(۱) البقرۃ:۱۸۷

سے ہرگز بے تکلف نہ ہو، بے تکلفی اور بے اکرامی آگے کے مسائل پیدا کر دیتی ہے، حدیث میں فرمایا گیا:

الْحَمْوُ الْمَوْتُ. (۱)

کہ دیور سے موت کی طرح سمجھ کر اس سے بچنے کی کوشش کرو۔

شوہر کی پسند کا لحاظ رکھیں

حضرت اسماءؓ آرہی تھیں سر پر کھجور کی گٹھلیاں لئے ہوئے، حضرت آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اونٹنی پر بیٹھنے کے لئے ارشاد فرمایا: حضرت اسماءؓ نے انکار کر دیا، فرمایا مجھے میرے شوہر زبیر کی غیرت یاد آگئی، کہ میرے شوہر زبیر اس کو پسند نہیں کریں گے، کہ میں اجنبی لوگوں کی سواری پر بیٹھوں۔

حضرت امّ حبیبہؓ کے پاس ان کے کافر والد ابوسفیان اسلام سے پہلے ملاقات کے لئے آئے، حضرت ام حبیبہؓ نے انہیں حضرت آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بستر پر بیٹھنے نہ دیا، شوہر کی منشا پر چلنا، اس کی پسند اور ناپسند کی رعایت کرنا چاہیے۔

امورِ خانہ داری کی مہارت

گھر کے کام کاج کی مہارت ہونی چاہیے، Home Management کو پڑھنا چاہیے، سورۂ یٰسین اور نماز اشراق پڑھ لیتے ہیں تو دن بھر کے کام نمٹ جاتے ہیں، اللہ تعالیٰ اس وقت میں برکت عطا فرماتے ہیں:

مَنْ قَرَأَ يس فِي صَدْرِ النَّهَارِ، قُضِيَتْ حَوَائِجُهُ. (۲)

جو سویرے یس پڑھ لے اللہ اس کی حاجتیں پوری کر دیتا ہے۔

قانون سے زندگی نہیں چلتی

اخلاق سے زندگی چلتی ہے، کوئی تکلیف ہے تو آدمی اپنے شوہر کو سنائے،

(۱) مسلم، حدیث نمبر: ۲۱۷۲

(۲) دارمی، حدیث نمبر: ۳۴۶۱

اپنی ساس کو سنائے، اپنے سسر سے مشورہ کرے، اپنی ماں کو سنانے کا کیا فائدہ ہے؟ اپنے بھائی کو سنانے سے کیا فائدہ ہے؟ جذبات میں آجاتے ہیں، تقابل میں آجاتے ہیں، جھگڑے کھڑے ہوجاتے ہیں، جہاں مسائل ہوتے ہیں وہاں سنایا نہیں گیا، اور جہاں الجھتے ہیں وہاں سنایا گیا، یہ نہیں ہونا چاہیے۔

ہر حال میں سسرال سے رابطہ ہو

جب بھی میکے جائے، تو شوہر سے اور ساس سسر سے اجازت لے کر جائے، میکے سے ضرور اپنی ساس کو فون کرے، کھانا ہوا یا نہیں ہوا؟ ناشتہ ہوا یا نہیں ہوا؟ دوائی کھائے یا نہیں کھائے؟ رات میں نیند آئی یا نہیں آئی؟ عام طور پر میکے جانے کے بعد لڑکیاں سسرال سے رابطہ نہیں رکھتی ہیں، اس سے ساس اور بہو کا رشتہ کمزور ہوجاتا ہے۔

علیحدہ مکان کا مطالبہ نہ کریں

علیحدہ مکان کا جلدی مطالبہ بغیر شوہر کے اپنی طرف سے مت کیجئے، علیحدہ مکان ابتداء عمر میں مناسب نہیں ہے، آپ جب بوڑھے ہوجائیں گے، تو کیا آپ نہیں چاہیں گے کہ اولاد آپ کے ساتھ رہے؟ آپ تنہا گھر کیسے سنبھال پائیں گے؟ بوڑھوں کے بغیر چھوٹے بچوں کو سنبھالا نہیں جاسکتا، تنہا کسی عورت کا کسی گھر میں رہنا مختلف قسم کے شبہات اور بدگمانیاں پیدا کردیتا ہے، مرد کے اخراجات بڑھ جاتے ہیں، وہ آپ کو خرچ کب دے گا؟ اپنے ماں باپ کو کب دے گا؟ اپنے بھائی بہن، پڑھائی، علاج، شادیاں اور ان کی ذمہ داریاں وہ کیسے اٹھا پائے گا؟ اور پھر ماؤں کو نبھانا پڑتا ہے، ماؤں کو اعتماد میں لینا پڑتا ہے، ماؤں کو اعتماد میں لئے بغیر آپ سے تعلقات اور بیوی سے تعلقات بھی صحیح باقی نہیں رہیں گے، مرد کس پل صراط پر چل رہا ہے؟ کس تلوار کی تیز دھار پر کھڑا ہوا ہے؟ ہمیں احساس کرنا چاہیے۔

ہر عورت اگر اپنے ساس سسر کی خدمت کرنے لگ جائے، تو دنیا کے کوئی ماں باپ بے آسرا نہ رہ جائیں، اور جب یہ عورت بہو بنتی ہے تو اس کو ساس بری نظر آتی ہے اور جب یہ ساس بنتی ہے تو اس کو بہو بری نظر آتی ہے، حالانکہ حقیقت میں بہو کو چاہیے کہ بڑوں کا اکرام اور ان کے تجربات سے استفادہ کرے، اور ساس کو چاہیئے کہ چھوٹوں سے محبت، چھوٹوں کی قدردانی اور ان کے کاموں کی تعریف کرے، بیٹا! شکریہ آپ نے چائے اچھی بنائی، آپ نے کھانا اچھا بنایا:

مَنْ لَّمْ يَشْكُرِالنَّاسَ لَمْ يَشْكُرِ اللهَ.(۱)

جو لوگوں کا شکریہ ادا نہیں کرتا وہ اللہ کا بھی شکریہ ادا نہیں کرتا۔

شوہر سے محبت کا اظہار کیا جائے

بیویوں کو چاہیے کہ وہ اپنے شوہر سے محبت کا اظہار بھی کریں، احسان کا تذکرہ بھی کریں، آپ کا احسان ہے کہ آپ نے مجھے قبول کیا، اور محبت کا اظہار، کہنے والے نے صحیح کہا: لڑکیاں شادی سے پہلے جیسے میک اپ کرتی ہیں ویسا شادی کے بعد کریں، مرد جتنی محبت سے بات شادی سے پہلے کرتے ہیں شادی کے بعد کریں تو دنیا میں کوئی طلاق کا واقعہ پیش نہیں آئے گا۔

خوش دلی سے امورِ خانہ داری انجام دیں

غصہ کے ساتھ کھانا مت پکائیں؛ ورنہ کھانے والے کے اندر بھی بے لگامی کی کیفیت آئے گی، ذکر کرتے ہوئے پکائیں، شوہر کے مال کی حفاظت کریں، نہ اڑادیں فرنیچروں میں، نہ برباد کریں Birthday میں، نہ ضائع کریں مختلف قسم کے ناجائز Functions میں، ذاتی مکان کے لئے، بچوں کی تعلیم وتربیت کے لئے، ان کی شادی بیاہ کی ضرورت کے لئے، اپنی آخرت کے لئے ان پیسوں کی نگرانی کریں، "**حافظات للغیب**" انہیں کہا گیا ہے، اس میں خیانت نہیں ہونی چاہیے۔

(۱) ترمذی، حدیث نمبر: ۱۹۵۵

شوہر سے علیحدگی کا مطالبہ نہ کرو

طلاق کا مطالبہ، خلع کا مطالبہ، تو مرد ہے تو مجھے طلاق دیدے، تو مرد ہے تو مجھے خلع دیدے، یہ مطالبہ درست نہیں ہے، Functions میں جانے کی تیاری ہوتی ہے، شوہر کے استقبال کے لیے تیاری نہیں ہوتی ہے، مال نہ ملے ضرورت پوری ہوجائے زیادہ بہتر ہے اس مال کے مقابلہ میں جس سے ضرورت پوری نہ ہو، بہتر ہے کہ ضرورت پوری کرنے کی فکر ہو، مرد کو لسٹ بنا کر دیا جائے، دعا کا اہتمام، چاشت کی نماز کا اہتمام یہ دلوں کو جوڑنے والا ہے۔

اپنے خاوندوں کو اہل اللہ سے جوڑو

اپنے شوہروں کو اللہ والے سے جوڑنا، دین سے جوڑنا، شریعت سے جوڑنا، گھر میں تعلیم کرنا، اس سے شوہر کی زندگی بھی بدل جاتی ہے، وہ بھی دین وشریعت کے قریب آجاتا ہے، بدتمیزی کا معاملہ نہ کریں، میکے جا کر نہ بیٹھ جائیں، ماننے کا جذبہ ہو، کسی کو تو بڑا بنائیں، بے لگام اور کٹی پتنگ کی طرح زندگی نہ گزاریں، اور والدہ جو کچھ کہتی ہے، بہنیں جو کچھ کہتی ہیں شریعت کی حدود میں، اگر گھر آباد کرنے والی ہے تو سنیں، ورنہ بیچاری ماں اندھی محبت میں کہہ رہی ہے اور اس کے بول بعض مرتبہ آپ کے گھر کو اجاڑ دیں گے، نادان مائیں اپنی بچیوں کو شوہر کے خلاف اکساتی ہیں، حضرت آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی بیٹیوں کے لئے ایسا نہیں کیا، ہمیں بھی ہر بات میکے میں نہیں سنانا چاہیے، ماں باپ جذباتی بن کر غلط فیصلے کر لیتے ہیں۔

اللہ تبارک وتعالیٰ آباد زندگیاں اور آباد گھرانوں کی دولت نصیب فرمائے، آمین۔ وَآخِرُ دَعْوَانَا أَنِ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعٰلَمِينَ.

تمرینی سوالات

سوال ۱: شوہر کی ذمہ داریاں کیا کیا ہوتی ہیں؟ نکتہ وار تحریر کیجیے۔

سوال ۲: بیوی کی ذمہ داریاں کیا کیا ہوتی ہیں؟ نمبر وار تحریر کیجیے۔

درس نمبر ۹

ساس اور سسر کی ذمہ داریاں

نَحْمَدُهُ وَ نُصَلِّيْ عَلَى رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ، أَمَّا بَعْدُ!

میرے عزیز واور دینی ماؤں بہنو! آج کا بہت اہم عنوان ''ساس اور سسر کی ذمہ داریاں''(۱) ہے، عام طور پر لوگ اس کے سیکھنے کی ضرورت نہیں سمجھتے ہیں محض عمر کے بڑھنے کی وجہ سے، عمر کی زیادتی قابل احترام ہے، عمر رسیدہ لوگ معمر لوگ اللہ تعالیٰ کے یہاں ان کے اونچے مقامات ہوتے ہیں، اللہ تعالیٰ بڑھاپے کو دیکھ کر شرماتے ہیں، اس کی مغفرت کی امید رہتی ہے کہ اتنے بڑھاپے تک وہ دین پر جم کے رہ گیا؛ لیکن ساس بہو کی زندگی، سسر اور داماد کے بہت سے پہلو ہیں جن کو نہ سیکھنے کی وجہ سے آدمی اپنے بیٹے یا بیٹی کی زندگی کو تباہ و برباد کر دیتا ہے۔

داماد اور بہو کو اپنائیت دیں

سب سے پہلی بات یہ ہے کہ جب بھی داماد آئے یا بہو آئے، گھر میں اپنائیت کا احساس، ان کے Family Member اور فرد خاندان ہونے کا احساس کروانا چاہیے، کچن کی چابیاں، گھر کی ضروریات، گھر کے انتظامات سے متعلق مشورے، پکانے کھانے سے متعلق امور کے مشورے ہونا چاہیے، بہو کو شریک کرے کہ آپ بھی گھر کے ذمہ دار ہیں بلکہ آپ ہی پر ساری ذمہ داریاں ہیں، اگر وہ تجربہ کار ہے تو اس کی رائے سے فائدہ اٹھایا جائے، ناتجربہ کار اور کم

(۱) مزید تفصیلات کے لیے دیکھیں:
۱- مسنون نکاح (ص:۲۹۶ تا ۳۱۱) مفتی ابوبکر جابر قاسمی
۲- مشترکہ خاندان شریعت وسماج کی روشنی میں (ص:۱۲۶ تا ۱۵۳) مفتی ابوبکر جابر قاسمی
۳- مختلف بیانات (پیر ذوالفقار احمد نقشبندی ومولانا خلیل الرحمن سجاد نعمانی)

عمر ہے تو اس کو کاموں میں شریک کر کے تجربہ سکھایا جائے، تو سب سے پہلی اور بنیادی بات ہے بہو کو اپنے گھر کے فرد ہونے کا احساس، اجنبی اور غیریت کا پردہ رہنے نہیں دینا چاہیے، گھریلو کام کاج میں بطور خاص مشورہ، اس طور پر نہیں ہونا چاہیے کہ بہو کو نظر انداز کیا جائے، اور جن امور میں داماد کا شریک کرنا مناسب ہے فساد کا اندیشہ نہیں ہے تو داماد کو بھی شریک کیا جا سکتا ہے۔

بیٹی اور بہو کو ایک نگاہ سے دیکھا جائے

دوسری بات یہ ہے کہ ہمارے معاشرے میں عام طور پر جو غلطی ہوتی ہے وہ سوچنے کے دو پیمانے، دیکھنے کے دو انداز ے، بیٹی کو جس نظر سے دیکھا جاتا ہے بہو کو اس نگاہ سے دیکھنے کی کوشش نہیں کی جاتی ہے، بیٹے کے سلسلے میں جتنی اپنائیت ہونی چاہیے وہ تو ہوتی ہی ہے، داماد پورا بیٹا نہیں ہے؛ لیکن وہ جس اپنائیت کا مستحق ہے اتنی اپنائیت تو دی جانی چاہیے۔

اس کی کچھ موٹی موٹی مثالیں میں آپ کو سناتا ہوں، بیٹی اگر صبح میں سو جائے تو ماں کہتی ہے کہ رات میں تھکی ہوئی ہوگی، رات میں بچوں نے پریشان کیا ہوگا، اور اگر بہو سو جاتی ہے تو پھر ہنگامہ کھڑا کر دیا جاتا ہے، بیٹی سے نمک مرچ میں کمی زیادتی ہو جائے نظر انداز کیا جاتا ہے؛ لیکن جب بہو کرنے لگتی ہے تو خاندان تک کو طعنہ دینے میں دیر نہیں کی جاتی ہے، بیٹے کی نوکری چھوٹ جائے پیسے لا کر دینے میں کوتاہی ہو، تو یہ عذر تلاش کر لیا جاتا ہے کہ زندگی میں اتار چڑھاؤ لگے ہوئے ہیں؛ لیکن یہی معاملہ اگر داماد کے ساتھ پیش آ جائے تو خلع طلاق تک کے خیالات اور مشورے آنے لگتے ہیں، اپنی بیٹیوں کو ڈانٹا جاتا ہے اگر بہوؤں کو بھی ڈانٹا جائے تو اس نظر سے کیوں نہیں سوچا جاتا کہ میرے نفع ہی کے لیے کہا جا رہا ہے۔

رشتوں میں انصاف کیجیے

اس سلسلے میں انصاف بہت بڑی چیز ہے پوترے نواسوں کے درمیان

انصاف، دو بہوؤں کے درمیان انصاف، ٹھیک ہے! ایک صحت مند ہے ایک بیمار ہے، صلاحیتوں کا بھی فرق ہوتا ہے اور صحت کا بھی فرق ہوتا ہے لیکن انصاف کا جذبہ ہمیں ہمیشہ اعتدال پر باقی رکھے گا، اور کسی ایک کی طرف صاف جھکاؤ یہ خاندان کو بکھیر دے گا۔

ملک میں انصاف کا خون ہونے لگے تو بدعملی آجاتی ہے، اور گھر میں انصاف ختم ہونے لگے تو بے اعتمادی آجاتی ہے، پھر ماتحت اپنے بڑے پر اعتماد نہیں کرتے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث ہے:

إعدلوا بَيْن أولادكُم. (۱)

آدمی اپنے دل کے رجحان کا مالک نہیں ہے صحیح بات ہے، کسی بہو سے دل زیادہ لگ گیا، کسی ایک سے کم لگ گیا، کسی پوترے سے زیادہ لگ گیا، کسی پوترے سے کم لگ گیا، ایسا ہوسکتا ہے، دلی رجحان انسان کے قابو میں نہیں ہیں، لیکن ظاہری برتاؤ تو انسان کے قابو میں ہیں، ہدیہ کے دینے میں، پیار کے کرنے میں، اس میں انصاف کرنا پڑے گا ورنہ بیٹوں میں دراڑ پیدا ہوجاتی ہے کہ میرے ابا فلانے کے بچے کو چاہتے ہیں میرے بچے کو نہیں چاہتے، میری ساس فلانی بہو کے بچوں کو چاہتی ہے، تحفہ تحائف کے دینے میں، ساتھ سلا لینے میں، رکھ لینے میں، کھانا کھلانے میں انصاف کیجیے:

{وَلا يَجرمنَّكم شَنَأنُ قَومٍ علىٰ أنْ لّا تَعدِلُوا}(۲)

جیسے تم بڑھاپے میں چاہتے ہو کہ اولاد منصفانہ طریقہ سے آپ کی خدمت کریں، ایسے ہی ہمیں بھی چاہیے کہ اولاد کے درمیان بھی انصاف باقی رہے۔
زچگی کا موقع آیا اگر اپنی بیٹی کا موقع ہو تو آدمی کہتا ہے: پہلی زچگی میرے

---

(۱) مسلم، حدیث نمبر: ۱۶۲۳
(۲) المائدۃ: ۸

پاس چھوڑ دیجیے، پہلے دوسرے مہینے میں چھوڑ دیجیے، اور بہو کی بات آتی ہے تو آدمی یہ کہتا ہے: کہ اتنی جلدی جانے کی کیا ضرورت ہے؟ کیا ہم اپنے پاس تمہارا علاج نہیں کروا رہے ہیں؟ اگر بیٹا اپنی بیوی کو خرچ کے لئے پیسے دیتا ہے تو ماں بہت ناراض ہوتی ہے پوری کمائی بیوی کے ہاتھ میں دے رہا ہے؛ لیکن اگر داماد بیٹی کو خرچ کے لئے پیسے دے تو مائیں تعریف کرتی ہیں کہ مجھے داماد بہت پیارا ملا ہے، ہماری بیٹی کا بہت خیال رکھتا ہے، تو ان ساری باتوں کا خلاصہ یہ ہے کہ رشتوں میں انصاف کیجیے، انصاف کے بغیر گھر آباد نہیں ہوا کرتے ہیں۔

داماد اور بہو کا فیور لیں

تیسری بات: یہ ہے کہ جب بھی ساس سسر کے سامنے بہو کی غلطی آجائے، داماد کی غلطی آجائے تو ہونا یہ چاہیے کہ وہ داماد کا فیور لے، بہو کا فیور لے، اپنی بیٹی اور بیٹے کا فیور نہ لے، بیٹی اور بیٹا تو میرے ہی ہیں، اصل دل جو جیتنا ہے وہ داماد اور بہو کا جیتنا ہے۔

حضرت پیر ذوالفقار صاحب دامت برکاتہم فرماتے ہیں: جب بھی ہمارے گھر میں لڑائی ہوتی ہے، اونچ نیچ ہوجاتی ہے اور والدہ کے پاس یہ بات پہنچتی ہے تو والدہ اپنی بہوؤں کا فیور لیتی، اور یہ کہتی: کہ تم غلطی پر ہو، ہم کہتے: امی جی! غلطی تو ان کی ہے، ہماری نہیں، تو پھر بھی ماں کہتی: نہیں میں نے ان کی ماؤں سے کہا ہے کہ میں ان کو تکلیف نہیں دوں گی، اور میں یہ بول کر ان کو لائی ہوں؛ اس لئے میں تمہیں ہی ڈانٹوں گی، یہ بھی ایک انداز ہے کہ اس نے سب کچھ چھوڑا ہے اس کا کوئی وکیل یہاں پر نہیں ہے، اس کا کوئی قریبی رشتہ دار یہاں پر نہیں ہے، اس کو یہاں پر پناہ ملنی چاہیے، تو تیسری بات یہ ہے کہ میرا بیٹا میری بیٹی فرشتہ نہیں ہے، بے عیب نہیں ہے، ناجائز فیور ہم نہیں لیں گے بلکہ ہم کوشش کریں گے کہ بہو اور داماد کا فیور لیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اسوۂ حسنہ

حضرت آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی زندگی کے اندر یہی بتلایا ہے، اللہ کی پتہ نہیں کیا حکمت تھی، آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس بہوئیں تو نہیں تھیں داماد ضرور تھے، حضرت علیؓ اور حضرت عثمانؓ کے پاس تو دو بیٹیاں تھیں، حضرت ابوالعاص بن ربیع کے پاس ایک بیٹی، سب سے بڑی بیٹی حضرت زینبؓ تھیں، ان تینوں دامادوں کے سلسلے میں بھی آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی نمونہ ہے۔

حضرت ابوالعاص بن ربیعؓ پہلے کافر تھے اسلام چھپا کر رکھتے تھے، بدر میں زبردستی لڑنے کے لئے آگئے، قیدی بن گئے، حضرت آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی بیٹی زینبؓ سے کہا: چونکہ اسلام سے پہلے نکاح ہو چکا تھا اور حضرت ابوالعاص بن ربیعؓ کے اسلام کا انتظار کیا جا رہا تھا، حضرت ابوالعاص بن ربیعؓ دلی اعتبار سے مسلمان تھے لیکن کافروں کا دباؤ تھا، تجارت کا بوجھ تھا، لوگوں کا پیسہ لے کر رکھا تھا، اسی لئے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت زینبؓ کو تو بلا لیا، انتظار میں تھے کہ ابوالعاص بھی آئے، جب بدر میں حضرت ابوالعاصؓ گرفتار ہوکر آئے تو آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت زینبؓ سے فرمایا: ''أکرمی مثواہ'' ان کا اچھا اکرام کرنا، لیکن ابھی تک چونکہ انہوں نے اسلام قبول نہیں کیا اس لئے بیوی شوہر کے تعلق سے احتیاط کرنا، حضرت زینبؓ نے حضرت خدیجہؓ کا ہاتھی کے دانت کا ہار جو انہیں پہننے کے لئے دیا گیا تھا بطور فدیہ کے پیش کیا، کہ میرے شوہر کو قید میں سے چھوڑ دیا جائے یہ ہار میں پیش کرتی ہوں، آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے پرانی یادیں تازہ ہوگئیں، حضرت خدیجہؓ اور ان کا یہ ہار دیا ہوا، آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کیا ایسا ہوسکتا ہے کہ تم لوگ بغیر مال لئے میرے داماد کو رہا کردو؟ صحابہ تو قربان تھے، اور جس بیٹی کی ماں نہ ہو باپ کا رجحان اس بیٹی کی طرف زیادہ ہوا کرتا ہے فطری بات ہے، اس دکھی بیٹی کے ساتھ وابستگی زیادہ ہوتی ہے، حضرت ابوالعاصؓ بن

ربیع کو ابو جہل، ابولہب وغیرہ نے کافی اکسایا کہ ہم نے اپنے بچوں سے کہہ دیا ہے کہ محمد ﷺ کی دو بیٹیوں کو طلاق دیدو، تم بھی حضرت زینب؄ کو طلاق دیدو، نفسیاتی طور پر تکلیف پہنچانا، سماجی طور پر آدمی کو توڑ دینے کی کوشش کرنا، حضرت ابوالعاص؄ نے فرمایا: مجھے زینب؄ جیسی بیوی اور نہیں مل سکتی ہے، میں زینب؄ کو طلاق نہیں دے سکتا، آقا ﷺ کی زندگی کے اندر گھریلو معاملات میں اس داماد نے کیسی اپنائیت پائی ہوگی کہ لوگوں کے کہنے کے باوجود بھی طلاق دینے کے لئے تیار نہیں ہوئے۔

اسی طریقے سے حضرت عثمان؄ داماد ہیں، دامادوں کے دکھ کی طرف نظر حضرت رقیہ؄ کو چیچک نکل آئی، طبیعت خراب ہوگئی، ہزار علاج کے باوجود بھی شفایاب نہیں ہوسکیں، حضرت رقیہ؄ کا انتقال ہوگیا، حضرت عثمان؄ نے جی جان سے بیوی کی خدمت کی، حضرت عثمان؄ اداس رہا کرتے تھے بیوی چلی گئی، ایک حادثے میں کہ آقا ﷺ کے گھر میں آنے جانے کا دروازہ بند ہوگیا، اس سے بڑا حادثہ اور کیا ہوگا؟ آقا ﷺ نے حضرت عثمان کی دکھی حالت کو دیکھا، اداسی کی حالت کو دیکھا، اور اپنی بیٹی حضرت ام کلثوم؄ کا نکاح کروادیا۔

ہم ذرا اپنے معاشرے پر غور کریں! ایک بیٹی کے انتقال کے بعد چاہے اس کے وجوہات کچھ بھی ہوں، ہنگامہ کھڑا کردیا جاتا ہے داماد پر فضول قسم کے الزامات، مرنے والا تو مرجاتا ہے جینے والوں کو بھی چین سے رہنے نہیں دیا جاتا، تعلقات ختم کردیے جاتے ہیں، حضرت عثمان؄ نے حضرت ام کلثوم؄ سے نکاح فرمایا، اور نکاح فرماتے وقت آقا ﷺ نے کہا: اگر میری چالیس بیٹیاں ہوتیں تو ایک کے بعد دوسری کا نکاح میں عثمان سے کردیتا، آپ ﷺ حضرت عثمان؄ کے پاس گھر میں آئے، حضرت رقیہ؄ حضرت عثمان؄ کے سر کو دھورہی تھیں تو آپ ﷺ نے اپنی بیٹی سے کہا: کہ بیٹا! اپنے شوہر کا اکرام کرو، وہ باتیں فرمائی

جوشوہر پر اعتماد بڑھانے والی ہے، ایسی بات نہیں کہی گئی کہ جو اعتماد کو ختم کرنے والی ہو، کم کرنے والی ہو، ٹھیس پہنچانے والی ہو اپنی بیوی پر اپنے شوہر پر، ایسی باتیں ساس اور سسر کو نہیں کرنی چاہیے، ہمت افزائی کے بول، شکریہ کے بول بولنا چاہیے۔

شکریہ ادا کیا جائے

ہمارا معاشرہ بہوؤں سے جو بے چاریاں عام طور پر آتے ہی بڑے بڑے خاندان، نند اور بھاوج، دیورانی، جٹھانی، آنے والے مہمان، چائے کا ایک سلسلہ یہ بیچاریاں پہلے دن سے بوجھ اٹھالیتی ہیں، لیکن کبھی کوئی شکریہ کا بول سسر کی زبان پر آئے، کبھی کوئی شکریہ کا بول ساس کی زبان پر آئے، بیٹا! آپ نے بہت اچھی چائے بنائی، آپ کے ہاتھ کا کھانا بہت لذیذ ہے، بیٹی! آپ کی کمی محسوس ہورہی ہے جب آپ نہیں ہوتی، زبانی بول الگ ہوا کرتے ہیں، لیکن دل کا احساس تشکر کا احساس جو دکھائی دینے والے انسان کا شکریہ ادا نہیں کرتا وہ نہ دکھائی دینے والے اللہ کا شکریہ کیا ادا کرے گا؟

مَنْ لَمْ يَشْكُرِ النَّاسَ لَمْ يَشْكُرِ اللّٰهَ. (۱)

بہو بیٹے جب تک نہیں آئیں گے اس وقت تک ہم کھانا نہیں کھائیں گے، دس بج گئے بہو کا ناشتہ نہیں ہوا، چار بج گئے بے چاری کا آرام نہیں ہوا، انسان ہے یا جانور ہے؟ کام بھی تو وہی لیا جائے گا جو ایک انسان کے بس میں ہو، جو کاہل ہوا کرتی ہے وہ الگ ہے؛ لیکن جن پر بوجھ حد سے زیادہ ڈالا جاتا ہے وہ بھی ایک مظلومیت کی بڑی داستان ہے ہمارے معاشرے کے اندر۔

بلاوجہ ٹوکنے کی بری عادت

ساس اور سسر کو اپنی حد جاننا چاہیے، بہو کو ٹوکا جارہا ہے آج تمہارے بال

(۱) ترمذی، حدیث نمبر: ۱۹۵۵

بھیگے ہوئے کیسے ہیں؟ مائیں اس قدر بیڈروم تک کے مسائل میں Involve ہونا چاہتی ہے، دخیل بننا چاہتی ہے، اور بھی آگے کے واقعات معاشرے میں آپ رہتے ہیں، اپنے بیٹے کو ماں نے بازو میں سلالیا، بہو کو دوسری طرف سلالیا، اور اپنے بیٹے کی اس قدر نگرانی کہ کہیں کوئی پیسہ وہ اپنے سسرال تو نہیں پہنچا رہا ہے، حکمرانی کا شوق بلاوجہ کی دھاک بٹھانا! آپ نے ہم سے پوچھے بغیر انڈا کیسے کھالیا؟ ہم سے پوچھے بغیر یہ سالن کیوں بنالیا؟ کیوں غلام بنایا ہے؟ بیوی بن کر آئی ہے، باندی بن کر تو نہیں آئی؟ نوکر کو بھی اس طرح سے Torture نہیں کیا جاتا ہے؟ اختیارات نہیں دیے جائیں تو کوئی ہوٹل نہیں چل سکتا ہے، کوئی کاروبار نبھ نہیں سکتا ہے، تو یہ ازدواجی اور گھریلو زندگی کیسے چلے گی؟

بدگمان مت ہوئیں

عام طور پر ساس کے اندر بدگمانی اور حکمرانی پائی جاتی ہے اور کمائی پر استحقاق، یاد رکھئے! بیٹے پر حقوق میں اضافہ ہو گیا ایسا تو نہیں ہوسکتا ہے کہ پہلے شادی سے قبل ایک گھنٹہ دیا کرتا تھا، اب بھی ایک گھنٹہ دے، اس گھنٹے کا حق چاہنے والی کوئی اور بھی آچکی ہے، تو وہ اگر کچھ وقت وہاں پر دیتا ہے، تو آپ کو یہ غم کیوں پیدا ہو رہا ہے؟ کہ آنے والے نے میرے بیٹے کے دل پر قبضہ کرلیا، میرے ہاتھ سے لے لیا، یہ بداعتمادی آپ کو نقصان پہنچائے گی، آپ بچے کو وہاں کے حقوق وہاں ادا کرنے کے لئے، یہاں کے حقوق یہاں ادا کرنے کے لئے کہیں۔

سلیقہ کی تربیت کریں

اس سلسلے کے کوئی تجربات اگر آپ دینا چاہتے ہیں تو آپ اپنی بہو کو اپنے داماد کو بٹھا کر اکرام کر کے بڑی محفل میں نہیں ہمارا ہندوستان، پاکستان، بنگلہ دیش کا معاشرہ اتنا بدتمیز معاشرہ ہے اتنا غیر مہذب معاشرہ ہے، ڈھونڈنے پر بھی

کروڑوں میں کوئی عورت ملی ہے جو اپنی بہو کو یا کوئی سسر اپنے داماد کو اکرام کے ساتھ بٹھائے، اس کے خاندان کا اکرام کرے، اور یہ کہے کہ بیٹا! ایسا نہیں ایسا کام ہو جائے تو زیادہ بہتر تھا، بیٹی! اس انداز میں کروگی تو بچت ہو جائے گی، اس انداز میں پکاؤ گی تو کھانا پھینکنے میں نہیں جائے گا، ایسے بناؤ گی تو بچوں کو سنبھالنے میں سہولت ہوگی، آپ اعزاز کے ساتھ تو اپنے تجربات دے سکتے ہیں، آپ تذلیل کے ساتھ کیوں بات کرتے ہیں؟

إِنَّ أَنكَرَ ٱلْأَصْوَٰتِ لَصَوْتُ ٱلْحَمِيرِ. (۱)

ایسے بات کرنا کہ پورا خاندان ان سے واقف ہو جائے۔

بے موقع نصیحت کرنا

کسی Function وغیرہ کے اندر بڑی محفل میں ٹوک دینا، چارہ ڈال کر دودھ نکالا جاتا ہے لات مار کر دودھ نہیں نکالا جاتا، جانور کو بھی اپنے اکرام کا خیال ہے، بچہ جب گر جاتا ہے تو اُسے چوٹ کا غم کم ہوتا ہے، لوگوں کی نگاہوں میں گرنے کا غم زیادہ ہوتا ہے، اسلئے بچہ پہلے چہرہ دیکھتا ہے بعد میں چوٹ دیکھتا ہے، اور آپ بے اکرامی کے ساتھ کسی کی تربیت نہیں کر سکتے ہیں، غلطیاں ہوتی ہیں غلطیوں کو نظر انداز کیا جاتا ہے، بڑا پن بڑی عمر سے نہیں ملتا، بڑا پن بڑے دل سے ملتا ہے، چھوٹوں کے نبھانے سے آدمی بڑا ہوتا ہے، جو جتنا بڑا حلیم ہوتا ہے وہ اتنا بڑا قائد بن جاتا ہے۔

نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اندازِ تربیت

آپ ﷺ نے اپنا بیٹی اور داماد کو بتلایا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تسبیحات حضرت فاطمہؓ حضرت علیؓ کے گھر میں آکر سکھلایا، ایک روایت کے مطابق آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی بیٹی داماد کو اکرام کے ساتھ تہجد میں اٹھایا کہ تہجد کیوں نہیں ہوتی

(۱) لقمان:۱۹

ہے؟ بیٹا! حضرت فاطمہؓ کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اعمال کی طرف متوجہ فرمایا، ایسا نہیں کہ بیٹی داماد اور بہو بیٹا کھاتے پیتے ہیں، فجر بھی چھوٹ جائے تو ان کی اصلاح کی طرف توجہ نہ دی جائے، نیک رہیں گے تو ایک رہیں گے، نیک بنے بغیر کبھی کوئی ایک نہیں رہ سکتا ہے۔

حضرت علیؓ پر قرض ہو گیا تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس دعا کا اہتمام کرو:

اللّٰهُمَّ اكْفِنِي بِحَلَالِكَ عَنْ حَرَامِكَ، وَأَغْنِنِي بِفَضْلِكَ عَمَّنْ سِوَاكَ. (١)

پہاڑ کے برابر بھی قرض ہوگا حدیث کا مفہوم ہے کہ اللہ ادا کروا دیں گے،
ایک مرتبہ حضرت علیؓ غم زدہ تھے تو آپ کو دعا سکھلائی گئی:

إِلَهَ إِلَّا اللّٰهُ الْحَلِيمُ الْكَرِيمُ، وَسُبْحَانَ اللّٰهِ، وَتَبَارَكَ اللّٰهُ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ.(٢)

جب کوئی شخص اس کو پڑھ لیا کرے اللہ تعالیٰ اس کے بوجھ کو ہلکا کر دیں گے۔

جسم دبلا تھا کھجور کھا رہے تھے، حضرت آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علیؓ کو سمجھایا، کھجور نہ کھاؤ، چقندر کھاؤ اس حالت میں تمہارے لئے یہ غذا نقصان دہ ہے، یہ غذا تمہارے لئے مفید ہے، یہ مثالیں ہیں معاشرے کی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اپنے داماد کے ساتھ، تو یہ احساس کہ میرے بیٹے پر حقوق میں اضافہ ہو گیا، میری بیٹی پر حقوق میں اضافہ ہو گیا اگر یہ ہو گیا تو پھر کسی ماں کے اندر یہ جذبہ پیدا نہیں ہوگا کہ فلانی آ کر میرے بیٹے کو کھا رہی ہے، لے جا رہی ہے۔

توقعات وابستہ نہ کریں

توقعات کم رکھیں، پہلے سے ہی توقعات رکھ لئے گئے، اب بہو آئے گی تو

---

(۱) ترمذی، حدیث نمبر: ۳۵۶۳
(۲) مسند بزار، حدیث نمبر: ۴۶۹

کچن سنبھالے گی، اب فلانی آئے گی تو یہ مسئلے حل ہو جائیں گے، تو قعات نہیں رکھنا چاہیے، مخلوق سے امید عذاب ہے اور اللہ سے امید راحت ہے، تو قعات زیادہ رکھنے کے بعد جب تو قعات پوری نہیں ہوتی ہیں تو پھر آدمی کو غصہ آتا ہے، بدمزگی پیدا ہوتی ہے، شکایت کی زبان جاری ہوجاتی ہے، آہستہ آہستہ بوجھ اٹھائیں گے، آہستہ آہستہ ذمہ داری نبھائی جائے گی۔

ساس سسر سے بات کرتے رہیں

جب بچیاں یا بچے اپنے گھر میں رہیں، داماد جب اپنے گھر میں ہو، بہو جب اپنے گھر میں ہو، اس وقت فون ساس سسر کو کرنا چاہیے، خیر خیریت لینا چاہیے، کہ بیٹا! آپ کیسے ہیں؟ Generation gap کا اندازہ ہونا چاہیے۔

احسان مت جتلایئے

ہمارے مشرقی ملکوں میں یہ عجیب بات ہے ہر ساس تقریباً اپنے زمانے سے بہوؤں کا موازنہ کرتی ہیں، آپ لوگ Galinder میں پیسا کرتی ہیں، ہم تو اوکلی میں پیسا کرتے تھے، تم لوگ بچوں کے Pampers وغیرہ میں پیسے برباد کرتے ہو ہم تو پھالیاں پہنایا کرتے تھے، تم لوگ یہاں پانی نہیں بھر سکتے ہم تو تالاب سے پانی اٹھا کر لاتے تھے، تو زمانہ بدل چکا ہے، قوی کمزور ہو چکے ہیں، تمدنی ترقیات ہو چکی ہیں، آپ نے جتنا کیا بہو کر رہی ہے، اور باپ نے جتنا کیا اتنا بیٹا نہیں کر رہا ہے، موازنہ دونوں طرح کا ہونا چاہیے، باپ نے بہنوں کی شادیاں کروائے تھی اپنے ماں باپ کی بڑی خدمت کی تھی، اپنے پانچ بھائیوں کے گھر آباد کر دئے تھے، ظاہر ہے کہ میرا بیٹا اتنا تو نہیں کر رہا ہے جتنا میں نے کیا ہے، تو جیسے یہ موازنہ غلط ہے کہ بیٹے کا باپ سے Compare کیا جائے، ویسے یہ بھی غلط ہے کہ بہو کا موازنہ ساس سے کیا جائے کہ ہم نے اپنے زمانے میں جیسے وقت گزارا تھا آپ کو بھی گزارنا چاہیے، ہاں! اس طور پر کہ ہمت بلند

ہوجائے، اس طور پر کہ شکر کا احساس پیدا ہوجائے، اگر کوئی ساس کہتی ہے تو اس کی اجازت ہے۔

اللہ کے لئے اللہ کے لئے احسان مت جتلایئے! جتلانے کی عادت چھوڑ دیجئے! ہم نے تجھے یہ کھلایا تھا، تیرے باپ نے کیا کھلایا ہے؟ ہم نے آپ کو یہ دیا آپ کے پاس کیا تھا؟ جتلانا ایسا سنگین قسم کا گناہ ہے کہ حضرت آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تین لوگ ایسے ہیں کہ قیامت کے دن ان سے اللہ نہ بات کرے گا، نہ دیکھے گا، نہ انہیں گناہوں سے پاک کرے گا، (۱) ٹخنوں سے نیچے کپڑا پہننے والا، (۲) جھوٹ بول کر قسم کھا کر سامان بیچنے والا، اور (۳) المنّان: احسان جتلانے والا، فقیری کا بوجھ اٹھایا جاسکتا ہے احسان جتلانے کا بوجھ نہیں اٹھایا جاسکتا ہے، کیوں آپ نیکیاں ضائع کررہے ہیں؟

يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ لَا تُبۡطِلُواْ صَدَقَٰتِكُم بِٱلۡمَنِّ وَٱلۡأَذَىٰ.(۱)

تکلیف دے کر احسان جتلا کر صدقات ضائع نہ کرو، اللہ کے مقبول بندے صدقہ دیکر فقیر کی پیشانی کو دیکھنا بھی گوارہ نہیں کرتے تھے، ہوسکتا ہے کہ اس کو شرمندگی کا احساس ہو؛ اس لئے وہ فقیر کی پیشانی پر آنے والے شکر گزاری اور شرمندگی کے جذبات والی لکیریوں کو دیکھنا بھی گوارہ نہیں کرتے تھے، صدقہ دیتے اور نکل جاتے تھے۔

اپنا تعاون دیجئے

بچوں کی پرورش میں ساتھ دینا چاہیے پوتروں نواسوں کے سنبھالنے میں ساتھ دینا چاہیے، کام تو پورا لے لیا جائے بہو سے، کام پورا لیا جائے داماد سے؛ لیکن بچوں کی پرورش میں ہاتھ نہ بٹایا جائے وہ بھی ان کے حوالے کردیا جائے،

(۱) البقرۃ:۲۶۴

اگر آپ کی عمر زیادہ ہے آپ کو شوگر ہو گیا، بی پی ہو گیا، لمبی چوڑی فہرست ہے پرہیز کی، چونچلے ہیں چار وقت کی چائے کے، خواہشات ہیں فلانی فلانی چٹخاروں کی اور اس کھانے میں کیا برکت ہو گی؟ جو ایک بچی کو نوکرانی سے بدتر رکھ کر کام کروا کر کھایا گیا ہوگا، جانور پر اس سے زیادہ بوجھ ڈالنے سے منع کیا گیا ہے، جانور کو سواری بنانے اور بڑھاپے میں چھوڑ دینے سے منع کیا گیا، آنے والی بہو پر اس کی طاقت سے زیادہ بوجھ ڈالنا صحیح نہیں ہے، دن میں آپ کی ضرورتیں اور رات میں شوہر کی ضرورتیں، بچوں کا ستانا، عمر کے اس مرحلے کو یاد رکھئے، اور وہ جوان لڑکی اس عمر میں کن احساسات سے گزر رہی ہے، اس کا احساس ہونا چاہیے۔

سمدھیانہ رشتہ کا لحاظ کریں

سمدھاوے کو نبھانا، حضرت جویریہؓ باندی بن کر آئیں، حضرت آقا ﷺ نے نکاح کر لیا تو جیسے ہی آپ ﷺ نے نکاح فرمایا حضرت جویریہؓ کے سارے خاندان کے لوگوں کو صحابہؓ نے آزاد کر دیا، جو ہماری امی بن چکی ہو ہم ان کے خاندان کے لوگوں کو غلام نہیں رکھ سکتے ہیں، امی جان حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں: کہ میں نے حضرت جویریہؓ سے زیادہ برکت والی عورت نہیں دیکھی، حضرت جویریہؓ کی برکت سے ان کے قبیلے کے پورے غلام آزاد کر دئے گئے، سمدھاوے کو وقت دینا، سکھ دکھ میں وقت دینا، انانیت کا مسئلہ مت لائیے، ہمیں بولا کیوں نہیں؟ ہمیں آپ نے پہلے کیوں نہیں بولا؟ آپ نے ہمیں کارڈ ہاتھ میں لا کر کیوں نہیں دیا؟ آپ نے ہمیں خصوصی طور پر دعوت کیوں نہیں دی؟ یہ وہ چھوٹی چھوٹی چیزیں ہیں جن کو Issue بنایا جاتا ہے، آپ سمدھی کی غلطی کو بہو پر مت ڈالئے، یہ بڑوں کا مسئلہ ہے بڑوں تک ہی رکھیں، عام طور پر دیکھا گیا کہ دوسرے گھروں کی باتیں اپنے گھروں میں چھیڑ کر اپنے گھروں کا جینا مشکل کر دیا جاتا ہے۔

فتنوں کا زمانہ ہے

اگر سسر جوان ہو تو بہو کو تنہا چھوڑنا حرمت مصاہرت کے ثابت ہونے کا ذریعہ بن سکتا ہے، اسی طریقے سے اگر ساس جوان ہو تو داماد کو اس گھر کے اندر تنہا چھوڑنا فتنے کا ذریعہ بن سکتا ہے اگرچہ وہ محرم رشتہ دار ہیں، لیکن فتنوں کا دور ہے، اگر کوئی سسر خواہش کے ساتھ جسم میں تبدیلی کے ساتھ کسی بہو کو ہاتھ لگا دیتا ہے، یا اگر کوئی داماد اپنی ساس کو ہاتھ لگا دیتا ہے، آگے کے مرحلے بھی اگر ہو جاتے ہیں تو بالاتفاق وہ بیوی شوہر کے لئے حرام ہو جاتی ہے، وہ شوہر اس کی بیٹی کے لئے حرام ہو جاتا ہے بے احتیاطی کی وجہ سے، بیٹے سے اپنے پیر دبوایئے اپنی بہو سے نہیں، دوسری خدمتیں کھانے وغیرہ کی بہوؤں سے لی جاسکتی ہے، اتنی اپنائیت کا اظہار بھی مت کیجیے کہ اس طرح کی جسمانی خدمت بہو سے لی جاتی ہو، اپنی بہوؤں سے کہا جاتا ہو کہ آپ ان کے جسم کو مل دیجئے، آپ دوا لگا دیجئے، یہ چیزیں رشتوں کو ناجائز ہونے کی طرف جانے کا ذریعہ بن سکتی ہیں۔

بے سند باتوں پر اعتماد نہ کریں

خود بچوں کو چاہیے کہ اپنے گھر کو وقت دیں، افواہوں پر اعتماد مت کیجئے، فلاں آپ کے بارے میں یہ کہہ رہا تھا، فلاں آپ کے بارے میں دعوت میں مل کر یہ کہہ رہا تھا، لوگ افواہوں پر اعتماد کرتے ہیں، جو بات سن لی گئی اس پر اعتماد کیا گیا:

كَفَى بِالْمَرْءِ كَذِبًا أَنْ يُحَدِّثَ بِكُلِّ مَا سَمِعَ. (۱)

آدمی کے جھوٹا ہونے کے لئے یہی کافی ہے کہ جو سنے اسے بولتا پھرے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں ان سب باتوں پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے، اور ہمارے

(۱) مسلم، حدیث نمبر: ۵

گھروں کو ہر قسم کے انتشار اور بے اصولی سے پناہ عطا فرمائے۔ (آمین)

وَآخِرُ دَعْوَانَا أَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِينَ.

☆☆☆☆☆

تمرینی سوالات

سوال ۱: داماد اور بہو کو اپنائیت دینے کے کیا کیا طریقے ہو سکتے ہیں؟

سوال ۲: ہمارے معاشرے میں بیٹی اور بہو کو ایک نگاہ سے کیوں نہیں دیکھا جاتا؟ وجوہات بیان کریں؟

سوال ۳: ساس اور سسر کی ذمہ داریاں مفصل ذکر کیجیے؟

سوال ۴: حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اپنے دامادوں کے ساتھ کیسا سلوک رہا؟ چند واقعات تحریر کیجئے؟

درس نمبر ۱۰

شادی کے بعد ماں باپ کی ذمہ داریاں

نَحْمَدُهٗ وَ نُصَلِّيْ عَلٰى رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ، أَمَّا بَعْدُ!

میرے عزیزو اور دینی ماؤں بہنو! اس درس اور کلاس کا عنوان ہے: ''لڑکے اور لڑکی کے ماں باپ کی ذمہ داریاں نکاح کے بعد کیا ہوا کرتی ہے''؟(۱)

والدین کا کردار

بہت بڑا کردار ہوتا ہے ماں باپ کا بچے اور بچی کی زندگی کے آباد اور ویران کرنے میں، کیونکہ لڑکا اپنی زندگی میں سب سے پہلی جو عورت دیکھتا ہے وہ اس کی ماں ہیں، لڑکی اپنی زندگی میں جو سب سے پہلے مرد دیکھتی ہے وہ اس کا باپ ہے۔

والدین میں اتحاد ہو

سب سے پہلے لڑکے یا لڑکی کے ماں باپ میں اتحاد اور اتفاق ہونا چاہیے دونوں کے درمیان کا انتشار اور ماں باپ کے جھگڑے اولاد کو کہیں کا رہنے نہیں دیتے ہیں، لڑکے کی ماں کو چاہیے کہ وہ اپنے شوہر کو امیر مانے اور تنہائیوں میں بیوی شوہر مشورہ کرکے ایک زبان ہوکر وہ اپنی اولاد کو رائے دیں اور گھر کے نظام کو چلائیں۔

بچوں سے اندھی محبت نہ ہو

لڑکے اور لڑکی کی پرورش جیسے ہونی چاہیے ویسے کی جائیں، اور اندھی محبت اپنے لڑکی یا لڑکے سے اس کے گھر کو اُجاڑ دیتی ہے، لڑکے کی تربیت ہونی چاہیے

---

(۱) مزید تفصیلات کے لیے دیکھیں:
۱- مشترکہ خاندان شریعت وسماج کی روشنی میں (ص:۱۲۶ تا ۲۰۷) مفتی ابوبکر جابر قاسمی

محنت کرنے پر، سویرے جاگنے پر، گھر کو وقت دینے پر، خودداری اور حیاء پر، مزاج کی نرمی پر، اللہ والوں سے تعلق پر۔

لڑکی کی تربیت ہونی چاہیے

ساس سسر کا احترام، اپنے شوہر کی تعظیم، نمازوں کا اہتمام، پردے کی فکر، اپنا دکھڑا صرف اللہ کو سنانا کہ بیٹے! جہاں تمہاری ڈولی گئی ہے وہاں سے تمہارا ڈولا ہی آنا چاہیئے، یہ ایک حد تک بات صحیح ہے تا کہ لڑکیاں وہاں پر استقامت سے رہے، ہاں! اگر شرعی حدود ٹوٹ رہے ہو، علماء اجازت دے دے تو خلع یا طلاق کی اجازت ہے لیکن لڑکی کا جذبہ یہی بنانا چاہیئے کہ تمہیں وہاں پر گھر آباد کرنا ہے۔

لڑکے کی تربیت ہونی چاہیے

لڑکے کی صاف کوتاہیوں پر تنبیہ کی جائے، شرابی ہونے کے باوجود محض اپنا بیٹا ہونے کی وجہ سے ٹوکا نہیں جاتا، جواری ہونے کے باوجود بھی دنیا والوں کے سامنے اپنے بچے کی حمایت کی جاتی ہے اور بہنوں کی طرف سے بگاڑ پر شہہ دی جاتی ہے، یہ غلط طریقہ ہے۔

خوبیاں دیکھ کر زندگی گزاریں

لڑکے کے ماں باپ کو چاہیے کہ لڑکی کی خوبیاں بتلائیں اور لڑکی کے ماں باپ کو چاہیے کہ داماد کے کمالات لڑکی کے سامنے بتلائیں، ہمارا معاشرہ کچھ ایسا ہیں کہ لڑکیاں جب بھی میکے جا کر آتی ہیں تو سسرال میں شیر بن جاتی ہے، تیز زبان ہوجاتی ہیں، بے قابو ہوجاتی ہیں، اینٹ کا جواب پتھر سے دینے لگتی ہیں، کیونکہ ماؤں نے انہیں الٹی کیسٹ سنائی ہے، بیٹا! غم نہ کر تم پڑھی لکھی ہو اور نکاح ہوجائے گا، تمہارے پانچ بھائی ہیں دیکھ لیں گے تمہاری بہنوئی کو، تیری قسمت خراب ہیں، بڑے بدتر لوگ ملے ہیں، یہ کیسٹ بچی کو اپنے گھر میں جمنے نہیں

دیتی ہیں، اس کے بجائے لڑکی کے ماں باپ یہ کہہ دیں کہ بیٹا! کتنا بہترین داماد اللہ نے دیا ہے، کمی تو ہر ایک کے اندر رہتی ہے، سکھ دُکھ باقی رہنے والا نہیں ہے، اللہ سے مانگا ہوا رشتہ ہے۔

گھر آباد کرنے والے جملے ادا کیجئے

اسی طرح جب لڑکی کے ماں باپ اسکے سسرال میں ملاقات کیلئے آئے، مثلاً انہوں نے دیکھا کہ لڑکی کپڑے دھوکر مکان کی صفائی کر کے، اور برتن دھوکر پسینہ سے شرابور، واہ بیٹے واہ! تم نے اپنی ماں کا نام روشن کر دیا اور آپ تو کچھ نہیں کر رہی ہو، آپ کی ساس نے تو بہت کیا تھا یہ ایک انداز ہوتا ہے گھر آباد کرنے کا، ایک دوسرا انداز ہوتا ہے گھر ویران کرنے کا، بیٹا! انہوں نے تجھے نوکرانی بنالیا، میری بچی کو نوکرانی بنالیا، چلو بیٹا! تمہیں اس گھر میں نہیں رہنا ہے، تم پر بڑا ظلم ہو رہا ہے، قانون ہمارے ساتھ ہے، ہم خلع لے لیں گے، اور بعض مرتبہ ماں خود طلاق شدہ خلع شدہ ہوتی ہے تو وہ اپنی بیٹیوں سے کہتی ہے جیسا میں رہ رہی ہوں تم بھی رہ جاؤ گی، یہ غلط طریقہ ہے، بیٹیوں کو شوہروں کے خلاف اکسایا نہیں جاتا، صبر کی تلقین کی جائے۔

غصّہ کے نقصانات اور اس کا علاج بتلائیں

غصّہ پینے کا طریقہ کیا ہے؟ اپنے بچے کو سکھلایا جا رہا ہے، غصّہ ایسے پیا جاتا ہے، تعوذ پڑھ لو، وضو کر لو، زبان نہ چلاؤ، کھڑے ہو تو بیٹھ جاؤ، چل رہے ہو تو رک جاؤ، بیٹھے ہو تو لیٹ جاؤ قدم نہ اٹھاؤ، مذاق کی طلاق بھی واقع ہو جاتی ہے، غصّہ کی طلاق تو واقع ہوتی ہے، (ویسے بھی محبت میں کون طلاق دیتا ہے) بیٹا! طلاق کا بول اپنی زبان پر آنے نہ دینا، میری بیٹی! خلع کا مطالبہ نہ کرنا:

لَا تُطَلِّقُوا النِّسَاءَ إِلَّا مِنْ رِيبَةٍ، فَإِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الذَّوَّاقِينَ وَلَا الذَّوَّاقَاتِ. (۱)

(۱) مسند بزار، حدیث نمبر: ۷۸۴۸

جو نکاح کرنے میں بغیر دریافتی کے جلد بازی کرے، خلع لینے میں جلد بازی کرے، طلاق دینے میں جلد بازی کرے، اللہ کی لعنت ان لوگوں پر برستی ہے، اپنے شوہر کو مناؤ، ورنہ اللہ تم سے ناراض ہی رہے گا۔

اولاد کو نصیحت کیجئے

اپنی ساس کے پیر پکڑو، جواب نہ دو، خیال رکھنا اپنی ساس کا، بڑی جیٹھانی کو بڑی بہن کا مقام دینا، چھوٹی دیورانی چھوٹی نند کو اپنی چھوٹی بہن کا مقام دینا اور اسی اعتبار سے ان کے ساتھ برتاؤ کا معاملہ رکھنا، آگ کا جواب آگ سے دینے سے بھڑک جائے گی، بیٹا! غصّہ کے تقاضے پر عمل نہ کرنا، غصّہ جب آتا ہے تو سارے رشتے ختم کر دیتا ہے، غصے کی حالت میں آدمی شیطان کا کھلونا بن جاتا ہے، یہ تربیت اپنے بچے اور بچیوں کو دی جاتی ہے۔

بیٹا! کبھی کسی حال میں نامحرم سے تعلق نہ رکھنا، نکاح کے بعد ناجائز تعلقات کا بڑا رواج ہوتا جا رہا ہے، آقا ﷺ نے فرمایا: معراج کی رات میں دیکھا کہ مرد و عورت تازہ گوشت چھوڑ کر سڑا ہوا گوشت کھا رہے ہیں، یہ وہ مرد ہیں جنہوں نے حلال بیویوں کو چھوڑ کر حرام عورتوں کا راستہ اپنایا، عورتیں سینے کے ذریعہ سے لٹکی ہوئی ہیں، یہ وہ عورتیں ہیں جنہوں نے اپنے حلال مردوں کو چھوڑ کر حرام مردوں کا رُخ اپنایا۔

بیٹا! نماز فجر اور سورۂ یٰسین کا اہتمام کرو، اللہ تمہارے کام میں برکت دے دیں گے، دعا قسمت کو بدل دیتی ہیں، اپنے خاندان کے لئے دعا کا اہتمام کرو، سسرال میں جا رہی ہو تو اپنی ساس کے لئے چوڑیاں لے جاؤ، اپنے سسر کے لیے مٹائی لے جاؤ، اپنی نندوں کے لئے تحفہ لے جاؤ، اپنی جیٹھانی کے لئے یہ مہندی لے جاؤ، اس طرح کا انداز ہونا چاہیے۔

بیٹے کو ٹوکا جائے: جب وہ اپنی بیوی پر ہاتھ اٹھائے، بیٹے کو سمجھایا جائے کہ

ایک دن میں ستر مرتبہ جب نوکر کو معاف کرنا ہے، تو بیوی کو اس سے زیادہ معاف کرنا چاہیے، اللہ ہمیں کتنا معاف کر رہا ہے، ہمیں بھی معاف کر دینا چاہیے، زندگی آگے بڑھتے بڑھتے بہتری آنے لگ جاتی ہے۔

جوڑنے والے جملے بولیں

ماؤں کو چاہیے کہ اپنی بیٹیوں کا دکھڑا سنیں، لیکن وہ بات بولیں جوان کا گھر آباد کرنے والی ہو، ایسی بات نہ بولے کہ جس سے اُن کا دل اپنے سسرال سے ہٹتا چلا جائے، ساس نے ہاتھ اٹھا دیا، بیٹا! کوئی بات نہیں، ہم نے بھی پٹائی کی ہے، دیورانی جیٹھانی کا جھگڑا ہو گیا، بیٹا! کوئی بات نہیں ہے، بہنوں میں ہوجایا کرتا ہے، دو برتن ایک جگہ پر ہوتے ہیں تو کھٹ پٹ ہو جاتی ہے، ناراضگی کی کیا بات ہے؟، جارہی ہو تو بیٹا! معافی چاہ لینا۔

سمدھی سمدھن کو اعتماد میں لیں

سمجھدار ماں باپ کہتے ہیں اپنے سمدھن اور سمدھی سے: میرا بچہ، میری بچی نادان ہے، آپ اس کی کوتاہیوں کو معاف کر دیجئے، آپ اس بچے اور بچی کو نبھا لیجیے، سمدھن اور سمدھی کو اعتماد دلانا چاہیے، سمدھن اور سمدھی کے سامنے معذرت خواہی کرنا چاہیے، کہ میرا بچہ میری بچی صحیح آپ کے بچے اور بچی کا خیال نہیں رکھ پا رہے ہیں۔

فریق مقابل بن کر نہ رہے

لڑکے اور لڑکی کے ماں باپ کو چاہیے کہ سسرال کے opposition (فریق مخالف) بن کر نہ بتائے، against party، بن کر نہ بتائے، فریق مقابل بن کر نہ رہے، معاون بن کر رہے، جیسے وہ اپنے نواسوں کے دل میں اپنی محبت چاہتے ہیں، دادا دادی کی محبت بھی پیدا کرنا چاہیے، جیسے دادا دادی اپنی محبت چاہتے ہیں، ان کو چاہیے کہ نانا نانی کی محبت بھی پوتروں کے دل میں پیدا کریں۔

بلا وجہ کی پابندی نہ لگائیں

اپنے سسرال کے اوپر مطالبات کئے جا رہے ہیں، اگر آپ ایسا رکھیں گے تو بیٹی کو بھیجیں گے، اگر ایسا نہیں رکھیں گے تو بیٹی کو نہیں بھیجیں گے، صبر کرنا آسان ہے، معافی چاہنا آسان ہے مقدمہ بازیوں کے مقابلے میں، پولیس اسٹیشن کے چکروں کے مقابلے میں، وکیل اور جج کے سامنے اپنی عورتوں کو بے پردہ کرنے سے بہتر ہے کہ ساس سے معافی چاہ لی جائے، سسرے صاحب کے رشتہ کو استوار کرلیا جائے، لڑکی اور لڑکے کو ہمیشہ کہا جائے کہ بیٹا! یہی رشتہ ہیں تمہارے لیے اول و آخر، یہی تمہارا گھر ہے جہاں اللہ نے تمہیں بھیجا ہیں اور جو لڑکی تمہیں دی ہیں۔

عملیات کے چکر میں نہ پڑیں

جادوگروں اور عاملوں کے پاس نہیں کاملوں کے پاس جاؤ، عامل ہماری نفسیات سے کھیلتے ہیں، ساس بہو کے مسائل ہوتے ہیں، اگر بہو جائے گی تو کہے گا: ساس نے کرادیا، سمدھن نے کرادیا ہے، کسی نے نہیں کرایا، زبان کی تیزی نے تمہارے گھروں کو اُجاڑ دیا ہے، شروع میں جب لڑکی آیا کرتی تھی، تو جواب دیتی تھی گھر جہنم بن جاتا تھا، کچھ دن کے بعد بے حس ہوجاتی، خاموش ہوجاتی تو گھر جنت بن جاتا ہے۔

جیسے واقعہ ہے ایک لڑکی نے اپنے انکل سے کہا: کہ میں اپنی ساس کو زہر دے کر قتل کرنا چاہتی ہوں، آپ زہر دیجئے، تو انکل نے کہا: ٹھیک ہے بیٹا! تھوڑا تھوڑا ڈالنا، کہ ایک دم مر جائے گی تو لوگ یقین کرلیں گے کہ تم نے ہی مارا ہے، تھوڑا تھوڑا ڈالتے رہنا لیکن بیٹا یاد رکھنا! یہ زہر کھلانے کے درمیان اپنی ساس کو پابندی سے چائے دینا، پیر دبانا، سر میں تیل لگانا، جواب نہ دینا، ایک ہفتہ میں گھر جنت بن گیا، لڑکی آکر کہنے لگی: انکل میں اپنی ساس کو قتل نہیں کرنا چاہتی،

زندگی چاہتی ہوں، اب میں کیا کروں؟ جوزہر میں نے کھلا دیا، انکل نے کہا: بیٹا! وہ زہر نہیں تھا، صحت بنانے کی جڑی بوٹی تھی، یہ گھر جنت تمہاری خدمت کی وجہ سے بن گیا۔

داماد کے دل میں اپنی عظمت پیدا کرو

سمجھدار ماں باپ لڑکی رات کے ۱۱؍ بجے روتی دھوتی آئی، میرے شوہر نے مجھے بہت پیٹ دیا، تو باپ اس وقت اپنی بیٹی کو لے کر شوہر کے گھر جاتا ہے، اور یہ کہتا ہے: بیٹا! مشورہ بعد میں کریں گے، رات کے ۱۲؍ بجے رہے ہیں، یہ بیچاری ابھی دکھی ہے، میں ۲؍ دن رکھ لیتا ہوں، تیسرے دن مشورہ کریں گے اگر آپ کی اجازت ہو، آپ کی اجازت کے بغیر میں دہلیز کے اندر قدم رکھنے نہیں دیا، داماد کے دل میں اپنے ساس سسر کی کتنی عظمت بڑھ جائے گی، یہ طریقہ اپنایا جاتا ہے، ایک بیٹی کو طلاق دیا، بیٹھا لیا، دوسری کو طلاق دیا، بیٹھا لیا، یہ کونسا طریقہ ہے؟ صبر کے بغیر دنیاوی زندگی نہیں گزرتی ہے، بیٹے کے دو نکاح کرادئے، تین نکاح کرادئے، بیویاں بدلنے تیار ہے، بیٹے کو بدلنے تیار نہیں، یہ طریقہ صحیح نہیں ہے، بیٹے کے اخلاق کو بدلئے:

إِن يُرِيدَآ إِصۡلَٰحا يُوَفِّقِ ٱللَّهُ بَيۡنَهُمَآۗ.(۱)

اگر لڑکے اور لڑکی کی ذمہ دار جوڑ پیدا کرنے کے ارادے سے بیٹھیں تو اللہ تعالیٰ جوڑ پیدا کردیتے ہیں۔

بے جا فون کا استعمال نہ ہو

فون کا استعمال زیادہ نہ کریں، پہلے لڑکی کے ماں باپ بطور خاص ہر خبر سسرال کی نہ پوچھے، زیادہ بات کرنے میں آدمی نہیں بولنے کی بات بھی بول دیتا ہے، ساس کو بولے گی تو فائدہ ہے ہمیں بولے گی تو کیا فائدہ ہے؟ اسے ساس

(۱) النساء:۳۵

کے ساتھ رہنا ہے، ماں کے ساتھ نہیں رہنا ہے، رہنا لڑکے کو بیوی کے ساتھ ہے بہنوں کے ساتھ نہیں ہے، اس وجہ سے لڑکے اور لڑکی کے ماں باپ کو اس سلسلے میں کافی چوکنا رہنا چاہیے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو دین سیکھ کر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔(آمین)

وَآخِرُ دَعْوَانَا أَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِينَ.

☆☆☆☆☆

تمرینی سوالات

سوال ۱: لڑکے اور لڑکی کی شادی کے بعد والدین کیسی تربیت کریں؟

سوال ۲: گھر آباد اور ویران کرنے والے بول کیا کیا ہو سکتے ہیں؟

سوال ۳: غصہ کے نقصانات اور اس کا علاج واضح کیجیے؟

سوال ۴: داماد کے دل میں اپنی عظمت کیسے پیدا کی جاسکتی ہے؟ چند تدابیر تحریر کریں؟

درس نمبر ۱۱

مشترکہ خاندان کے مالی اور معاشرتی مسائل

نَحْمَدُهُ وَ نُصَلِّيْ عَلَى رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ، أَمَّا بَعْدُ!

مشترکہ خاندان یا انفرادی خاندان

میرے عزیزو اور دینی ماؤں بہنو! اسلام نہ مشترکہ خاندان (Joint Family) کی ہمت افزائی کرتا ہے، نہ ہی انفرادی خاندان (Individual Family) کی ترغیب دیتا ہے، جوائنٹ فیملی یا انفرادی فیملی، کس کو ترجیح دی جائے؟ اس کا ایک ہی جواب ہے جیسے احوال ویسے احکام، جیسی Situation ہوگی ویسے شریعت حکم لگائے گی۔[1]

جوائنٹ فیملی کے مثبت اور منفی پہلو

جوائنٹ فیملی کے بھی کچھ مثبت پہلو ہیں اور کچھ منفی پہلو بھی ہیں، کچھ Positives ہیں کچھ Negatives ہیں اور Individual Family کی بھی یہی نوعیت ہے، یورب کے ملکوں میں انفرادی زندگی کو ترجیح دی جاتی ہے، ایشیا اور مشرقی ممالک میں جوائنٹ فیملی پر اصرار کیا جاتا ہے۔

مثبت پہلو

پورا خاندان اور پورا کنبہ ایک جگہ پر رہتا ہے، پاکستان وغیرہ میں ایک ڈیرے وغیرہ میں رہتا ہے، ہندوستان وغیرہ میں دیہاتوں کے اندر بڑے بڑے مکانات بنے ہوئے ہیں، اس میں سارے بھائی رہتے ہیں اور بعض مرتبہ صرف بھائی بہن نہیں بلکہ چچا، تایا وغیرہ بھی اسی مکان کے اندر رہتے ہیں۔

---

(۱) مزید تفصیلات کے لیے دیکھیں:

۱- مشترکہ خاندان شریعت وسماج کی روشنی میں (ص: ۲۰۷ تا ۲۶۴) مفتی ابوبکر جابر قاسمی

۲- مشترکہ خاندانی نظام اور اسلام، مولانا سلطان احمد اصلاحی

فائدہ ہے کمزوروں کی مدد ہوجائے گی، فائدہ ہے خوشی اور غم بانٹنے میں سہولت رہے گی، فائدہ ہے گرتوں کو سنبھالا جاسکتا ہے، ایک بڑے مشن پر خاندان کو کھڑا کیا جاسکتا ہے، ایک مرد باہر جائے، اور دوسرا مرد خاندان کی نگرانی کرے، بڑی کمپنی ہو یا کھیتی باڑی کے الگ الگ کام ہوں، تو اس Joint Family اور Grand Family میں الگ الگ ذمہ داریاں بانٹی جاسکتی ہیں، علیحدہ ملازم رکھنے کی ضرورت پیش نہیں آئے گی، بچوں کی پرورش میں سہولت ہوتی ہے، ایک بھائی Engineer ہے، ایک بھائی Doctor ہے ایک بھائی حافظ ہے اور ایک بھائی عالم ہے، شریعت کے علم کا ماہر ہے اور ایک بھاوج Moderen Education کی ماہر ہے، تو صلاحیتوں اور خوبیوں کا لین دین ہوتا ہے، مالی پونجی Financial طور پر بھی بعض مرتبہ Strong ہونے میں مدد مل جاتی ہے، چونکہ چولہے الگ الگ نہیں ہیں راشن ایک جگہ لایا جاتا ہے، اور کافی بچت ہوجاتی ہے جوائنٹ فیملی میں ہونے کی وجہ سے، نکاح کرنے میں سہولت ہوتی ہے، خاندان جانے پہچانے، چچازاد، تایازاد بھائی بہنوں میں نکاح کردیا جاتا ہے، اور گھر کی چیز گھر میں ہی ہوتی ہے، یہ مثبت پہلو ہے، ماں باپ کی خدمت میں بوجھ نہیں ہوتا ہے، بدل بدل کر بھائی اور بہویں ساس سسر کی خدمت کو نبھالیتی ہیں، آنے جانے کے مسائل نہیں رہتے ہیں۔

منفی پہلو

جوائنٹ فیملی کے کچھ Negative اور منفی پہلو بھی ہوتے ہیں، اس بات کو اچھی طرح سمجھنا چاہیے، کہ جوائنٹ فیملی کے اندر سب سے بڑا مسئلہ ابتداء سے ہی بے پردگی کا ہوتا ہے، ایک بھائی کی دلہن عید کے دن بن سنور کر یا غسل کر کے حمام سے نکل رہی ہے، اور دوسرے بھائی کی نگاہ پڑتی ہے، اور دیور سے پردہ ہے، اور پردہ اگر آپ اتنا نہیں کرسکتے ہیں کہ کمرے الگ الگ رکھیں،

مردوں اور عورتوں کے دستر خوان الگ الگ بچھائیں، تو اتنا تو کم سے کم کیجیے کہ گھر کی بھابیاں، بھاوجیں دیوروں کے سامنے، جیٹھ کے سامنے اپنے گلے کو ڈھانک کر آئیں، اسکاف پہنے ہوئے آئیں، بے تکلفی کے مواقع پیدا نہ ہوں، اور جہاں بے پردگی اور بے تکلفی ہوگی وہاں ضرور بے حیائی کے واقعات شروع ہوجائیں گے، چچازاد بھائی بھی سمجھ داری کی عمر کو پہونچ رہے ہیں، تایازاد بہنیں بھی سمجھ داری کی عمر کو پہنچ رہی ہیں، اب ان کے اوپر شرعی اعتبار سے پردہ کرنا واجب ہو چکا ہے، لیکن پردہ نہیں ہو پاتا ہے، اور معاشرے میں کہہ دیا جاتا ہے کہ یہ تو بھائی اور بہن ہی ہیں، حالانکہ شریعت کی نظر میں یہ ایک دوسرے کے لئے نامحرم ہیں، ان کا نکاح ایک دوسرے کے لئے حلال ہے۔

جوائنٹ فیملی کے اندر ایک Negative اور منفی پہلو یہ بھی ہے، کہ گھر میں کوئی چیز استعمال کرنے کے لئے لائی گئی، اس کو سبھی استعمال کرنے لگتے ہیں، پتہ نہیں بھائی سب کے لئے لایا ہے یا اپنے لئے لایا ہے؟ ایک بہو کچھ اور کھانا چاہتی ہے، دوسری کچھ اور پسند کرتی ہے، لیکن جوائنٹ فیملی کے دباؤ کی وجہ سے وہ اپنی بات کہہ نہیں پاتی ہے۔

ایک اور منفی پہلو یہ بھی ہے کہ بچوں کی لڑائیاں بڑوں کی لڑائیاں بن جاتی ہیں، تایازاد اور چچازاد چھوٹے چھوٹے بچوں میں لڑائی ہوگئی، اب وہ لڑائی عورتوں میں جاتی ہے، دیورانی جیٹھانی میں جاتی ہے، کہ تمہارے بچے نے ایسا کر دیا، کوئی ایک بھائی دین دار ہوتا ہے، دین دار بھائی حلال لقمہ چاہتا ہے، بے دین بھائی حلال وحرام کا لحاظ نہیں رکھتا ہے، دین دار بھائی اپنے بچے اور بچیوں کو نامناسب لباس، نامناسب ویڈیوز نہیں دکھانا چاہتا، بے دین بھائی وہ سب چیزیں دکھا رہا ہوتا ہے، یہ دراڑیں پڑ جاتی ہیں، ایک کے بے دینی کا اثر دوسرے بھائی تک منتقل ہوجاتا ہے، ماں باپ کو ایسے موقع پر بہت ہی سمجھ داری کے ساتھ

قدم اٹھانا ہوتا ہے۔

مالیاتی پہلو کے نقصانات

جوائنٹ فیملی کے اندر مالیاتی اعتبار سے کافی الجھنیں پیدا ہوجاتی ہیں، والد صاحب کا شروع کیا ہوا کاروبار تھا، بڑے بھائی نے اپنی عمر کو جھونک دی اس کاروبار کو ترقی دینے اور اس کاروبار کو سنبھالنے میں، اور اپنے بچوں کی شادیاں اور پڑھائیاں بھی اسی کاروبار سے پوری کرلی، جب والد صاحب کا انتقال ہوجاتا ہے، تو بڑے بھائی کا بھی بوڑھاپا آجاتا ہے، اب یہ الجھن پیدا ہوتی ہے کہ سارے بھائیوں کا حصہ برابر ہو یا بڑے بھائی کا حصہ زیادہ ہو، اور بعض مرتبہ والد صاحب کا کوئی کاروبار بنا بنایا نہیں تھا، والد صاحب نے بڑے بھائی کو کچھ پیسے دیئے تھے، اور والد صاحب کے دیئے ہوئے پیسے سے کاروبار کیا، اب اس کی Clarity نہیں ہوتی ہے، اس کی وضاحت نہیں ہوتی ہے کہ یہ مشترکہ تجارت ہے؟ پورا خاندان یا پورا گھر اس کا مالک ہے؟ یا بڑا بھائی ہی اس کا مالک ہے؟ یہ بڑا بھائی اپنے بھائیوں کی شادیاں کرواتا ہے، اپنی بہنوں کے گھر آباد کرتا ہے، ان کی ضرورتوں کی تکمیل کرتا ہے۔

لیکن ایک دن وہ ضرور آئے گا کہ جب اخلاقی پیمانے ختم ہوجائیں گے، قانون کا ترازو لگادیا جائے گا، اور قانون کے ترازو کے مطابق Clarity نہیں ہوتی ہے، کہ بھائی نے چھوٹے بھائیوں پر جو کچھ خرچ کیا، والد صاحب کے دئے ہوئے پیسے سے جو تجارت کی ہے اس کے مالک واقعی والد صاحب ہی ہیں؟ یا بڑا بھائی ہے؟ بڑا بھائی والد صاحب کے ساتھ صرف مدد کرنے کے لئے ہے؟ یا بطور پاٹنر ہے؟ یا والد صاحب کا وہ ملازم اور Employee ہے؟-

چوتھی شکل یہ بھی ہوسکتی ہے ہمارے معاشرے میں، اور ہوتی بھی ہے کہ والد نے تو کچھ نہیں دیا، بڑے بھائی نے بڑی محنتوں سے اپنے چھوٹے بھائیوں

کی پرورش کی، ان کی پڑھائی کی تکمیل کروائی، انہیں بیرون ملک بھیجا ملازمت کے لئے، اب وہ چھوٹا بھائی اپناSetup دیکھنے لگ جاتا ہے، اپنے تقاضے، اس ملک کی مہنگائی اور جب رشتوں میں بدمزگی پیدا ہوجاتی ہے تو بڑا بھائی کہتا ہے: میں نے تو فلاں زمانے میں چار لاکھ دے کر تمہیں امریکہ بھیجا تھا، سعودی بھیجا تھا، اور جب عداوتیں پیدا ہوجاتی ہیں تو جواب بھی دیا جاتا ہے، کہ آپ کے چار لاکھ روپئے آپ کو واپس کردئے جائیں گے، آپ نے ہمارے لئے کیا ہی کیا ہے؟ ایسے موقع پر صدر خاندان کو چاہیے کہ پوری وضاحت رکھے، ہزار کا ایک لکھا، سب سے بڑی سورت البقرہ ہے، اور سورۂ بقرہ کی سب سے بڑی آیت {يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوٓاْ إِذَا تَدَايَنتُم بِدَيۡنٍ إِلَىٰٓ أَجَل مُّسَمّٗى فَٱكۡتُبُوهُۚ} (۱) ہے، جس میں معاملات کو لکھنے اور قید تحریر میں لے آنے پر زور دیا گیا ہے۔

دادا سے میراث میں جائیداد آئی باپ نے بڑے بیٹے کو دیا، وضاحت ہونی چاہیے، کہ بیٹا! ابھی تو میں پورا گھر چلانے کی ذمہ داری دے رہا ہوں، بڑا بھائی اپنی کمائی چھوٹے بھائی پر خرچ کردیتا ہے، تو اس میں وضاحت ہونی چاہیے، کہ میں دس ہزار روپیہ بطور قرض کے دے رہا ہوں، آپ کمانے کے بعد مجھے پیسے واپس کیجیے۔

بعض مرتبہ بڑا بھائی ناکارہ ہوتا ہے، چھوٹے بھائیوں کی محنت ہوتی ہے، چھوٹا بھائی ماں کو کما کر دیتا ہے، ماں اگر سمجھدار ہو تو چھوٹے بھائی کی کمائی بڑے بھائی پر اور بڑے بھائی کے بچوں پر خرچ کرتی ہے، اس ماں کو اپنے چھوٹے بچے سے پوچھ لینا چاہیے، ہم قانون کی باتیں کرکے رشتوں میں دراڑ اور غیرت پیدا کرنا نہیں چاہتے ہیں، لیکن دل صاف رہیں گے معاملات کے صاف رہنے سے، دل صاف رہیں گے لین دین کے صاف ہونے سے، کل تلوار اور دوسرے

(۱) البقرۃ:۲۸۲

مقدمے بازیوں سے بھی جو مسئلہ حل نہیں ہوگا وہ مسئلہ آج حل ہوجائے گا قلم چلانے کی وجہ سے، زبان کی وضاحت کردینے کی وجہ سے۔

امورِ خانہ داری کے لئے مشورہ

جوائنٹ فیملی کے لئے باپ اور بیٹوں میں کھلے دل سے مشورہ ضروری ہے، جوائنٹ فیملی میں کھلے دل سے مشورہ ساس بہو اور بیٹوں میں زیادہ ضروری ہے کہ آج برتن کون دھوئے گا؟ آج سالن کیا بنے گا؟ عید کی تیاریاں کیسے ہوں؟ اگر حقیقت میں جوائنٹ فیملی تو ہو مشورہ کا ماحول نہ ہو، تو نفرتوں کا لاوا دلوں میں پکتا ہے۔

رشتہ داری اصل ہے

پیسے اصل نہیں ہے، رشتے اصل ہیں، محبتیں اصل ہیں اس سے انکار نہیں، اور ہم آنے والے سے کہیں گے، آپ پیسہ بچانے کے غم میں رشتوں کا خون نہ کیجیے، رشتے جوڑے ہوئے ہوں گے، ساری دنیا کا تجربہ ہے، جھونپڑی والا محل میں پہنچ جائے گا، رشتے ٹوٹے ہوئے ہوں گے، محلّات والے بھی سڑکوں پر پہنچ جائیں گے:

مَنْ أَحَبَّ أَنْ يُبْسَطَ لَهُ فِي رِزْقِهِ وَيُنْسَأَ لَهُ فِي أَثَرِهِ، فَلْيَصِلْ رَحِمَهُ. (۱)

صِلْ مَنْ قَطَعَكَ، وَأَعْطِ مَنْ حَرَمَكَ، وَاعْفُ عَمَّنْ ظَلَمَكَ. (۲)

تو جوائنٹ فیملی میں اگر کوئی رہ رہا ہے تو اسے چاہیے کہ اس کے مضر اور نقصان دہ پہلو سے بچتے ہوئے اپنے خاندان کو لے کر چلے۔

---

(۱) بخاری، حدیث نمبر: ۵۹۸۶

(۲) مسند احمد، حدیث نمبر: ۱۷۴۵۲

حضرت الاستاذ مفتی سعید صاحب پالن پوریؒ نے اپنے گھر کا ایک بہترین نظام بنایا تھا، ان کے بچے بھی زیادہ تھے، ہر بچے کا وہ نکاح کرتے، وہ اپنے گھر میں ایک سال ساتھ میں رکھتے اور قریب میں دوسرا مکان دے کر ایک سال کے بعد علیحدہ کرتے تھے، اور وہ اپنے خاص انداز میں یہ فرماتے: کہ اب ہمارے سامنے جی کر بتاؤ! ہم مرے نہیں ہیں، کمی بیشی جو ہوگی وہ ہم پوری کردیں گے، اسی طریقے سے وہ اپنے بچے اور بہو کو تربیت بھی دیتے اور اپنی نگاہوں کے سامنے گھر آباد کرنے کا سلیقہ بھی سکھلاتے، معذور بنا کر زندگی بھر چپکا کر بھی نہیں رکھتے، اور فوراً علیحدہ بھی نہیں کرتے بلکہ ایک سال آنے والی بہو کو اپنے ساتھ رکھ کر بچوں کے سنبھالنے، کھانے پکانے، امورِ خانہ داری کو سنبھالنے کی ٹریننگ اور تربیت دے کر علیحدہ کرتے تھے، یہ بھی ایک معتدل انداز ہے جس کو اپنایا جانا چاہیے۔

انفرادی خاندان کے فوائد اور نقصانات

دوسرا طریقہ جو یورپ میں بہت زیادہ رائج ہے وہ Individual Family کا ہے، اور جو طریقہ عرب ملکوں میں رائج ہے کہ شادی سے پہلے ہی گھر الگ دیکھ لیا جاتا ہے، اور گھر میں سارے شادی کے دن کچن کے سامان آباد کر کے رکھ دیے جاتے ہیں، اور نکاح کے بعد دولہا اپنی دولہن کو لے کر اسی مکان میں رہتا ہے۔

اس کے کچھ فائدے ہیں، کہ وہ نقصانات جو جوائنٹ فیملی میں تھے وہ IndividualFamily میں نہیں ہوتے ہیں؛ لیکن اس میں کچھ مضر پہلو بھی ہیں، اور وہ یہ ہے کہ جس عمر میں ماں باپ کو خدمت کی ضرورت ہوتی ہے، بچے اس عمر میں اپنے ماں باپ سے دور ہوجاتے ہیں، اور وہ عمر ان بچوں کو بھی آنے والی ہے۔

Individual Family کے Negative میں یہ بھی ہے کہ ایک مرد

اپنے ماں باپ اور بیوی کو وقت کیسے دے گا؟ دو چولہوں کے اخراجات کیسے سنبھالے گا؟ اور پھر علیحدہ مکان بیوی کا حق ہے؛ لیکن اخلاقاً واجب ہے کہ بوڑھوں کی خدمت کی جائے، شریعت کے حدود میں رہ کر ان کو جو راحت پہنچائی جاسکتی ہے، بہو کو چاہیے کہ وہ ساس کو راحت پہچانے کی کوشش کرے۔

علیحدہ مکان کا مطالبہ

بعض مرتبہ لڑکیاں شادی کے بعد فوراًا لگ ہو جانا چاہتی ہیں، حالانکہ وہ مزاجی اعتبار سے بہت کمزور ہوتی ہے، تنہا ایک مکان میں رہتے ہوئے ڈرتی ہے، اور نہایت ناتجربہ کار ہوتی ہے، امید کے زمانے میں Pregnancy کے زمانے میں اسے پتہ نہیں ہے، قئے اور متلی کو کیسے سنبھالا جائے؟ بوڑھوں کی سرپرستی ہوتی ہے تو ضرورتوں کی تکمیل میں تعاون بھی مل جاتا ہے، کھانے پکانے میں مدد مل جاتی ہے، بوڑھے لوگ موجود ہوں تو اندازہ ہو جاتا ہے کہ یہ نومولود (ابھی ابھی پیدا ہونے والا بچہ) کیوں رو رہا ہے؟ پیٹ میں درد کی وجہ سے رو رہا ہے، یا سردی کی وجہ سے رو رہا ہے، یا نظرِ بد کی وجہ سے رو رہا ہے، یا بخار کی وجہ سے رو رہا ہے، کس عمر میں اس کو کیسے کھلایا جائے؟ کیسے نہلایا جائے؟ راتوں میں اس بچہ کو کس طریقہ سے سنبھالا جائے؟ اگر کوئی نیا شادی شدہ جوڑا بہت جلدی یہ سمجھ کر علیحدہ ہو جاتا ہے کہ بوڑھا بوڑھی دردسر سے ہمیں نجات مل جائے، تو انہیں یہ بھی سوچنا چاہیے کہ الگ الگ رہ کر ان کے اندر کتنا حوصلہ ہے اپنا گھر چلانے کا۔

اور ایک پہلو یہ بھی سوچنے کا ہوتا ہے، کہ مرد اگر اپنی بیوی کے ساتھ پوری رات جاگے گا بچہ کو سنبھالنے میں رونے کی وجہ سے، تو دوسرے دن ملازمت اور نوکری کیسے کرے گا؟ نوکری اور ملازمت کے لئے سویرے نہیں جائے گا، تو پھر وہ گھر چلانے کے لئے دو پیسے کیسے لا سکے گا؟ تو جوائنٹ فیملی کے یہ مسائل ہوتے

ہیں کہ اگر بھائی! اتنا جلدی الگ ہوجائے اور شرعی اعتبار سے اگر ماں باپ مستحق ہیں تو انہیں خرچ دینا واجب ہے، بھائی بہنوں کا نکاح نہیں ہورہا ہے تو اس نکاح میں حصہ لینا کم سے کم انسانیت کا تقاضہ ہے، ایک دم خودغرض ہوجانا، مفاد پرست بن جانا، سینگ نکلتے ہی علیحدہ ہوجانا، پر نکلتے ہی اُڑ جانا یہ انسانی ہمدردی کے خلاف ہے، ٹھیک ہے! آپ کی بیوی میں اور آپ کی والدہ میں مزاجی موافقت نہیں ہے، آپ کی بیوی میں بھائی کی بیوی کے مزاج میں جوڑ نہیں بیٹھ رہا ہے، سخت مجبوری میں ہزار ذہن سازی اور مشورے کے بعد ہم اپنی بیوی کو لے کر علیحدہ ہوگئے، چولہا اور غلہ الگ کرلیا، دل تو الگ نہیں کرنا چاہیے، عید ایک جگہ پر کیجئے، بچے بچیوں کی تعلیم، شادی میں ایک دوسرے کے مشورے اور رائے سے فائدہ اٹھایئے، اور چھوٹے بھائی اور بہنوں کے نکاح میں جو دوڑ دھوپ کی جاسکتی ہے، جو جو مالی اعتبار سے حصہ لیا جاسکتا ہے وہ حصہ لینے کی کوشش کرنا چاہیے، یہ طریقہ ہے جوائنٹ فیملیوں کا، اس کے نفع اور نقصانات کا اور یہ انفرادی خاندان اور مشترکہ خاندان کے منفی اور مثبت پہلو ہیں۔

وہ لوگ بھی سو فیصد غلط ہیں جو شادی ہوتے ہی خاندان سے کٹ جاتے ہیں، ان کے ضرورت مند ہونے کے باوجود، اور وہ لوگ بھی بہت غلط کررہے ہیں جو بلا ضرورت کے بہر صورت پورے خاندان کو ایک چولہے، ایک غلّے پر رکھنا چاہتے ہیں، حالانکہ اندر نفرتیں پنپ رہی ہیں، حالانکہ اندر غیبتیں، بدگمانیاں پروان چڑھ رہی ہیں، حالانکہ بہویں انتظار میں ہیں ساس کے مرنے کے، بیٹا انتظار میں ہے باپ کے مرنے کا؛ تاکہ اس کا غلہ الگ ہوجائے، ایسا نہیں ہونا چاہیے۔

گلے شکوے نہ کریں

قطع رحمی کرنا بڑا گناہ ہے، دعا قبول نہیں ہوتی، سر سے اوپر نہیں جاتی، اور رشتہ کاٹنے والا کسی مجلس میں ہو صحابہؓ سے منقول ہے کہ اس کی نحوست سے پوری

مجلس والوں کی دعا قبول نہیں ہوتی ہے، یوں اس قدر دراڑوں کے ساتھ عید بھی ایک جگہ منائی جارہی ہے، شبِ برأت اور شبِ قدر بھی ایک جگہ منائی جارہی ہے، گلے تو مل لیتے ہیں لیکن گلے شکوے ختم نہیں ہوتے ہیں۔

ایک بھائی کما کر لا کر دیتا ہے، دوسرا بھائی بیٹھے ہوئے کھاتا ہے، حالانکہ وہ چھوٹے بھائی کو خوشدلی سے نہیں کھلا رہا ہے۔

لَا يَحِلُّ مَالُ امْرِئٍ إِلَّا بِطِيبِ نَفْسٍ مِنْهُ.(۱)

کسی ایک بھائی کا انتقال ہوجائے تو آخر اس کی جائیداد کتنی ہے؟ اس کی بیوی اور اس کے بچوں کو کیا دیا جائے؟ بہت ظلم ہوتا ہے جب معاشرے کے اندر دادا زندہ ہو بیٹے کا انتقال ہوجائے، پوتروں کے حقوق کے ادا کرنے میں جیسی دلچسپی لی جانی چاہیے، ویسی دلچسپی دادا چچا تایا کی طرف سے نہیں لی جاتی ہے۔

ملکیت اور شرکت کے مابین فرق

ملکیتوں کا امتیاز نہیں رہتا ہے، یہ برتن کس کا ہے؟ یہ مشین کس بہو کی ہے؟ میرا کتنا ہے اور میرے بھائی کا کتنا ہے؟ رہیں گے ایک جگہ پر لیکن ملکیت کا امتیاز ضروری ہے، حضرت مفتی شفیع صاحبؒ کا مشہور واقعہ ہے، مرض الموت میں جس بیماری میں ان کا انتقال ہوا، باہر سے کوئی برتن یا کوئی گلاس ان کے کمرے میں آجاتا تو فوراً وہ برتن اور گلاس باہر بھجوادیتے، بچوں نے پوچھا کہ حضرت! آپ اتنی جلد بازی کیوں کرتے ہیں؟ فوراً کیوں بھجواتے ہیں؟ حضرت مفتی شفیع صاحبؒ نے فرمایا: کہ بیٹا! میں نے لکھ رکھا ہے کہ جو میرے کمرے میں ہے وہ میرا ہے، جو کمرے کے باہر ہے وہ تمہاری والدہ کا ہے، اب میں اس حال میں نہیں مرنا چاہتا کہ تمہاری والدہ کی ملکیت، میری بیوی کا مملوکہ کوئی سامان میرے سامان میں آجائے اور وہ بھی میراث میں بانٹ دیا جائے، حضرتؒ کی طرح اس

(۱) مسند احمد، حدیث نمبر: ۲۰۶۹۵

قدر احتیاط اور چیزوں کے سلسلے میں، اس قدر شفافیت اپنے اندر پیدا کرنی چاہیے۔

اولاد کے درمیان برابری

اولاد میں انصاف کرنا چاہیے، ایسا نہ ہو کہ کسی بہو سے محبت ہو تو اسے زیادہ دے دیا، کسی بیٹے سے محبت ہے تو اسے زیادہ دے دیا، ایک بیٹے نے بہت محنت کی پھر بھی اس کو برابر کا حصہ دے کر نظر انداز کر دیا گیا ایسا نہیں ہونا چاہیے، حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس مشہور واقعہ ہے، حضرت بشیرؓ کی بیوی عمرہ بنت رواحہ آئی، یارسول اللہ! یہ زمین میرے شوہر نے میرے بچے نعمان کو دے دی، آپ گواہ بن جایئے، آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: آپ کے شوہر کے اور بچے بھی ہیں؟ بشیرؓ کی اور اولاد بھی ہیں؟ نعمان کے اور بھائی بھی ہیں؟ تو انہوں نے کہا: ہاں ہیں، ان سب کو دے دیا؟ کہا، سب کو تو نہیں دیا، آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: مختلف روایتوں میں ہے، میں ظلم پر گواہ بننا نہیں چاہتا ہوں۔

جوائنٹ فیملی میں مزاجوں کا فرق

صلاحیتوں کا فرق ہوتا ہے، عادتوں کا فرق ہوتا ہے، ایک بھائی بہت محنت کرتا ہے، ایک بھائی کم محنت کرتا ہے، ماں باپ ہر ایک کی کمائی پوری وضاحت کے ساتھ الگ الگ نہیں رکھتے ہیں، کاہل بھائی کی کاہلی ختم نہیں ہوتی ہے، محنتی بھائی کی محنت ٹوٹتی چلی جاتی ہے کہ مجھے کما کر اس کاہل بھائی کو دینا ہے، جوائنٹ فیملی میں سب بھائی برابر خرچ دے رہے ہیں، سب برابر محنت کرتے ہیں کمی نہیں کرتے ہیں، شکایت اگر مردوں میں پیدا نہ ہو تو عورتوں میں شکایت پیدا ہوتی ہے، کہ فلاں کی بیوی بیمار رہتی ہے، میں تو صحت مند رہتی ہوں، میرے بچے کم ہیں اس کے بچے زیادہ ہیں، میرے بچے صحت مند ہیں اس کے بچے بیمار ہیں، اس کے بچے زیادہ کھا رہے ہیں میرے بچوں کے مقابلے میں، میرا شوہر زیادہ کماتا ہے الگ سے چھپا کر مجھے کچھ نہیں لا کر دیتا ہے، فلانی کا شوہر کم کماتا

ہے، چھپا کر لا کر دیتا ہے، غیر سرکاری سالن چھپا کر لا کر دیتا ہے، کھانے کی چیزیں چھپا کر لا کر دیتا ہے، فلاں کی بیوی مہنگے جوڑے خریدتی ہے، اور آپ مجھے سستے جوڑے لا کر دیتے ہیں، فلاں کے شوہر نے آپ کے بھائی نے تھوڑے تھوڑے پیسے چھپا کر اپنی بیوی کو زیور بنا دیا، آپ نے خواہ مخواہ اپنی جوانی ان کے پیچھے لٹا دی، یہ سب بدگمانیاں اور پیچیدگیاں ہر انسانی معاشرے میں پیش آتی ہیں۔

کوئی آدمی یہ نہ کہے کہ ہمارے گھر میں نہیں ہے، حضرت عمرؓ اپنے بچوں سے کہتے تھے:

''تزاوروا ولا تجاوروا'' (۱)

ایک دوسرے سے ضرور ملاقاتیں کرو لیکن ایک دوسرے کے پڑوسی بن کر مت رہو، کیوں کہ زیادہ قریب رہو گے تو حقوق زیادہ ہوں گے، حقوق میں کوتاہی پیدا ہوگی تو جھگڑے پیدا ہوں گے۔

چولہوں سے زیادہ دلوں کو جوڑیئے

حضرت تھانویؒ فرماتے ہیں: کہ خانہ جنگی کی چنگاریاں اجتماعی چولہے سے شروع ہوتی ہیں، یہ پہلو نظر انداز نہیں کیا جاسکتا ہے، میں وہی بات دوہراتا ہوں جو امی جان حضرت عائشہؓ نے حضرت معاویہؓ کو بطور وصیت فرمایا تھا:

وَمَنِ التَمَسَ رِضَاءَ النَّاسِ بِسَخَطِ اللّٰهِ وَكَلَهُ اللّٰهُ إِلَى النَّاسِ. (۲)

جو اللہ کو ناراض کر دیتا ہے لوگوں کو راضی کرنے کے لئے، اللہ اس کو لوگوں کے حوالے کر دیتے ہیں، جا! عزت کی بھیک وہیں سے لے، اور جو اللہ کو راضی

(۱) جامع الاحادیث، حدیث نمبر: ٦٦

(۲) ترمذی، حدیث نمبر: ۲۴۱۴

کرنے کے لئے دنیا والوں کی ناراضگی مول لیتا ہے دنیا والوں کو بھی اللہ تعالیٰ اس سے ایک دن راضی کردیتے ہیں، دنیا والوں کی زبانوں کو روکنے کی فکر مت کرو ا!پنے خاندانوں کو جڑا ہوا باقی رکھنے کی فکر کرو!

عبدالوہاب شارانیؒ کو الہام ہوا، اللہ تعالیٰ نے فرمایا: عبدالوہاب! لوگوں کی زبانیں میرے بارے میں نہیں رکی، تیرے بارے میں کیا رکیں گی؟ اللہ کو برا بھلا بولنے والے کتنے ہیں؟ تقدیر پر اعتراض کرنے والے کتنے ہیں؟ لوگ ہم سے کیا راضی ہوجائیں گے؟ دنیا والوں کے طعنے اور دنیا والوں کے سامنے رسوائی کی فکر مت کیجئے، روزانہ کے جھگڑے، روزانہ کی الجھنوں سے بہتر ہے کہ دلوں کو جڑا ہوا باقی رکھ کر چولہے الگ کردیے جائیں۔

والدین کی خدمت کیجیے

جیسے ماں باپ کی میراث میں اولاد کا حق ہے، ویسے ہی ماں باپ کی خدمت میں بھی اولاد کا حصہ ہے، ہم میراث میں حصہ لینے کے لئے تو اولاد بن جاتے ہیں؛ لیکن خدمت میں حصے لینے کے لئے اولاد بننا نہیں چاہتے ہیں، ایک ایک مہینہ ایک ایک بھائی اپنے پاس رکھیں، یا اگر مزاج کے فرق کی وجہ سے ماں باپ کسی ایک بیٹے کے پاس رہتے ہیں، تو دوسرے بیٹوں کو چاہیے کہ ملاقات کے لئے جائیں، کھانا پکا کر پہنچائیں، مالی اخراجات میں حصہ لیں، ان کے علاج ومعالجے میں دل چسپی لیں، ایک بھائی جسمانی خدمت کا بوجھ اٹھاتا ہے، پرہیزی کھانا وغیرہ پکا کر ماں باپ کو کھلاتا ہے، دوسرے بھائی کو چاہیے کہ اس کی بیوی کی دل جوئی کرے جو ہمارے ماں باپ کی خدمت کررہی ہے، لوگ آ کر کہنے لگ جاتے ہیں کہ ماں باپ دے رہے ہوں گے تبھی تو خدمت کررہے ہیں، جو کیا تھا اللہ کے لئے کیا تھا، میراث میں آپ زیادہ حصہ کیوں چاہتے ہیں؟ اے اللہ کے بندے! وہ نہیں چاہتا ہے تمہیں تو کم سے کم زیادہ مال ایسے بھائی

ایسی بھاوج کو دے کر ماں باپ کی دعا میں کچھ حصہ تو لینا چاہیے، یہ نفس کی مکاریاں، یہ لفاظی کی کرتب بازی کا انداز ترقی کا نہیں ہے، چال بازی سے ترقی نہیں ہوتی ہے، پاک بازی سے ترقی ہوتی ہے۔

بیوی پر زیادہ بوجھ نہ ڈالیں

بیوی جتنا والدین کی خدمت کرتی ہے اس کا احسان سمجھیں، اس کی قدر کریں، ماں باپ بڑھاپے کی وجہ سے بدتمیزی کرتے ہوں آپ اپنی بیوی کے ساتھ حسن سلوک جاری رکھیں، لیکن جوائنٹ فیملی میں ایک ہی عورت پس رہی ہے، اس کی صحت ضائع ہو رہی ہے، آنے والے مہمانوں، نندوں کے بچوں اور بوڑھے ساس سسر کے سارے نازنخروں اور پرہیزی کھانوں کا بوجھ ایک عورت پر ڈال کر پیسا جا رہا ہو، یہ انسانیت سے گری ہوئی حرکت ہے، ایسے مردوں کو چاہیے کہ وہ خود اپنی بیوی کے لئے الگ ٹھکانے کا انتظام کر دے، اگر دوسرے بھائی اپنی ایک بھاوج کے اوپر کیے جانے والے ظلم کے سلسلے میں بے حس بن چکے ہوں، ان کی عورتیں خدمت کے لئے تیار نہ ہوں، اور ایک کے اوپر خدمت کا بوجھ پڑ رہا ہو تو پھر انہیں چاہیے کہ ایسی عورت کی صحت کو باقی رکھتے ہوئے اس بھائی کے گھر کو ٹوٹنے سے بچاتے ہوئے اس بھائی کو پہلے ہی الگ کر دینا چاہیے۔

قانون سے زندگیاں مت چلایئے

زندگیاں اخلاق سے چلتی ہیں، سمجھانے کے لئے کہہ رہا ہوں، ایک جگہ پر عورت نے کہا: قانوناً آپ کے ماں باپ کی خدمت ضروری نہیں ہے، انہوں نے کہا: بالکل صحیح بات ہے، اسلامی قانون میں ایک ہی بیوی پر اکتفاء کرنا بھی ضروری نہیں ہے، آپ خدمت نہ کریں میرے ماں باپ کی، میں یتیم بیوہ سے نکاح کر لوں گا، تاکہ وہ میرے بوڑھے ماں باپ کی دیکھ بھال بھی کر سکے، زندگی اخلاق سے چلتی ہے۔

اگر ساس سسر آجائیں تو داماد پر ضروری نہیں ہے، کہ وہ اندر بٹھا کر کھلائے پلائے اور اکرام کرے، فقہاء نے لکھا ہے سال میں ایک بار ملاقات کروانا کافی ہے، اور وہ گھر پر آجائے ملاقات کے لئے، تو کھڑکی سے بات کرانا کافی ہے، تو اگر اتنا ہی ساس سسرے کے ساتھ کوئی داماد کرے تو کیا محبت بھری جنت والی زندگی ہمیں گھروں میں حاصل ہو سکتی ہے؟ قانون پر زندگیاں مت چلائیے، اور نہ چل سکتی ہے، اخلاق پر چلائیے، اخلاق پر ہی چلتی ہے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ ان کہی گئی باتوں پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے، اور ہر ہر قدم پر شریعت اور سماج پر گہری نگاہ رکھنے والے اکابر علماء سے ہمیں پوچھ کر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

وَآخِرُ دَعْوَانَا أَنِ ٱلْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ ٱلْعٰلَمِينَ.

☆☆☆☆☆

تمرینی سوالات

سوال ۱: انفرادی خاندان اور مشترکہ خاندان کی تعریف اور حکم بیان کریں؟

سوال ۲: مشترکہ خاندان کے چند مثبت اور منفی پہلو وضاحت کے ساتھ لکھیں؟

سوال ۳: انفرادی خاندان کے کچھ مثبت اور منفی پہلو تحریر کریں؟

سوال ۴: رشتوں کی اہمیت سے متعلق کم از کم دو احادیث بتلائیں؟

سوال ۵: اولاد کے درمیان انصاف کیسے کریں؟

درس نمبر ۱۲

فیملی پلاننگ کے احکام

نَحْمَدُهٗ وَ نُصَلِّيْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِيْمِ، أَمَّا بَعْدُ! أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيمِ، بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ:

وَلَا تَقْتُلُوٓاْ أَوْلَٰدَكُمْ خَشْيَةَ إِمْلَٰقٍ.(۱) صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيمُ.

اولاد کی خواہش فطری ہے

میرے عزیزو اور دینی ماؤں بہنو! نکاح کے بعد دونوں ہی خاندانوں کو، اور شوہر بیوی سے زیادہ دوسرے لوگوں کو جلدی ہوتی ہے کہ کب بچے ہونگے؟

نکاح ہوا ہے اولاد کی تمنا فطری ہے، بیٹے ہوجائیں، اس کی تمنا بھی غلط نہیں ہے، حضرت زکریاؑ نے اولاد کو مانگا، حضرت مریمؑ نے حضرت عیسٰیؑ کی پرورش کی، اور انہوں نے خوشی کا اظہار کیا حضرت عیسیٰؑ کی پیدائش پر، حضرت عمران کی اہلیہ حضرت مریمؑ کی والدہ نے منتیں مانگی کہ بیٹا پیدا ہو، تاکہ بیت المقدس کی خدمت کے لیے وقف کردوں؛ لیکن یہ دنیا ہے جنت نہیں ہے، آدمی جو چاہتا ہے جب چاہتا ہے کسی کو نہیں ملا، اللہ جو چاہتے ہیں جب چاہتے ہیں وہی ہوکر رہے گا۔

حصول اولاد میں جلد بازی

وہ ساس بہت غلط کرتی ہے جو حمل کے ٹھہرنے پر جب دیری ہوجائے تو بہو کو طعنہ دینے لگ جاتی ہے، وہ شوہر بہت زیادتی کرتے ہیں جو بیویوں سے بد تمیزی کرتے ہیں جب حمل کے ٹھہرنے میں تاخیر ہوجائے، ضروری علاج کروائیں، صرف عورت کا نہیں مرد کا بھی ٹیسٹ کروائیں، اور جائز حدود میں جو علاج ہوسکتا ہے وہ علاج کرنا چاہیے۔

---

(۱) الاسراء:۳۱

دنیا کا سارا نظام اللہ کے قبضے میں ہے

شریعت نے ہمت افزائی کی ہے کہ ایسی عورت سے نکاح کیا جائے جو بچے زیادہ دینے والی ہو، امت کی تعداد میں اضافہ کرنے والی ہو، ہمارا یہ ایمان ہے کہ پیدا کرنے والا بھی اللہ ہے، اور دنیا کا نظام چلانے والا بھی اللہ ہے، {وَمَا نُنَزِّلُه اِلَّا بِقَدَرٍ مَّعْلُوم}(۱) ہاتھی انسان سے زیادہ کھاتا ہے، سمندر کی مچھلیاں انسانوں سے زیادہ کھاتی ہیں، ان کو روزی دینے والا اللہ کیا میری اولاد کو روزی نہیں دے گا؟ انسان رشوت خوری کرتا ہے، انسان بنجر زمین کو آباد کرنا نہیں چاہتا ہے، انسان Mono Polyto کے ذریعہ سے زمینی ذخائر (Minrilas) اور غلّو کو ساری چیزوں پر قبضہ جمانا چاہتا ہے، عام انسانوں میں انصاف کے ساتھ تقسیم کرنا نہیں چاہتا ہے، یہ مہنگائی حقیقی نہیں ہے Arlificial ہے، مصنوعی اور بناوٹی ہے، یہ غذا کی کمی چند بنیوں کی مکاری ہے، خدائی خزانے کی کمی نہیں ہے۔

آپ قدرت کی مثال میں غور کیجیے! جو جانور نہیں کھائے جاتے ہیں وہ زیادہ بچے دیتے ہیں، جو جانور زیادہ کھائے جاتے ہیں وہ کم بچے دیتے ہیں، گائے، بکری، بیل، بھینس کے اندر بچے دینے کی تعداد کم ہے اور وہ کھائے جاتے ہیں، خنزیر، بلیاں اور کتے نہیں کھائے جاتے ہیں، دنیا کے بہت کم مذہب کے ماننے والے کھاتے ہیں وہ بچے زیادہ دیتے ہیں، عقلمندی ہمارے اعتبار سے یہ بھی ہے کہ جو کھائے جاتے ہیں وہ بچے زیادہ دینا چاہیے، جو نہیں کھائے جاتے ہیں وہ کم بچے دینا چاہیے ان کی ضرورت ہی نہیں ہے، جو کھائے جاتے ہیں بچے کم دیتے ہیں، کم پڑنے چاہیے، بکروں کی کمی ہونی چاہیے، بیلوں اور بھینسوں کی کمی ہونی چاہیے، اور جو نہیں کھائے جاتے وہ بچے زیادہ دیتے ہیں، بلیاں، کتے، خنزیر بستیاں ان سے بھر جانی چاہیے، ایسا کیوں نہیں ہو رہا؟

(۱) الحجر:۲۱

نظام چلانے والا اللہ ہے، پہلے اونٹ، گھوڑے، خچر اور گدھے پر سواری ہوتی تھی، اب نہیں ہے تو گھوڑے اور خچر کہاں چلے گئے؟ جب گھوڑے اور خچر استعمال ہوتے تھے تو پٹرول کہاں چلا گیا تھا؟ لوہا کہاں چلا گیا تھا؟ گھوڑے گدھے خچر اور اونٹ کی ضرورت تھی تو وہ فراوانی کے ساتھ مل گئے، اور جب انسانوں کو پٹرول اور لوہے کی ضرورت پڑی تو اللہ نے اس کو بڑی مقدار میں نکال دیا، ضرورت ایجاد Invention کی ماں ہے، جب ضرورت پیدا ہوجاتی ہے چیزوں کی تو اللہ تعالیٰ ایجاد کردیتے ہیں۔

فیملی پلاننگ کا تصور

پہلے انسان کھلے ذہن کا تھا پوری دنیا اللہ کا کنبہ ہے، پھر اس کے بعد میرا ملک میرا ہے، میرا State میرا ہے، میری برادری میری ہے، میرا خاندان، میرا گھر، ہم دو ہمارے دو، ہم دو ہمارا ایک، ہم دونوں ہی رہیں گے اور میں اکیلا ہی رہوں گا، انسان اتنا سکڑتے چلا گیا۔

Birth Controlling کا نظریہ(۱)، فیملی پلاننگ کا نظریہ، خاندانی منصوبہ بندی کا نظریہ یورپ سے شروع ہوا، عورتیں اپنے جسم کے حسن اور ساخت کو بچانے کے لئے، اپنی بے حیائی کی روش باقی رکھنے کے لئے، اپنی ملازمت میں رکاوٹ پیدا نہ ہو اس کے لیے، اور اس لیے بھی کہ ان بچوں کو کون پالے گا؟ ان ارادوں اور ان کلچر کی وجہ سے Birth Controlling کے کلچر کو وہاں پر چلایا گیا، انتہا یہ ہوگئی کہ یورپ کے سماج میں بوڑھے باقی رہ گئے، جوان اور بچے کم ہوتے چلے گئے، ایک تو نکاح نہیں کرتے اور اگر نکاح کرتے بھی ہیں

---

(۱) مزید تفصیلات کے لیے دیکھیں:
۱- جدید طبی مسائل (ص: ۲۰۳ تا ۲۷۷) مفتی ابوبکر جابر قاسمی
۲- ضبط ولادت کی شرعی و عقلی حیثیت (ص: ۲۸ تا ۸۹) مفتی تقی عثمانی

تو بچوں کی پرورش، پیدائش اور Pregnancy میں دل چسپی نہیں لیتے ہیں، اور اگر بچے ہوتے ہیں تو کم ہوتے ہیں۔

بچوں کی پیدائش کا تناسب Population گھٹتا چلا گیا، اب یورپ کے انہی ملکوں میں Pregnat عورت کو وظیفے دیے جاتے ہیں، اگر وہ نوکر (Employee) ہوتو اسے گھر بٹھا کر تنخواہ دیجاتی ہے، کیوں کہ ایک دن آئے گا ہمارے پاس مشینیں رہ جائیں گی، مشینوں کو چلانے والے انسان نہیں رہیں گے، یہ ایک Political سیاسی جنگ بن گئی ہے، کہ ایشیا اور افریقہ میں Population بڑھ رہا ہے، یورپ اور امریکہ میں آبادی کا تناسب گھٹ رہا ہے، اگر مشین کے بجائے Manual جنگ ہو جائے افرادی جنگ ہونے لگ جائے تو ہم ہار جائیں گے، بہر حال Birth Controling کے کلچر کو ان ایشیائی اور افریقی مما لک میں بھی چلا دیا جانے لگا۔

جسمانی نقصانات

آپ زیادہ بچے پیدا کرنے کا دردسر کیوں مول لینا چاہتے ہیں؟ حالانکہ Birth Controling اور حمل کے ٹھہراؤ کو روکنے کی دوائیں اور روکنے کے ذریعے یہ فطرت سے بغاوت ہے، عورت کے اندرونی Menses حیض کے نظام کو تباہ کر دیتے ہیں، ماہواری کے نظام بگڑ جاتے ہیں، ایسا نہیں ہے کہ پہلے دوائی کھالی گئی حمل کو روکنے کے لئے اور بعد میں ہم دوائی کھالیں گے بچہ پیدا کرنے کے لئے، ہم جب چاہیں بچہ ہو جائے، حمل روکنے کی دوائیں کھائی جاتی ہیں تو بانجھ پن پیدا ہو جاتا ہے، حمل روکنے کی دوائیں کھائی جاتی ہیں تو Sugar، B.P, Thyrad مختلف قسم کی بیماریاں نوجوانی میں ماؤں کو پیدا ہو جاتی ہیں، عورتوں کی صحت کی حفاظت بھی بچوں کی پیدائش سے ہے، بیوی شوہر کے رشتے کی مضبوطی بھی بچوں کی پیدائش سے ہے، جب پہلا بچہ، دوسرا

بچہ، تیسرا بچہ پیدا ہوجاتا ہے تو پھر ماں باپ بہت کچھ ایک دوسرے کے سہنے کے لئے تیار ہوجاتے ہیں بچوں کو مدّنظر رکھتے ہوئے، اور جہاں پر بچے ہونے میں رکاوٹ ڈالی جاتی ہے بچے نہیں ہوتے ہیں، تو طلاق اور خلع پر جلدی جرأت ہوجاتی ہے۔

ازدواجی نقصانات

ازدواجی اعتبار سے بھی نقصان دہ ہے، آپ غور کیجئے! نکاح کرتے کرتے ۲۵ ر سال ہوگئے، ۳۰ ر سال ہوگئے اور فوراً باپ اور ماں بننے کے لئے تیار نہیں، ہم پلاننگ کے ساتھ چل رہے ہیں، ہم ہمارے بچت میں Capule Late کریں گے، اس بچے کو سنبھالنے کی صلاحیت ہے تو ہم حمل ٹھہرنے دیں گے؛ ورنہ نہیں ٹھہرنے دیں گے۔

تو اب شادی ہوئی ۳۰ ر ۳۲ سال میں، بچہ ہوا مثلاً ۳۵ ر سال کی عمر میں، تو یہ بے چارہ ۳۵ ر کی عمر میں بچوں کی شرارت کیا سنبھالے گا؟ کھیلنے کودنے میں ساتھ کیا دے گا؟ یہ اپنے بچوں کے نکاح کیا دیکھ پائے گا؟ ۳۵ ر سال کی عمر میں باپ بنا، اور وہ اپنے بچوں کی شادی ۳۰ ر سال میں نہیں، ۳۲ ر سال میں کرے گا تو ۳۵ ر سے ۴۵، ۴۵ سے ۵۵ سے ۶۵ ر یہ بے چارے اپنے پوتروں کو دیکھنے کا تصور بھی نہیں کرسکتے، نواسوں کو دیکھنے کا تصور بھی نہیں کرسکتے، ان کے گھر آباد نہیں ہو پاتے ہیں، یہ اپنی نسل کی پرورش کر نہیں پاتے ہیں فطری نظام سے بغاوت کی وجہ سے، فطری نظام سے پیچھے ہٹ جانے کی وجہ سے، جس عمر میں نکاح ہونا چاہیے نہیں ہوا، جس عمر میں صاحب اولاد (بچہ والا) بن جانا چاہیے تھا نہیں بنا۔

ہاں! بچوں کے درمیان فاصلہ اور Gyap رکھنا چاہیے، مرد وعورت اپنے اندرونی اعضاء کو چھپانے کے لیے جو تھیلیاں ملتی ہیں اس کا استعمال کرتے ہوئے

سال ڈیڑھ سال کا فاصلہ دو بچوں کے درمیان رکھیں تاکہ بیوی کی صحت بھی درست ہوجائے اور بچوں کو بھی دودھ اپنی ماں کا مکمل مل جائے، اس لئے اگر دو ڈھائی سال کا فاصلہ رکھے تو زیادہ بہتر ہے، لیکن بغیر مفتی صاحب سے پوچھے، محض روزی کے غم میں مکمل طور پر Birth Controll کر دینا، بچہ دانی نکال دینا اور مرد کی رگ کو بند کر دینا اس کی اجازت نہیں ہے، یہ مشرکانہ عمل ہے۔

عارضی منع حمل

چار مہینے ہوچکے بچہ دانی کے اندر روح پڑ چکی ہے، اب اگر Abortion کرنے اور اسقاط کا قدم اٹھایا جاتا ہے تو یہ قتل کے گناہ کے برابر ہے، ایک انسانی جان کو ضائع کر دینا ہے، ہاں! Birth Controll Temporary ذریعہ ہے، کسی خاص شرعی عذر کی وجہ سے اگر کوئی Temporary طور پر وقتی اور عارضی طور پر منع حمل کی دوائیں کھالے اور حمل کو روکنے والی دوائیں استعمال کرتا ہے، تو اس کی اجازت دی جائے گی، لیکن صرف حسن کو بچانے کے لیے، نوکری کو سنبھالنے کے لیے اور اللہ کی ذات پر بے اعتمادی کی وجہ سے کرے تو اس کی اجازت نہیں ہے۔

عزل کی تعریف اور صورتیں

بیوی سے مقاربت کے وقت مادۂ منویہ کو شرم گاہ سے باہر گرانے کو ''عزل'' کہتے ہیں، موجودہ دور میں سائنس اور ٹکنالوجی کی ترقی کی وجہ سے مانع حمل کی نت نئی ترقی یافتہ بہت سی صورتیں (کنڈوم، کاپرٹی، اورل پلس) ایجاد ہوگئی ہیں اور اس کا استعمال غیر معمولی طور پر بڑھ گیا ہے۔

عزل کا حکم

اسلام سے پہلے لوگ ''عزل'' کا طریقہ اختیار کرتے تھے، لیکن اس کے حکم میں احادیث مختلف ہیں، بعض احادیث سے مطلقاً جواز معلوم ہوتا ہے، اور اکثر

فقہاءِ احناف کا اسی طرف رجحان ہے بشرطیکہ بیوی کی اجازت ہو، بعض حضرات مکروہ قرار دیتے ہیں، اکثر فقہاء کرام کی یہی رائے ہے، اور زیادہ احادیث بھی ایسی منقول ہیں، اور بعض احادیث سے تو بالکل حرمت ثابت ہوتی ہے۔

بہرحال! زیادہ صحیح بات یہ ہے کہ بلاضرورت عزل کرنا کراہت سے خالی نہیں ہے، بالخصوص اس وقت جب کہ محض معاشی حالات کے پیشِ نظر اولاد سے بچنا مقصود ہو، اور اگر کوئی عذر ہو تو اجازت ہے، مثلاً حمل ٹھہر جانے کی وجہ سے شیر خوار بچہ کو دودھ سے محروم رہ جانے کا اندیشہ ہو یا حمل ٹھہر جانے کی صورت میں عورت کی صحت کو غیر معمولی خطرہ لاحق ہو تو شریعت عزل کی اجازت دیتی ہے۔

معاشرے کے دو رخ

آپ غور کیجئے! معاشرے کی دو عجیب تصویریں ہیں، ایک تصویر Birth Controll کی اور Birth Controll کی دواؤں کی، اور حقیقت میں Birth Controll کے کلچر کے ذریعہ سے انسان دشمن طاقتیں بے حیائی کو فروغ دینا چاہتی ہے، زنا ہوجائے، گناہ چھپ جائے، زنا ہوجائے حمل نہ ٹھہرے، لذتیں مل جائیں اولاد کی ذمہ داری اٹھانی نہ پڑے۔

دوسری تصویر آپ شہروں میں دیکھئے! I.V.F کے Poster لگے ہوئے ہیں، Baby Test Tube کا سہارا لیا جاتا ہے، وہ مادّہ اور وہ پانی کہ جس سے حمل ٹھہرتا ہے اس کی کئی صورتیں ہیں، کسی اجنبی عورت کی بچہ دانی میں ڈالا جاتا ہے کرایہ پر، کیسی انسانیت سے گری ہوئی حرکت ہے، بچہ دانی کو کرایہ پر لیا جاتا ہے، بنگال سے آسام سے غریب علاقوں سے مزدور عورتوں کو لاکر ہیرو، ہیروئن کی زندگی گزارنے والے مرد وعورت اپنے بچوں کی پرورش اپنے پیٹ میں نہیں بلکہ اس مزدورن کے پیٹ میں کرتے ہیں، پیدا ہوتے ہی اس کی مزدوری نو مہینے کی دے کر بچہ لے لیتے ہیں، یا کسی اور عورت کی بچہ دانی میں رکھ کر بار آور ہونے

کے بعد حقیقی بیوی کے پیٹ میں ڈالا جاتا ہے، کبھی کسی اور مرد کا لے کر بیوی کے پیٹ میں ڈالا جاتا ہے، کبھی کسی اور عورت کا لے کر بیوی کی بچہ دانی میں منتقل کیا جاتا ہے، یہ فطرت کے خلاف ہے، اس میں بے پردگی ہوتی ہے، نامحرم ڈاکٹروں کے سامنے عورت کے اندرونی جسم کو کھولنا پڑتا ہے، اس میں استمناء بالید کا گھناؤنا عمل کرنا پڑتا ہے، وہ نطفہ جو مرد کے جسم میں ہے ناجائز طریقہ سے اخراج کر کے پیش کرنا پڑتا ہے، اس کے اندر اختلاط نسب، یعنی نسب کے بگڑ جانے کا اندیشہ ہے؛ کیوں کہ دواخانوں میں بڑی بڑی فیس لی جاتی ہے تو کسی بھی مرد کا نطفہ، کسی بھی عورت کا نطفہ ملا دیا جاسکتا ہے کیونکہ ان کے یہاں حفاظتِ نسب کی اہمیت نہیں ہے، اجنبی مرد کا نطفہ اور Sperm عورت کے پیٹ میں ڈالا گیا تو زنا کاری کا گناہ اس عورت کی گردن پر آئے گا، بہت سخت مجبوری ہے، نفسانی مریض بنتی جارہی ہے، بہت عجیب عجیب قسم کی بیماری کا حملہ ہورہا ہے، بااعتماد ڈاکٹر ہے یا شوہر خود ڈاکٹر ہے اور وہ اپنے نطفہ کو لے کر محفوظ طریقہ پر اگر منتقل کرتے ہیں تو سخت مجبوری میں اجازت ہے عام حالات میں اجازت نہیں ہے۔

ان اعمال کو کیجئے

آپ کسی یتیم کی پرورش کیجئے اللہ تعالیٰ کی رحمت آپ کی طرف متوجہ ہوگی، مدرسے کے کسی طالب علم کی ذمہ داری لے لیجئے، خاندان کے کسی بے آسرا بچے کی کفالت کر لیجئے، نبیوں کی دعائیں قرآن میں ہے ان دعاؤں کا اہتمام کیجیے:

رَبَّنَا هَبۡ لَنَا مِنۡ أَزۡوَٰجِنَا وَذُرِّيَّٰتِنَا قُرَّةَ أَعۡيُنٖ وَٱجۡعَلۡنَا لِلۡمُتَّقِينَ إِمَامًا.(١) .... رَبِّ هَبۡ لِي مِنَ ٱلصَّٰلِحِينَ (٢) .... رَبِّ لَا تَذَرۡنِي فَرۡدا وَأَنتَ خَيۡرُ ٱلۡوَٰرِثِينَ. (٣)

---

(۱) الفرقان:۷۴

(۲) الصافات:۱۰۰

(۳) الانبیاء:۸۹

اس قسم کی دعاؤں کا اہتمام کیجیے! بچے کیوں چاہیے! ثواب کے لئے ہی تو چاہیے! بچے کیوں چاہیے! اللہ کو راضی کرنے کے لیے ہی تو چاہیے! بچے کیوں چاہیے! آخرت بنانے کے لیے ہی تو چاہیے!

متبنّیٰ کے احکام

Adoption کیا جاسکتا ہے متبنّیٰ بنایا جاسکتا ہے، عیسائی لوگ لاوارث بچوں کو لے کر پرورش کرتے ہیں اور عیسائی بنا دیتے ہیں، آپ بھی اپنی بہن کے اور بھائی کے بچوں کو پالئے، دواخانوں میں چھوڑ دیئے جانے والے بچوں کی پرورش کیجیے، یہ مت سوچیے! اس کے ماں باپ کتنے گندے ہونگے؟ یہ سوچیے! کہ ہوسکتا ہے ماں باپ مجبور تھے ہونگے، اور صرف ماں باپ سے نہیں ہوتا آپ کی تربیت سے بھی ہوسکتا ہے، آپ کی تربیت سے اللہ تعالیٰ اس بچے کو علماء اور اولیاء میں سے بنادے، اس بچی کو نیک بندیوں میں سے بنادے، بچے پرورش کیجیے خالص اللہ کے لیے، Adoption خالص اللہ کے لیے، لے پالک اور متبنّیٰ بنانا، بچے کو گود میں لینا اللہ ہی کے لیے ہو، مت چھپایئے بچے کو اس کے حقیقی باپ سے، پیسے دے کر یہ مت سمجھیے کہ ہم نے اس بچے کو خرید لیا ہے، سخت مجبوری میں لڑکے یا لڑکی کے باپ کو پیسے دیدیئے الگ بات ہے، لیکن آپ اس بچے کی قیمت مت سمجھیے۔

قانونی مجبوریوں کی وجہ سے کاغذات میں اگر آپ اپنا نام لکھوانا چاہتے ہیں تو اس کی اجازت ہے، لیکن نسبت کا چھپانا حرام ہے، مت ڈریئے! کہ اگر میں اس بچے کو حقیقی باپ اور ماں بتادوں گا تو یہ مجھے چھوڑ کر چلا جائے گا، اللہ کے لئے کیا ہے، اللہ سے مجھے صلہ لینا ہے اور جب اللہ مل گیا تو سب کچھ مل گیا، اور ایسے موقع پر بچے میں وفاداری پیدا ہوتی ہے، بدگمان مت کیجیے اس بچے کو حقیقی ماں باپ سے، اور جو ماں باپ اس بچے کو دے رہے ہیں دوسرے کے

حوالے کررہے ہیں اس بچے کو ان Adop کرنے والے ماں باپ کے حوالے کرکے ان ہی کی اطاعت کا حکم دے، اپنے سے دلی وابستگیوں کو جوڑ دے، ہانڈی میں چار چمچے ہوں گے تو ہانڈی خراب ہوجائے گی، Staring پر دو بیٹھیں گے تو گاڑی آگے نہیں بڑھے گی، گاڑی کے پہیے دو طرف ہوں گے ایک Inch بھی آگے نہیں بڑھ سکتی، اسی طریقے سے جب بچہ دوسرے کو اللہ کے لیے دے دیا اب اللہ کے حوالے کردیجیے، وہاں مداخلت مت کیجیے۔

اولاد کی چاہت میں ضد نہ کریں

جلد بازی مت کیجیے سات سال کے بعد بھی بچے ہوتے ہیں، دس سال کے بعد بھی ہوتے ہیں، پندرہ سال کے بعد بھی ہوتے ہیں، ۳۵/سال کے بعد بھی ہوتے ہیں، ہم نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے۔

زیادہ ضد کرکے مت مانگئے، دینے والا جانتا ہے لینے والے کے اندر کتنی استعداد ہے، بہت ضد کرکے مانگا، اتنا شریر بچہ پیدا ہوا کہ کعبۃ اللہ کے پاس جا کر جیسے اولاد مانگا تھا ویسے ہی کعبۃ اللہ کے پاس جا کر اس بچے کی موت کو مانگا ہے، اے اللہ! جیتے جی اس بچے کو موت دیدیجیے، اس نے ہمارا جینا دشوار کردیا ہے اللہ کی مصلحتوں کو کون جانتا ہے؟ انتظار کے زمانے کو حافظ بننے میں لگائیے، عالم بننے میں لگائیے، اپنی بیویوں کو علم دین سے جوڑیئے، مکاتب آباد کیجیے، مدرسے آباد کیجیے، ٹیوشن سینٹر چلائیے، خالی رہتی ہے تو بچوں کی کمی یاد آتی ہے، آنے والے کے طعنے بھی ہوتے ہیں، ہمیں اس کا احساس ہے، لیکن انتظار کے زمانے کو کسی بامقصد کام میں لگانا چاہیے، اولاد کا ہونا ہمارے اختیار میں نہیں ہے، لیکن انتظار کے وقت کو قیمتی بنانا ہمارے اختیار میں ہے۔

جسمانی اولاد ہی ضروری نہیں

جسمانی اولاد ہونا ضروری نہیں ہے، روحانی اولاد بھی تو بڑی چیز ہے،

ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کوئی بیٹا زندہ نہیں رہا، سارے بیٹوں بیٹیوں کے جنازے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے اٹھے ہیں سوائے حضرت فاطمہؓ کے، اور حضرت فاطمہؓ بھی آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چھ مہینے بعد اس دنیا سے کوچ کر گئیں، اللہ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نسل کو حضرت فاطمہؓ سے چلایا۔

بڑے بڑے علماء گزرے ہیں جن کی اولاد نہیں تھی، نکاح ہی نہیں کیا؛ لیکن آج بعد میں آنے والے علماء اور امت ان کا نام لے رہے ہیں، حتی کہ ان علماء پر ایک کتاب لکھی گئی ہے: ''العلماء العُزّاب الّذین آثروا العِلمَ علی الزِّواج'' وہ علماء کہ جنہوں نے علم کو نکاح پر ترجیح دی، وہ اپنے بارے میں کچھ جانتے تھے کہ ہم نکاح کریں گے تو بیوی کا حق ادا نہیں کر پائیں گے؛ اس لئے انہوں نے نکاح نہیں کیا، آج ان کی کتابیں موجود ہیں وہ بانجھ نہیں مرے، ان کا علم صدقہ جاریہ بنا ہوا ہے، حضرت علی میاںؒ ندوی نے پوری دنیا میں انقلاب برپا کیا، کئی تصنیفیں چھوڑ کر گئے، ان کی جسمانی اولاد دنیا میں نہیں ہے، روحانی اولاد ہے، علمی نسب چل رہا ہے، یہ اختیار میں ہے یہ ہم کر سکتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ ہر قسم کی بدفہمی سے ہماری اور پوری امت مسلمہ کی حفاظت فرمائے۔ (آمین)

وَآخِرُ دَعْوَانَا أَنِ ٱلْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ ٱلْعٰلَمِينَ.

☆☆☆☆☆

تمرینی سوالات

سوال ۱: کیا اولاد کی تمنا کرنا درست ہے؟ اور معاشرہ کی چند غلط فہمیاں بتلائیں؟

سوال ۲: کیا فیملی پلاننگ جائز ہے؟

سوال ۳: فیملی پلاننگ کے چند نقصانات بیان کیجیے؟

سوال ۴: کیا وقتی طور پر حمل روکا جا سکتا ہے؟

سوال ۵: آئی، وی، ایف کسے کہتے ہیں؟ اور اس کا حکم کیا ہے؟

سوال ۶: کیا Baby Test Tube کرانا جائز ہے؟ جائز شکلیں بیان کیجیے؟

سوال ۷: حصولِ اولاد کے لئے کن کن اعمال کو کرنا چاہیے؟

سوال ۸: متبنیٰ کے احکام واضح کیجیے؟

سوال ۹: عزل کی تعریف اور حکم بیان کیجیے؟

درس نمبر ۱۳

عقیقہ کے شرعی مسائل

نَحْمَدُهُ وَ نُصَلِّيْ عَلَى رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ، أَمَّا بَعْدُ! أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ ٱلشَّيْطَٰنِ ٱلرَّجِيمِ، بِسْمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحْمَٰنِ ٱلرَّحِيمِ:

يَهَبُ لِمَن يَشَآءُ إِنَٰثًا وَيَهَبُ لِمَن يَشَآءُ ٱلذُّكُورَ أَوْ يُزَوِّجُهُمْ ذُكْرَانًا وَإِنَٰثًاۖ وَيَجْعَلُ مَن يَشَآءُ عَقِيمًاۚ.(۱)صَدَقَ ٱللَّهُ ٱلْعَظِيمُ.

اولاد دینے والے اللہ ہیں

میرے عزیز و اور دینی ماؤں بہنو! نکاح کے بعد جب مرد اور عورت، بیوی اور شوہر کی ملاقات ہوتی ہے اور تقدیر میں لکھا ہو تو اللہ تعالیٰ بیٹے کا بیٹی کا یا دو جڑوا بچوں کا بچیوں کا، کبھی بچہ اور بچی کا فیصلہ فرما دیتے ہیں۔ (۲)

اولاد نعمت بھی ہے اور ذمہ داری بھی ہے، باپ بننا آسان ہے تربیت کرنا مشکل ہے، زمانۂ جاہلیت میں بھی یہ طریقہ تھا، چونکہ قانونی اور حلال تعلق کے نتیجہ میں یہ بیٹا پیدا ہوا ہے، اسی لیے خوشی کا اظہار کیا جاتا ہے۔

بچے کے کانوں میں اذان واقامت

اسلام نے یہ سنت قرار دیا کہ جیسے ہی ولادت ہو جائے، گندگی وغیرہ کی صفائی کے بعد ایک کان میں اذان کے کلمات، دوسرے کان میں اقامت کے کلمات کہے جائیں، جب انسان کا انتقال ہوتا ہے تو نمازِ جنازہ پڑھائی جاتی ہے،

---

(۱) الشوریٰ: ۴۹و۵۰

(۲) مزید تفصیلات کے لیے دیکھیں:
۱- مسنون معاشرت (۱/ ۲۰۲ تا ۲۲۰) مفتی ابوبکر جابر قاسمی
۲- عقیقہ فضائل ومسائل مفتی سراج الحق میواتی

گویا احساس دلایا جاتا ہے کہ آپ کی پوری زندگی اتنی ہی ہے جتنا کے اقامت اور نماز کے کھڑے ہونے میں ہوتی ہے، چند سیکنڈ ہوتے ہیں، ایک منٹ ہوتا ہے اقامت کے بعد نماز کے کھڑے ہونے میں، سب سے پہلی آواز بچے کے کانوں میں توحید کی گونجنی چاہیے اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ بچہ مکمل طور پر بے شعور نہیں ہے جیسا کہ ہم سمجھ رہے ہیں۔

بچے کا نام اور ہمارا معاشرہ

نام رکھنا یہ بچے کے باپ کا حق ہے، عقیقہ کرنا یہ بچے کے باپ کا حق ہے، خاندان کے ذمہ دار ہوتے ہیں، دادا، دادی، اور کبھی چچا، تایا تو باپ کے رشتے دار ذمہ داری کے ساتھ اس خوشی کو انجام دینا چاہتے ہیں، یہاں پر یہ بے ترتیبی اور بدنظمی نہیں ہونی چاہیے کہ نام رکھنے پر ددھیال اور ننھیال میں جھگڑے چھڑ جائیں، عقیقہ کرنے کے مسئلہ میں باپ کے علاوہ دوسرے رشتے دار زیادہ جوش اور خروش دکھانے لگ جائیں، ایسا نہیں ہونا چاہیے، اگر کوئی خدمت کرنا چاہتا ہے تو بچہ کے باپ سے رائے ملائے، اور رائے ملا کر جس طریقے سے حصہ لینے کی فکر ہے حصہ لیں، یہ پہلا مرحلہ نام رکھنے کا ہے حضرت آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

إِنَّ مِنْ حَقِّ الْوَلَدِ عَلَى الْوَالِدِ أَنْ يُحْسِنَ اسْمَهُ، وَ يُحْسِنَ أَدَبَهُ. (۱)

بیٹے کا باپ پر حق ہے کہ وہ اس کا اچھا نام رکھے اور تربیت اچھی دے۔

ہمارا معاشرہ بھی بڑا عجیب ہے، نام رکھنے کا تو بڑا غم ہوتا ہے، تربیت کرنے کی اتنی فکر نہیں ہوتی ہے، نام رکھنے کے لئے جتنا کتابوں کو چھانا جاتا ہے، بار بار علماء سے پوچھا جاتا ہے، اور پوچھا بھی جانا چاہیے؛ لیکن اتنی فکرمندی اتنی پوچھ

(۱) مسند بزار، حدیث نمبر: ۸۵۴۰

تا چھ تربیت کرنے کے لئے نہیں ہوتی ہے، حضرت آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: نبیوں کے نام پر اپنی اولادوں کے نام رکھو، عبداللہ، عبدالرحمن، نام رکھو، تکبر ظاہر کرنے والے ناموں سے اپنے آپ کو بچایا جائے، ناچنے گانے والوں یا گمنام قسم کی شخصیتوں کے نام رکھنے میں احتیاط کی جائے۔

نام رکھنے کی تاثیر ہے، نام کی تاثیر ہے لیکن اتنی زیادہ نہیں کہ تربیت پر غالب آجائے، ہم نے تربیت تو کی کوئلہ بنانے کی اور نام رکھ دیا سونے کا، تو وہ کوئلہ سونا بننے والا نہیں ہے صرف نام رکھ دینے کی وجہ سے، ہماری نمازِ فجر کتنی ہوتی ہے؟ ہر وقت کی دعائیں ہم کتنا پڑھتے ہیں؟ امید کے زمانے میں اللہ سے تعلق کتنا رہا؟ دودھ پلانے کے وقت ہمارا کیا طریقہ ہوتا ہے؟ کس عمر میں بچوں کو کیا سکھانا چاہیے؟ ان سب تفصیلات کے بارے میں اتنا علماء اکرام سے پوچھا نہیں جاتا، جتنا مختلف نام (انٹرنیٹ) سے نکال کر پوچھا جاتا ہے، جذبہ یہی ہے کہ انوکھا نام ہو، جذبہ یہی ہے کہ البیلا نام ہو جو کسی نے نہیں رکھا ہو، تھوڑا سا فرق ہو جائے اس لیے نام آدمی رکھ لیتا ہو کوئی حرج نہیں ہے۔ لیکن اتنا تعب اٹھانا، اتنے مہینوں انتظار کرنا یہ اسلامی مزاج کے مطابق بات محسوس نہیں ہوتی ہے۔

عقیقہ کے جانور

ایک سال کا بکرا یا بکری یا بڑے جانور میں ایک حصہ یا دو حصے لڑکا ہو تو دو حصے، لڑکی ہو تو ایک حصہ، لڑکا ہو تو دو بکرے لڑکی ہو تو ایک بکرا کرنا مستحب ہے، زیادہ سے زیادہ سنت ہے۔ حضرت آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ وُلِدَ لَهُ وَلَدٌ فَأَحَبَّ أَنْ يَنْسُكَ عَنْهُ فَلْيَنْسُكْ عَنِ الْغُلَامِ شَاتَانِ مُكَافِئَتَانِ، وَعَنِ الْجَارِيَةِ شَاةٌ. (۱)

کہ جس کے یہاں بچے کی ولادت ہو اور وہ جانور ذبح کرنا چاہتا ہو، تو لڑکے

(۱) ابوداؤد، حدیث نمبر: ۲۸۴۲

کی طرف سے دو جانور ذبح کرے، کھانا بھی جائز ہے اور کھلانا بھی جائز ہے، تین حصے بنا کر ایک کھانے میں، ایک تقسیم میں اور ایک مہمان نوازی میں خرچ کیا جا سکتا ہے۔

اگر اللہ نے استعداد دی ہے تو عقیقہ کیجئے، پر قرض لا کر مت کیجئے، والدین کا حق ڈوبا کر مت کیجئے، بہنوں کے نکاح کے مسئلے کو نظر انداز کر کے مت کیجئے، اپنے اپنے ملازمت کی جگہ پر کوتاہیاں، بچوں کی پڑھائی میں ناغے کرتے ہوئے عقیقہ کرنا کوئی سنت نہیں ہے، بے پردگی اور محفلوں کا انتظام یہ سب اسلامی احکام کی مخالفت ہے۔خوشی کا اظہار کیا جائے، کھانا پکا کر کھلایا جا سکتا ہے عقیقہ بہت دھوم دھام سے کرنا پہلا بیٹا، آخری بیٹی، پہلی بیٹی، آخری بیٹا، خاندان کا پہلا پوترا، پہلا نواسہ مختلف قسم کے بہانے ہیں، مکتب آباد کرنے کے لئے پیسے نہیں ہے، اسکول اور مدرسے کی فیس ادا کرنے کے لئے وقت نہیں ہے، عقیقے میں سارے ارمان رکھائے جاتے ہے، مسلمانوں کا Maternity Hospital (زچگی خانہ) پردے والا بہت کم علاقوں میں ہے، ان اجتماعی تقاضوں کے لئے ہمارے پاس نہ وقت ہے اور نہ مال ہے، حضرت ابوعبدالرحمن حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے بھائی ہیں انہیں بہت دیر سے اولاد ہوئی تو انھوں نے فرمایا: کہ میں اپنے بچے کا عقیقہ اونٹ سے کرنا چاہتا ہوں، امی جان حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: نہیں بھائی! حضرت آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت ہی بہتر ہے، آپ بچے کی طرف سے دو بکرے کر دیجئے، بچی کی طرف سے ایک بکرا ہی بہتر ہے۔

عقیقہ کب؟

وقت کے اعتبار سے سنت یہ ہے کہ ساتویں دن کریں، چودھویں دن کریں، اکیسویں دن کریں حضرت تھانویؒ نے ”بہشتی زیور“ میں ایک آسان ترتیب بتلائی کہ بچہ مثلاً چہارشنبہ کے دن مغرب سے پہلے پیدا ہوا، تو جب بھی

عقیقہ زندگی میں کرنا ہے تو منگل کے دن کیجئے، حساب برابر آ جائے گا، سات، چودہ، اکیس، ستائیس طاق عدد آ جائے گا، وقت کی سنت پر اس طرح سے عمل ہو جائے گا، اکیس دن تک کرنا زیادہ اہمیت رکھتا ہے، اس کے بعد زندگی میں کرنا نفل کا درجہ رکھتا ہے، حدیث کے مطابق عقیقہ کرنے کی وجہ سے بلائیں ٹل جاتی ہیں، اپنی وسعت کے مطابق کرنا چاہیے۔

بال مونڈھنا

دوسرا مرحلہ عقیقہ کرنے کا ہے، عقّ یعقّ کے معنیٰ کاٹنے کے آتے ہے بچہ یا بچی جب دنیا میں آتے ہیں تو ان کے سر کو لگے ہوئے بال نقصان دہ ہوتے ہیں، اسی لیے ان بالوں کو پہلے عقیقے کے دن مونڈھ دیا جاتا ہے، اگر بچے کی صحت متحمل ہو، بچہ اگر Healthy اور تندرست ہے، بال کاٹنا مناسب ہے تو بال مونڈھ دیئے جائے، ایک وقت ہونا ضروری نہیں ہے؛ جانور کے ذبح ہونے کا وقت ہی استرا چلنے کا وقت ہو ایسا ضروری نہیں ہے، لیکن اسی دن ہو جائے تو زیادہ بہتر ہے، وقت کی سنت یہی ہے کہ جانور کا ذبح ہونا، بال کا مونڈھ جانا ایک ہی وقت میں ہو، بالوں کو مونڈھ دینے کے بعد دفن کر دیجئے، ایسی جگہ ڈالئے جہاں عام لوگوں کی آمد ورفت نہیں ہے، چونکہ ناخن اور بالوں کے ذریعہ سے جادو آسانی سے ہوتا ہے۔

بالوں کی بقدر چاندی صدقہ کرنا

اور جتنے بال بچے کے ہوتے ہیں اس کے برابر چاندی صدقہ کرنا بھی مستحب ہے، اگر گنجائش ہو ہزار، چھ، سات سو روپیئے بن جاتے ہیں، ایک تولہ ڈیڑھ تولہ چند گرام کے برابر بال ہوتے ہیں۔

لڑکی کی پیدائش پر غم نہ کریں

بیٹی کے پیدا ہونے پر ناراضگی کا اظہار نہ کیا جائے، دو بیٹیاں یا ایک بیٹی

کے ساتھ سوتیلا پن نہ کریں، اور اہتمام سے تربیت کریں، حضرت آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایسے باپ کے لئے جنت کی بشارت سنائی، اس عورت کو مبارک قرار دیا گیا جو پہلے بچی کو جنے، ایسی عورت کو مسعودہ قرار دیا گیا، سعادت مند قرار دیا گیا کہ جس کے پاس پہلے بچی پیدا ہو۔

تحنیک

اللہ کے نیک بندوں کے پاس بچوں کی تحنیک کے لئے جایا جاتا ہے بچے کی پیدائش کے بعد، حضرت مفتی سعید صاحبؒ پالن پوری تحنیک کا طریقہ بتلائے تھے، عربوں میں بھی ہے کہ کھجور وغیرہ انگوٹھے کو لگا کر بچے کے منھ کے اندر کے تالو پر، سر کا تالو نہیں، زبان کے اوپر کے تالو پر کھجور چٹایا جاتا تھا، تا کہ سب سے پہلا لعاب یا چیز جو بچے کے حلق کے نیچے اترے وہ کسی اللہ والے کا لعاب اور تھوک ہو، اور اپنے بچے کے لئے ان بندوں سے دعا کروائی جاتی تھی۔

دعاؤں کا اہتمام

عورتوں کی ولادت کے بعد ناپاکی کے دن شروع ہو جاتے ہیں، ولادت تک نماز کا اہتمام ہونا چاہیے، نظر کی دعا صبح وشام آدمی پڑھیں، حضرت حسنؓ اور حضرت حسینؓ پر حضرت آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ پڑھا کرتے تھے:

أَعُوذُ بِكَلِمَاتِ اللهِ التَّامَّةِ مِنْ كُلِّ شَيْطَانٍ وَهَامَّةٍ وَمِنْ كُلِّ عَيْنٍ لَامَّةٍ. (۱)

سورۂ قلم کی آخری آیت پڑھیں:

وَإِن يَكَادُ ٱلَّذِينَ كَفَرُواْ لَيُزۡلِقُونَكَ بِأَبۡصَٰرِهِمۡ لَمَّا سَمِعُواْ ٱلذِّكۡرَ وَيَقُولُونَ إِنَّهُۥ لَمَجۡنُون وَمَا هُوَ إِلَّا ذِكۡر لِّلۡعَٰلَمِينَ. (۲)

---

(۱) بخاری، حدیث نمبر: ۳۳۷۱

(۲) القلم: ۵۱و۵۲

یا چار قل اور آیت الکرسی پڑھ کر دم کیجئے، اپنے بچوں کو گھنگرو مت پہنائیں:

إِنَّ مَعَ كُلِّ جَرَسٍ شَيْطَانًا. (۱)

ہر گھنٹی کے ساتھ شیطان ہے۔

کالا دھاگہ مت پہنائیں ہندوؤں کا عقیدہ ہے، کالا دھاگا پہنانے سے بلائیں نہیں آئیں گی، نفع نقصان دینے والا اللہ ہے، نقصان سے بچنے کے لئے صدقہ ہے، نقصان سے بچنے کے لئے نماز ہے:

وَٱسْتَعِينُواْ بِٱلصَّبْرِ وَٱلصَّلَوٰةِۚ. (۲)

بَادِرُوا بِالصَّدَقَةِ فَإِنَّ الْبَلَاءَ لَا يَتَخَطَّاهَا. (۳)

عقیقہ میں پائی جانے والی رسومات

ایسا نہیں سوچنا چاہیے اگر ہم بچے کو فلانے رنگ کے دھاگے، فلان رنگ کی موتیاں پہنادیں گے تو ہمارا فلاں نفع ہو جائے گا، بچوں کے بال ساتویں دن، چودھویں دن، اکیسویں دن کاٹنے کے بجائے ویسے ہی رکھ لیا جاتا ہے، بچوں کو چوٹی تک ڈالی جاتی ہے، اور بچوں کو بھی یہ سونچا جاتا ہے کسی درگاہ پر لے جائیں گے، کسی قبر پر لے جا کر کاٹیں گے، یہ شرکیہ عمل ہے اس میں کوئی ثواب نہیں ہے، ان بالوں کو بہت مقدس سمجھا جاتا ہے، یہ مقدس کا تصور بھی غلط ہے، ہاں! ان بالوں کو دفن کیا جائے، عام لوگوں میں آنے نہ دیا جائے۔

اور ضروری نہیں کہ بچہ جہاں پر رہتا ہے وہاں پر عقیقہ کیا جائے، مثلاً امریکہ میں ولادت ہوئی ہندوستان میں عقیقہ کیا، ہندوستان میں ولادت ہوئی سعودی میں عقیقہ کیا جا سکتا ہے، اجازت ہے اتحاد مکان ضروری نہیں ہے، عقیقے اور جس بچے کی طرف سے عقیقہ کیا جارہا ہے دونوں کی جگہ کا ایک ہونا ضروری نہیں ہے۔

(۱) ابوداؤد، حدیث نمبر: ۴۲۳۰

(۲) البقرہ: ۴۵

(۳) مشکوۃ، حدیث نمبر: ۱۸۸۷

عقیقہ قربانی کے دنوں میں بھی کر سکتے ہے، بڑے جانور میں حصّے لے لیجئے، لڑکے کے لئے دو حصّے لڑکی کے لئے ایک حصّہ لے لیجئے، بڑے ہونے کے بعد اللہ تعالیٰ کبھی وسعت دے، اور دوسرے واجبی حقوق میں کوتاہی نہ ہو تو اس وقت بھی کیا جاسکتا ہے۔

تحفہ دینے کو ضروری سمجھنا، شرما حضوری میں تحفہ لاکر دینا، دوسروں کے سامنے ذلت ہوجائے گی کہ میں نے تحفہ نہیں دیا، جائز نہیں ہے، ہدیہ محبت میں دیا جاتا ہے، دباؤ میں دیا جانے والا ہدیہ حلال نہیں کہلائے گا۔

بچوں کو بہلانے کے لئے درود شریف پڑھیئے، صبح میں سورہ یٰس کی تلاوت، شام میں سورہ واقعہ، سورہ الم سجدہ، سورہ ملک وغیرہ کی تلاوت ہو اور آڈیو رکارڈنگ بھی ہوتی ہے اور ویڈیو رکارڈنگ بھی ہوتی ہے، بچپن سے میوزک اور فون کا عادی نہ بنایا جائے عقیقہ بڑے بڑے فنکشن ہالوں میں کرنا، عقیقہ میں بڑے بڑے لڈو، نام رکھائی تقسیم کرنا یہ غلط طریقہ ہے، پیسوں کی بربادی ہے، اسراف ہے، دوسرے اعمال میں کوتاہی ہے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ ہمیں ہر عمل میں خوشی اور غم میں اتباعِ شریعت کی دولت عطا فرمائے (آمین)

وَآخِرُ دَعْوَانَا أَنِ ٱلْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ ٱلْعٰلَمِينَ.

☆☆☆☆☆

تمرینی سوالات

سوال۱: بچہ کی ولادت کے بعد کون سے کلمات کانوں میں کہے جاتے ہیں؟

سوال۲: بچہ کا نام کیسے رکھا جائے؟ اس سلسلے میں پائی جانے والی کوتاہیاں گنوائیں؟

سوال۳: عقیقہ کی وجہ تسمیہ ذکر کریں؟

سوال۴: کیا عقیقہ کرنا ضروری ہے؟ مزید لکھیں کہ عقیقہ میں کتنے جانور رہوں؟

سوال۵: عقیقہ اگر ساتویں دن نہ ہوسکا تو پھر کب کرنا چاہیے؟

سوال۶: بال مونڈھنے کا طریقہ کیا ہو؟

سوال۷: تحینیک کسے کہتے ہیں؟

سوال۸: عقیقہ میں پائی جانے والی رسومات کا تذکرہ کیجئے۔

درس نمبر ۱۴

جب لڑکی بالغ ہو جائے

نَحْمَدُهُ وَ نُصَلِّيْ عَلَى رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ، أَمَّا بَعْدُ!

بلوغت کی علامتیں

میرے عزیز واور دینی ماؤں بہنو! بچپن کے بعد لڑکی کی ایک عمر آتی ہے جسے ''سن بلوغ'' کہا جاتا ہے، لڑکا بھی اس عمر کو پہنچ جاتا ہے اور سمجھدار ہو جانے کی علامتیں اس کے جسم میں اس کے چہرے پر اس کے خوابوں میں ظاہر ہونے لگ جاتی ہے۔

اولاد کے بالغ ہونے پر ہماری ذمہ داریاں

جب لڑکا اور لڑکی بالغ ہو جائے تو ہمیں کیا کرنا چاہیے، حضرت آقا ﷺ ہماری پہلے ہی رہبری فرمادی، کہ لڑکا یا لڑکی جب سات سال کے ہو جائیں نماز کا حکم کرو، دس سال کے ہو جائیں تو نماز کے چھوڑنے پر سختی کرو اور ان کے بستر الگ کر دئے جائیں، جنسی اعتبار سے شعور بیدار ہو جاتا ہے، دس سال کی عمر کے بعد تو ان کے بستر الگ ہی کر دئے جائیں، بغیر سخت ضرورت کے ایک ہی کمرے میں قریب قریب بھائی بہنوں کو یا ایک ہی چادر میں دو بھائیوں کو آرام کروانا، یہ سب شریعت میں ممنوع ہے، نہیں کرنا چاہیے۔

☆لڑکیاں جب بالغ ہو جاتی ہیں تو خوشی کی بات ہے کہ ماہواری یا (Menses) حیض آنا شروع ہو گیا، اس کا مطلب یہ ہے کہ لڑکی صحت مند ہے ماں بننے کے قابل ہے، زچگی کی استعداد ہے، اللہ کا شکر ادا کیا جائے۔

لڑکے پر غسل واجب ہو گیا اور وہ تبدیلیاں آگئیں جو ایک مرد کے اندر سمجھداری کی عمر کو پہنچنے کے بعد آتی ہیں، تو اس بات کی علامت ہے کہ لڑکا صحت

کے اعتبار سے فٹ ہے، اب شریعت یہ چاہتی ہے کہ پہلے سے ہی نماز تو فرض ہوگئی پندرہ سال میں لیکن حکم دیا جا رہا ہے سات سال سے، اور جب حکم دیا جا رہا ہے تو نماز سکھائی بھی جائے گی۔

☆ ایسے ہی لڑکیاں سیانی ہو جاتی ہیں تیرہ چودہ سال کی عمر میں، انہیں اس سے پہلے بتلانا چاہیے، حیا کیا چیز ہے؟ سب سے بڑا کمال، سب سے بڑا جوہر عورت کا حیاء ہے، کسی نامحرم کا ہاتھ اس کو نہ لگے، نکاح کے بغیر محبت کا دعویٰ کرنے والا مرد ہوس کا بھیڑیا ہے، وہ کبھی اس عورت کا عاشق نہیں ہوسکتا ہے، جب حیاء ایک بار لٹ جاتی ہے تو دوبارہ آسانی سے حاصل نہیں ہوتی ہے، لڑکیوں کے اندر یہ شعور بیدار کرنا ہوتا ہے کہ بیٹا! آج تک تمہارے گناہ نہیں لکھے جاتے تھے! آج سے آپ کے گناہ لکھے جائیں گے، ایسی زندگی گزارو کہ کوئی نماز قضا نہ رہ جائے، ایسی زندگی گزارنا کہ ناپاکی کے دن کا کوئی روزہ قضاء نہ رہ جائے، اللہ کے یہاں جواب دینا ہے، نماز، روزے کا قرض لے کر ہم اللہ کے یہاں منہ دکھانے کے قابل نہیں رہیں گے۔

☆ لڑکے اور لڑکی کو سمجھانے کی ضرورت ہے کہ بیٹا! یہ تمہارے لیے نامحرم ہے، یہ چچی نامحرم ہے، بہن ہونے کی وجہ سے قدر کرنا الگ چیز ہے، بے تکلفی اپنانا، بے پردگی کرنا، تعلقات بڑھانا، یہ سب شیطانی راستہ ہے اس کی کوئی اجازت نہیں ہے، محرم اور نامحرم کا فرق اچھی طرح لڑکوں اور لڑکیوں کے ذہن میں بیدار کیا جانا چاہیے۔

☆ پاکدامنی کی اہمیت کیا ہے؟ اس عمر میں بیدار ہونے والے جذبات کو پورا کرنے کی جگہ نکاح ہے، نکاح کے علاوہ کوئی اور راستہ اس بڑھتی عمر کے تقاضے کو پورا کرنے کے لئے ہرگز جائز نہیں ہے، صرف نکاح ہی ہے کہ جو بڑھتی عمر کے تقاضے اور جنسی خواہش کو پورا کرنے کا جائز طریقہ ہے۔

اس کے بجائے ہمارا معاشرہ بالکل بے حیائی کے رخ پر پڑ جاتا ہے، لڑکی کو پھول پہنائے جاتے ہیں پورے خاندان میں گشت کروایا جاتا ہے، پردہ اس پر واجب ہو چکا ہے بے پردگی کروائی جا رہی ہے، ٹھیک ہے! جسم میں آنے والی تبدیلیوں کو سمجھایا جائے، مقوی چیزیں کھلائی جائیں، گھر میں رکھا جائے۔

☆ صبح شام کی دعاؤں کا خاص طور پر اہتمام کروایا جائے، اس لئے کہ ناپاکی کے زمانے میں شیاطین کا حملہ عورتوں پر زیادہ ہوتا ہے، قرآن کی تلاوت نہ کرنے کی وجہ سے، تو ناپاکی کے زمانے میں دعاؤں کا اہتمام، ناپاکی کے زمانے میں اذکار و اوراد کا اہتمام کریں تاکہ شیطان کے اثرات سے بیٹیاں محفوظ رہ جائیں، وہ کپڑا جس پر ناپاکی لگتی ہے اس کپڑے کو چھپا کر ڈالنا چاہیے، تاکہ نامحرم کی نگاہ نہ پڑنے پائے، اندر کے کپڑوں کو ایسے سکھانا کہ اجنبی سڑک پر گزرنے والے کی نگاہ جسم کے اندرونی کپڑوں پر نہ پڑے، جو اگرچہ جسم سے علیحدہ ہو چکے ہیں۔

لڑکے یا لڑکی کے بالغ ہونے پر ہماری ذمہ داری کے احساس میں ترقی ہونی چاہیے کہ اب نکاح کی ذمہ داری ہے، مناسب گھر آباد کرنا ہے اب گھر آباد کرنے کے لئے جو Qualities (صفات) حوصلے، اور جو سلیقہ مندی ایک لڑکے یا لڑکی میں آنا چاہیے اس کو سکھانے کی فکر تیز ہو جائے، اس کے علاوہ جو رسومات کئے جاتے ہیں اس کا اسلام، انسانیت اور حیا سے کوئی تعلق نہیں ہے، کوئی فنکشن کیا جائے، کپڑے تحفہ میں دئے جائیں پوری دنیا میں اعلان کیا جائے۔

پہلے زمانے میں بیٹیوں کے نکاح ہونے تک پڑوسی کو پتہ نہیں چلتا تھا کہ اس گھر میں بیٹیاں رہتی ہیں، اور بھی حیا کی بلندیاں پہلے زمانے کے اندر بطور خاص ہوا کرتی تھی جو اقدار، روایات اور values ہماری

زندگیوں سے ختم ہوتے جا رہے ہیں۔

اللہ تبارک وتعالیٰ ہمیں شریعت کو جاننے عمل کرنے اور پہچاننے کی توفیق عطا فرمائے۔(آمین)

وَآخِرُ دَعْوَانَا أَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِينَ.

☆☆☆☆☆

تمرینی سوالات

سوال ۱: لڑکا اور لڑکی کب بالغ ہوتے ہیں؟ چند علامتیں لکھیں۔

سوال ۲: اولاد کے بالغ ہوجانے کے بعد والدین کی کیا کیا ذمہ داریاں ہوتی ہیں؟

درس نمبر ۱۵

سیدہ لڑکی سے نکاح کیوں نہیں کیا جا سکتا؟

نَحْمَدُهُ وَ نُصَلِّيْ عَلَى رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ، أَمَّا بَعْدُ! أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَٰنِ الرَّجِيمِ، بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ:

يَٰٓأَيُّهَا ٱلنَّاسُ إِنَّا خَلَقْنَٰكُم مِّن ذَكَرٍ وَأُنثَىٰ وَجَعَلْنَٰكُمْ شُعُوبًا وَقَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوٓاْۚ إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِندَ ٱللَّهِ أَتْقَىٰكُمْۚ إِنَّ ٱللَّهَ عَلِيمٌ خَبِيرٌ.(۱) صَدَقَ ٱللَّهُ ٱلْعَظِيمُ.

سید گھرانے کی قدر کریں

میرے عزیزو اور دینی ماؤں بہنو! ہمارے معاشرے میں ایک بے راہ روی اور غلط طریقہ یہ بھی ہے کہ سیدوں کے رشتوں کو ٹھکرایا جاتا ہے، اور سیدوں کے رشتوں کی جیسی قدر ہونی چاہیے ویسی قدر نہیں کی جاتی ہے۔

ہمیں یاد رکھنا چاہیے کہ جس کو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت ہوگی اس کو ان کے گھرانے سے بھی محبت ہوگی، اور خلفاء راشدین، عشرۂ مبشرہ، اصحابِ بدر، اصحابِ بیعتِ رضوان کے ساتھ ساتھ اہل بیت کی بھی اہمیت ہے۔(۲)

سید خاندان کی فضیلت

حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گھرانے کی خاص فضیلتیں ہیں، بنو ہاشم کی، بنو عقیل کی، حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے گھرانے کی، اور حضرات حسنین رضی اللہ عنہما کی خصوصی فضیلتیں ہیں، عربی زبان میں بہت سی کتابیں ہیں، اور اردو زبان میں حضرت مولانا مرغوب

(۱) الحجرات:۱۳

(۲) مزید تفصیلات کے لیے دیکھیں:

۱- عظمتِ صحابہ واہل بیت، مولانا شاہ اسماعیل شہید

۲- اہل بیت کا مختصر تعارف، علامہ ضیاء الرحمن فاروقی شہید

صاحب لاجپوریؒ کی کتاب موجود ہے ''سفینۃ الخیرات فی مناقب السادات'' سیدوں کی فضیلت کے بیان میں ہے ''سفینۃ الخیرات'' نیکیوں کی کشتی، اس میں انہوں نے نقل کیا کہ اہل بیت کی فضیلت قرآن میں ہے۔

اہل بیت میں حضرت آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیویاں بھی ہیں، اور دوسری تین بیٹیاں حضرت فاطمہؓ کے علاوہ حضرت زینبؓ، حضرت رقیہؓ، حضرت ام کلثومؓ، لیکن چونکہ آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خاندان حضرت فاطمہؓ سے چلا ہے اسی لئے بطور خاص حضرت فاطمہؓ کا تذکرہ اس وقت کیا جارہا ہے، ساٹھ حدیثیں ہیں کہ جن میں حضرت آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اہل بیت کی فضیلت بتلائی ہے۔

اہل بیت کا احترام کریں

زکوۃ مالوں کا کچرا ہوتا ہے، لینے والے کے حق میں کچرا نہیں ہوتا، بلکہ دینے والے کے حق میں کچرا ہوتا ہے، اور آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گھرانے کو زکوۃ کا مال نہیں: بلکہ نفلی صدقہ یا ہدیہ کا مال دیا جائے ان کے اکرام اور اعزاز کی وجہ سے، انہوں نے اکیس واقعات اہل بیت کے احترام میں نقل کئے، خواب میں آکر آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے گھرانے کے احترام کا کیا حکم دیا۔

سیدہ کا احترام سببِ قبولِ اسلام

ابن جوزیؒ نے وہ مشہور واقعہ نقل کیا کہ رشیا کے علاقے میں ایک سیدزادی کے شوہر کا انتقال ہوگیا، بچوں کو لے کر مارے مارے سمرقند پہنچ گئی، علاقہ کے امیر سے جاکر کہا: کہ میں پردیسی ہوں، میرے ساتھ بچے ہیں، میں سیدہ ہوں، آپ مجھے پناہ دیجیے، اس والی نے کہا: تمہارے سیدہ ہونے کی کیا دلیل ہے؟ اب وہ کہاں شجرہ لے کر پھرے گی آگے بڑھ گئی، ایک مجوسی نے پناہ دی، اور اس مجوسی نے خواب میں آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا، مجوسی مسلمان ہوگیا، پورا گھرانا مسلمان ہوگیا، اور یہاں اس علاقہ سمرقند کے والی نے بھی خواب دیکھا، آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے

ہیں: کہ تونے میری بیٹی سے پوچھا کہ تیرا نسب کیا ہے؟ میں تجھ سے پوچھتا ہوں تیرے ایمان پر دلیل کیا ہے؟ بہر حال وہ گھبرایا ہوا آیا، تلاش کیا، اس مجوسی شخص سے کہا: کہ وہ مہمان مجھے دے دو، اس مجوسی نے کہا: کہ ہم تو مسلمان ہو چکے ہیں، اور یہ باتیں تو خواب دیکھنے سے پہلے کی تھیں۔

سیدہ کی تعظیم سے ولایت مل گئی

حضرت جنید بغدادیؒ کے ولی بننے کا واقعہ دنیا جانتی ہے، ہار گئے پہلوانی کے میدان میں، صرف اس لئے کہ مقابلہ پر آنے والا سید ہے، اور گزارے کے لالے پڑے ہوئے ہیں، اور وہ کشتی لڑنے کا فن جاننے کی وجہ سے میدان میں نہیں آیا، بلکہ انعام کما کر گھر میں روزی روٹی اور راشن لے جانے کے لئے آیا، حضرت جنید بغدادیؒ جان بوجھ کر ہار گئے، پٹخ دیئے جانے کو گوارا کرلیا، اس لئے بدلہ میں اس سید کو انعام ملا، حضرت آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حضرت جنیدؒ کو بشارت ہوئی کہ تجھے ولیوں کی صف میں شامل کرلیا گیا، اور بہت سارے واقعات ہیں سیدوں کے احترام میں، بدتمیزی تو کسی سے بھی نہیں کرنا ہے، لیکن کسی کے سید ہونے کا احترام بھی کرنا چاہیے۔

صرف سید ہونا کافی نہیں

یہ بات تو پکی ہے کہ نسب ہی سب کچھ نہیں ہے، نسب بھی ساتھ میں ہو تو آدمی کے لئے اللہ کے یہاں قبولیت میں اضافہ ہوجاتا ہے، قرآن میں ہے:

وَٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ وَٱتَّبَعَتۡهُمۡ ذُرِّيَّتُهُم بِإِيمَٰنٍ أَلۡحَقۡنَا بِهِمۡ ذُرِّيَّتَهُمۡ وَمَآ أَلَتۡنَٰهُم مِّنۡ عَمَلِهِم مِّن شَيۡءٖ كُلُّ ٱمۡرِيِٕۭ بِمَا كَسَبَ رَهِينٞ ۔ (۱)

جو ایمان لائے اور ان کی اولاد نے ایمان میں اپنے ماں باپ کی اتباع کی،

(۱) الطور:۲۱

اور وہ بھی مسلمان ہو گئے، تو اللہ تبارک وتعالیٰ اس نیک نسل کو ان کے ماں باپ کے ساتھ جوڑ دیتے ہیں، شرط یہ ہے کہ وہ ایمان وعمل میں اپنے ماں باپ کی روش پر چلتے ہوں، اور آخر میں فرمایا: {كُلُّ ٱمْرِيٍٕ بِمَا كَسَبَ رَهِينٌ} ہر آدمی تو اپنے عمل کے ساتھ ہے، حدیث میں ہے:

وَمَنْ أَبْطَأَ بِهِ عَمَلُهُ لَمْ يُسْرِعْ بِهِ نَسَبُهُ. (١)

بدعملی کے ساتھ صرف سید ہونا جنت میں نہیں لے جائے گا، حضرت فاطمہؓ سے اور دیگر گھر کی عورتوں سے حضرت آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تھا:

أَنْقِذِي نَفْسَكِ مِنَ النَّارِ، إِنِّي لَا أَمْلِكُ لَكُمْ مِنَ اللهِ شَيْئًا. (٢)

اپنے آپ کو جہنم کی آگ سے بچالے، کیوں کہ میں تجھے جہنم کی آگ سے نہیں بچا سکتا ہوں۔ (۲)

ایمان اور اعمالِ صالحہ کے بغیر نسب نافع نہیں

نسب مفید بن سکتا ہے، ایمان اور عمل صالح کے ساتھ، حضرت تھانوی فرماتے ہیں: کہ عبداللہ ابن ابی کے جنازے میں آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی قمیص دی، اور اپنا لعاب دیا، اس لئے نہیں کہ اس کی برکت سے اس کی مغفرت ہو جائے، بلکہ یہ حضرت تھانویؒ نے یہ توجیہ فرمائی ہے یہ بتلانے کے لئے کہ منافق تو درکِ اسفل میں ہے جہنم کے آخری درجے میں ہے، چاہے اس کو آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قمیص اور آپ کے منہ کا لعاب دے دیا جائے کافی نہیں ہوگا، کیونکہ حقیقت میں اس کے پاس ایمان ہی نہیں ہے۔

---

(۱) ابوداؤد، حدیث نمبر: ۳۶۴۳

(۲) نسائی، حدیث نمبر: ۳۶۴۴

ہر سید سادات سے نہیں ہوتا

ہاں! جھوٹے مدعیان سادات بھی ہوتے ہیں کہ ہم بھی سید ہیں، ان کے عمل سے طئے کر دیا جائے گا، ان کے کردار سے طئے کر دیا جائے، بہت سارے نام نہاد جھوٹے قسم کے ہوتے ہیں جن کا کردار بھی گھٹیا قسم کا ہوتا ہے، اگر کسی کے پاس شجرہ بھی محفوظ نہیں ہے اور اس کا کردار بھی بتلا رہا ہے کہ آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خاندان کے ہونے کے قابل نظر نہیں آتا تو اسے سید ماننا ضروری نہیں ہے؛ لیکن معاشرے کے اندر شریف ہے، باکردار ہے، ہمارے گھرانے میں ملنے جلنے کے قابل ہے، رہن سہن کے اعتبار سے برابری پائی جاتی ہے اور وہ سید ہے، تو نکاح کرنا چاہیے یہ آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دل کو ٹھنڈک پہونچانے کا ذریعہ ہے۔

سادات کو زکوٰۃ دینا کیسا ہے؟

جب زکوٰۃ بھی نہیں دی جاتی ہے، اور صدقہ بھی ہم دینے کے لیے تیار نہیں ہیں، تو زکوٰۃ مشہور قول کے مطابق ناجائز ہے، اور ہم نفل صدقہ یا ہدیہ بھی دینا یاد نہیں رکھتے ہیں، اسی لیے علماء نے دوسرے مرجوح قول پر فتویٰ دیا ہے کہ اگر زکوٰۃ ہی ہو دینے کے لئے، ہدیہ اور نفلی صدقہ نہ ہو تو مجبوری میں سیدوں کو زکوٰۃ بھی دی جاسکتی ہے، ان کے فاقے ان کی تنگیاں ان کا گزربسر کیسے ہوگا؟ اگر ہم نے جیسی دلچسپی لینا چاہیے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خاندان میں اگر ہم نے ویسی دلچسپی نہ لی، تو خلاصہ یہ ہے کہ عمل کے امتحان میں بھی کامیاب ہونا پڑے گا، آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے انتساب کے ساتھ سید ہونا ایسا ہے جیسا کہ کھانے کے ساتھ چٹنی، عمل اور ایمان بھی ہے اور سید بھی ہے تو نورٌ علیٰ نور ہے، سونے پہ سہاگہ ہے اس کے بغیر نہیں ہے۔

سید عورتوں سے متعلق چند غلط فہمیاں

سیدہ لائیں گے تو بہت ادب کرنا پڑے گا، ''ادب کرنا پڑے گا'' کا

مطلب اگر یہ ہے کہ ہم گھر کا کام نہیں لے سکتے ہیں، ایسی تو کوئی بات نہیں ہے، حضرت فاطمہؓ نے گھر کے کام کاج کئے ہیں، اور بدتمیزی تو نہ سیدہ بہو سے کرنا ہے، نہ گالی گلوچ سیدہ کے علاوہ کسی اور بہو سے کرنا ہے، اس اعزاز کے باوجود سیدوں کو ہمارے معاشرے میں اچھوت بنا دیا جارہا ہے، ان کی بیٹیوں کے نکاح دشوار ہورہے ہیں۔

سیدوں کا غلاموں سے نکاح

سیدوں نے غلاموں سے نکاح کیا، حضرت مولانا حبیب الرحمٰن صاحب اعظمیؒ کی کتاب (مسئلہ کفاءت کی شرعی حیثیت) موجود ہے جس میں انہوں نے دسیوں مثالیں نقل کیں کہ اہل بیت نے غلاموں سے نکاح کیا ہے، بشرطیکہ شرافت ہو، غیرت کا نور ہو، اور وہ خاندان کے اندر نبھنے اور میل ملاپ کی استعداد رکھتا ہو، تو اسے بھی کفوء میں شمار کرلیا گیا، نکاح کرلیا گیا اس لئے مسلمانوں سے درخواست ہے، اللہ کے واسطے اس بدتمیزی کو ختم کریں، سیدہ سے نکاح کو اعزاز ہونے کی وجہ سے ٹھکرانے کی طرف قدم نہ بڑھائیں، محض سیدہ ہونے کی وجہ سے کسی رشتہ کو ٹھکرانا آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روح مبارک کو اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حساس دل کو تکلیف پہنچانا ہے۔

اللہ تعالیٰ ہماری اس غلط روش کو درست فرمائے۔ (آمین)

وَآخِرُ دَعْوَانَا أَنِ ٱلْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ ٱلْعٰلَمِينَ.

☆☆☆☆☆

تمرینی سوالات

سوال ۱: اہل بیت سے کیا مراد ہے؟

سوال ۲: اہل بیت کے احترام میں بیان کردہ واقعات ذکر کیجئے؟

سوال ۳: کیا صرف سید خاندان ہونا کافی ہے؟

سوال ۴: کیا سید خاندان کو زکوٰۃ دے سکتے ہیں؟

سوال ۵: کیا سیدہ لڑکی سے نکاح کرنا درست ہے؟ انہیں معاشرے میں برا کیوں سمجھا جاتا ہے؟

درس نمبر ۱۶

طلاق کب؟ کیوں؟ کیسے؟

نَحْمَدُهُ وَ نُصَلِّيْ عَلَى رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ، أَمَّا بَعْدُ! أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيمِ، بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ:

ٱلطَّلَٰقُ مَرَّتَانِۖ فَإِمۡسَاكُۢ بِمَعۡرُوفٍ أَوۡ تَسۡرِيحُۢ بِإِحۡسَٰنٍ. (۱)

صَدَقَ ٱللّٰهُ ٱلۡعَظِيمُ. وَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

أَبْغَضُ الْحَلَالِ إِلَى اللّٰهِ تَعَالَى الطَّلَاقُ. (۲)

اسلام کا نظامِ طلاق

میرے عزیزو اور دینی ماؤں بہنو! یہ نشست بہت زیادہ اہمیت رکھتی ہے کہ اسلام کا نظام طلاق خود مسلمانوں کی بدعملی، جہالت، حکومتوں اور اسلام دشمن طاقتوں نے جو کچھ پروپیگنڈا کیا، اور اسلام کے نظام طلاق پر اعتراض اچھالے ہیں ان دونوں کو سامنے رکھتے ہوئے اسلام کے نظام طلاق اور Syestam Divorce کو اچھی طرح سمجھنے کی ضرورت ہے۔(۳)

آپ نے نکاح کی زندگی سے متعلق اتنے تفصیلی دروس سنے ہیں، لڑکی دیکھنے سے لے کر شوہر کی ذمہ داریاں، بیوی کی ذمہ داریاں، ساس سسرے کی ذمہ داریاں، شادی کے بعد ماں باپ کی ذمہ داریاں، حقوق اور حدود کی تفصیلات وغیرہ وغیرہ، ان سب کے ہوتے ہوئے عام حالت میں طلاق کا اسلامی

---

(۱) البقرۃ:۲۲۹

(۲) ابوداؤد، حدیث نمبر:۲۱۷۸

(۳) اس درس سے متعلق مزید تفصیلات کے لئے دیکھیں:

۱- قاموس الفقہ (۴/ ۳۳۴تا۳۵۰) مولانا خالد سیف اللہ رحمانی

۲- طلاق کی شرعی حیثیت، مفتی ابوبکر جابر قاسمی

۳-نکاح وطلاق اور بعض سماجی مسائل، مفتی اختر امام عادل قاسمی

معاشرے میں تصور بھی نہیں کیا جا سکتا ہے۔

نکاح ایک پائدار معاہدہ

اسلام نے نکاح کو صرف جنسی تعلق، یا وقت گزاری یا لطف اندوزی کا ہی ذریعہ ہی نہیں سمجھا ہے؛ بلکہ اسلام ایک پائدار معاہدے کو چاہتا ہے، مضبوط قسم کے خاندانی نظام کو چاہتا ہے، سورہ حجرات کے آخر میں اللہ جلالہ وعم نوالہ نے ان سارے گناہوں سے روکا ہے جو انسانی رشتہ کو کھوکھلا یا کمزور کر دیتے ہیں، بدگمانی، غیبتیں، چغلیاں، جلد بازی دوسروں کے حقوق میں مداخلت، علماء سے دوریاں سب چیزوں سے شریعت نے پہلے ہی روکا ہے۔

طلاق انسانی سماج کی ضرورت

حقیقت میں کبھی طلاق Emergnecy ضرورت بن جاتی ہے، جیسے نہ چاہتے ہوئے بھی گھروں میں Emergency Exit (ناگہانی آفت میں جان بچانے کے لئے نکلنے کا دروازہ) بنانا پڑتا ہے، جیسے میڈیکل میں بعض ایسے بھی دوائی رکھنی پڑتی ہے جو نہایت زہریلی ہوتی ہے، جیسے گھر میں بیت الخلاء بنانا ہی پڑتا ہے انسانی ضرورت کی وجہ سے، ایسے ہی طلاق بھی انسانی سماج کی ضرورت ہے۔

قانونِ طلاق دیگر مذاہب میں

دوسرے مذہبوں میں افراط اور تفریط ہے، یہودیت معمولی اعذار پر طلاق دینا چاہتی ہے، مرد کی عورت کی دو آنکھیں برابر نہ ہوں تب بھی طلاق دینے کی اجازت، بہت ہی کمزور بنیادوں پر طلاق کی اجازت دی گئی، اور عیسائی مذہب میں بعض فرقوں کے یہاں طلاق اور نکاح کے ختم کرنے کا تصور ہی نہیں ہے جیسے ہمارے ملک میں بھی کہا جاتا ہے کہ شادی کا بندھن جنم جنم کا بندھن ہے، یعنی ایک مرتبہ نکاح ہو گیا تو پھر نکاح کے ٹوٹنے کا خیال بھی نہ لایا جائے کسی بھی

صورت میں، یہ دونوں تصور افراط اور تفریط کے ہیں، بالکل دونوں دو کناروں پر ہیں، بہت زیادہ In Balance اور غیر معتدل ہیں؛ البتہ اسلام نے بہت ہی In Balance اور معتدل قسم کا نقطۂ نظر اپنایا ہے۔

یُورپ اور ہندؤوں نے اپنے قانون کو بدلا، ہندوازم کے قانونِ طلاق کو بدلا، عیسائیوں نے بائبل کے قانونِ طلاق کو بدلا اور انہوں نے عدالت اور کورٹ کو طلاق دینے کا اختیار دے دیا، یہ تو بہت زیادہ قباحت ہوگئی۔

عدالتوں کی موجودہ صورتِ حال

سب سے پہلی بات ہندوستان، یورپ اور دنیا بھر میں جتنی آبادی پر عدالت ہونی چاہیے، کورٹ ہونا چاہیے، کیا اتنے کورٹ موجود ہیں؟ اور ہر کورٹ میں آنے والے Cases کو Deal کرنے کے لئے جتنے جج موجود ہونے چاہیے، کیا اتنے جج موجود ہیں؟ کیا یہ عدالتی کارروائی وکیل فیس وصول کئے بغیر کرسکتا ہے؟ مضبوط وکالت کرنے والا وکیل پیسے دینے والے کا ساتھ دے گا؟ یا مظلوم کا ساتھ دے گا؟ ججوں میں امانت داری کتنی باقی رہی؟

عدالت کے اندر انصاف میں تاخیر بھی انصاف کا خون ہے، عدالت سے انصاف کی توقع خون صاف کرلینا ہے، عدالتوں کی یہ صورتِ حال ہے کہ موجودہ مقدمات اتنے ہیں کہ ان کا حل نکالنے کے لئے تین سوسال لگ جائیں گے، اور کتنے جج ہیں جو پورے وقت کی پابندی کے ساتھ پورا ہوم ورک کرتے ہوئے عدالت میں پوری تیاری کرکے آتے ہیں؟ اور بیوی شوہر (جو ایک گھریلو قسم کا تنازعہ ہے) کے جھگڑے کو عدالت میں لے جانا، تنہائی اور نجی مسائل کو عدالت میں نیلام کرنا، اپنی بیوی بہواور اپنی ماں بہنوں کے مسائل کو عدالت میں اچھالنا کیا مناسب ہے؟ کیا کوئی زندہ ضمیر آدمی اس کو گوارہ کرسکتا ہے؟ اور مقدمہ جھوٹے الزامات کے بغیر کبھی تیار نہیں ہوتا، اور الزام اور تہمت کے بعد آدمی ظالم

بن جاتا ہے، مظلوم باقی نہیں رہتا ہے، کیا یہ حقیقت نہیں ہے؟ کہ مقدمے کی کاروائیوں میں بیٹیوں کی عمر ڈھلنے لگ جاتی ہے، اور اس کا دوسرا نکاح مشکل ہوجاتا ہے، مرد دوسرا نکاح کرلیتے ہیں اور عورت کا نکاح مشکل ہوجاتا ہے، اور عدالت کی سیڑھیاں چڑھنے کے بعد کیا بیوی شوہر میں صلح کی امید ہے؟ کہ اتنے فاصلے اور اتنی دوریاں بن جاتی ہیں کہ پھر جوڑ کی امید بھی باقی نہیں رہتی ہے، اور عدالتی کارروائی کے بعد وہ شوہر نکاح بھی نہ کرے، دوسرا مرد بھی نکاح کرنے سے ڈرتا ہے کہ کہیں یہ عورت مجھے عدالت کی سیڑھیاں نہ چڑھوادے، اور وکیل حضرات کہتے ہیں کہ جو عدالت میں مقدمہ جیت جاتا ہے گھر جاکر روتا ہے کہ نفس کو سکون تو مل گیا، انا تو جیت گئی لیکن رشتہ ہار گیا، جو عدالت میں مقدمہ ہار جاتا ہے وہ عدالت سے ہی روتا ہے کہ مقدمہ ہار گیا، پیسہ بھی گیا، رشتے بھی گئے، عزت بھی گئی۔

اور دنیا بھر میں ایسے کتنے وکیل ہیں کہ جو مقدمہ بڑھا کر اپنی فیس وصول نہیں کرنا چاہتے، بلکہ مسئلہ حل کرنا چاہتے ہیں؟ وکیلوں نے یہ طے کر رکھا ہے سبھی تو نہیں کچھ امانت دار تو ہر جگہ ہوتے ہیں {وَقَلِيلٌ مِّنۡ عِبَادِيَ ٱلشَّكُورُ} (۱) انسانیت کا درد رکھنے والے ہر جگہ کچھ نہ کچھ تو ہوتے ہی ہیں؛ لیکن وکیلوں نے یہ طے کر رکھا ہے کہ یہ Cases مجھے دوسو سال تک چلانا ہے، بچوں کی فیس نکل جائے گی، فلاں کیس مجھے چار مہینے چلانا ہے، دودھ کا خرچ نکل جائے گا، فلاں مقدمہ مجھے دو مہینہ چلانا ہے تاکہ میرے فون کا ریچارج خرچ نکل جائے گا، بیٹے اور بیٹی کا گھر اجاڑ کر جو لوگ اپنی روٹیاں سیکتے ہوں ان سے خیرخواہی کی امید کیا ہوسکتی ہے؟ بلکہ بہت سی مرتبہ اگر لڑکی اور لڑکا Compromise اور مفاہمت کرنا چاہیں، ایک ساتھ رہنا چاہیں، محبت اور پیار سے علیحدہ ہونا چاہیں، تھک جاتے ہیں مقدمے کی کاروائی کرتے کرتے، کہ دونوں طرف کے وکیل

Settlement کر لیتے ہیں کہ ہمیں ان دونوں گروپوں سے اتنے اتنے پیسے لینے ہیں، ان کے بغیر ان کا Settlement نہیں کرنا ہے، ان کے کاغذات ان کو بنا کر نہیں دینا ہے۔

یہ بھی معاشرے میں بہت عام ہے کہ Against Group سامنے والے فریق نے مثلاً لڑکے کے فریق نے لڑکی کے وکیل کو خرید لیا، فون پر بات چیت کر لی، کہ صاحب! میں آپ کو چار لاکھ دلوادوں گا، لڑکی والے تو آپ کو دو لاکھ ہی دے رہے ہیں، آپ اس لڑکی کا کیس زیادہ دلچسپی سے نہ لڑیں، ضمیر فروش وکیل، ایمان فروش جج سے عدالتیں بھری پڑی ہے، ملک بھرا پڑا ہے، اس وجہ سے شریعت نے کلی اختیار عدالت کو نہیں دیا ہے۔

طلاق کا اختیار صرف مرد کو کیوں؟

اللہ تعالیٰ نے طلاق کا اختیار مرد کو کیوں دیا؟ {ٱلطَّلَٰقُ مَرَّتَانِ ۖ فَإِمۡسَاكُۢ بِمَعۡرُوفٍ أَوۡ تَسۡرِيحُۢ بِإِحۡسَٰنٍ}[1] اس کا جواب یہ ہے اس لئے کہ مرد نے مہر ادا کیا ہے، مرد نے نفقہ ادا کیا ہے، ماہانہ خرچ دیا ہے، اس لئے کہ مرد بچوں کا باپ ہے، اس لئے کہ مرد فطرتاً عورت کے مقابلے میں نسبتاً تحمل مزاج ہوتا ہے، ٹھنڈا دماغ رکھتا ہے، نتائج اور عواقب کو سوچتا ہے کہ بچوں کا کیا ہوگا؟ دوسرے نکاح کی ترتیب کیا بنے گی؟ کیا دوسری عورت سو فیصد ایک مزاج کی مل جائے گی؟ اپنا گھر ٹوٹنے کا اسے درد ہوتا ہے، اور مرد غیرت مند بھی ہوتا ہے کہ بہر حال! یہ میرے بچوں کی ماں ہے، اس بے چاری کو در در کی ٹھوکریں تو نہ کھانی پڑے، میں بھی کسی بیٹی کا باپ ہوں، یہ بیوی بھی کسی باپ کی بیٹی ہوگی، کہیں ایسا نہ ہو کہ میں اس پر ظلم کروں اور وہی گناہ اور جرم میری طرف واپس آجائے، اس وجہ سے مردوں کو اختیار دیا گیا۔

---

(۱) البقرۃ:۲۲۹

غصہ میں طلاق

أَبْغَضُ الْحَلَالِ إِلَى اللّٰهِ تَعَالَى الطَّلَاقُ. (۱)

سب سے زیادہ ناپسندیدہ حلال طلاق ہے، حلال ہے مگر یہ ناپسندیدہ ہے، ہمارا معاشرہ بہت ہی غلط رخ پر ہے، طلاق ایک سنجیدہ کارروائی کا نام ہے، جذباتی فیصلے کا نام نہیں ہے، غصہ کی حالت میں کارروائی کا نام نہیں ہے، ٹھنڈے دل سے مرد طلاق کے علم کو حاصل کرے، اور اپنی بیوی کو نبھانے کے لئے ممکنہ کوشش، نصیحت، دعوت، دعا، صحبت اور نرمی سے مزاج کو بدلنے کی کوشش کرے {فَعِظُوهُنَّ} قرآن نے کہا نصیحت کرو، نہ سمجھیں {وَٱهۡجُرُوهُنَّ فِي ٱلۡمَضَاجِعِ} اسی گھر میں کمرے میں رہتے ہوئے الگ الگ سوجاؤ، محبت کی چوٹ لگے گی کہ میرا شوہر میرے کمرے میں رہتے ہوئے علیحدہ سو رہا ہے، اور تیسرا قدم بتایا گیا {وَٱضۡرِبُوهُنَّۖ} (۲) اگر یہ دونوں علاج ناکام ہوجائیں تو آدمی مسواک جیسی چیز سے مارے، نشان بھی نہ آئے اور ہڈی بھی نہ ٹوٹے، اور محبت کرنے والا پھول سے بھی مارتا ہے تو تکلیف ہوتی ہے، پتھر سے مارنا تو بہت دور کی بات ہے۔

طلاق دینے کا طریقہ

یہ تین مرحلے گزر گئے، لڑکے اور لڑکی کے بس میں نہ رہا کہ اپنے مسئلہ کو کیسے حل کریں؟ لڑکے اور لڑکی سے کہا گیا، اپنے ماں باپ کو اور اپنے خاندان کے ذمہ داروں کو دخیل بنائیں {فَٱبۡعَثُواْ حَكَمٗا مِّنۡ أَهۡلِهِۦ وَحَكَمٗا مِّنۡ أَهۡلِهَآ إِن يُرِيدَآ إِصۡلَٰحٗا يُوَفِّقِ ٱللَّهُ بَيۡنَهُمَآۗ} (۳) دونوں خاندان کے سمجھدار لوگ آئیں

---

(۱) ابوداؤد، حدیث نمبر: ۲۱۷۸

(۲) النساء: ۳۴

(۳) النساء: ۳۵

اور اصلاح کرانے کی نیت اور ارادے سے بیٹھیں، سامنے والے کی خامیاں نکالنے کے ارادے سے نہیں، چیخ و پکار کرنے کے جذبے سے نہیں، جاہلوں کی بیٹھک بھی نہیں، جتنا زور سے بولوں گا میں اتنا جیت جاؤں گا، جیتنے کے لئے بیٹھک نہ کرو، ہارنے کے لئے کرو، اپنے بیٹے یا بیٹی کا Fawer لینے کے لئے مت کرو، دونوں کو اپنی زندگی گزارنے کے لئے Guide Line اور ہدایات دینے کے لئے بیٹھک کرو، اتنے لوگوں کو نہ بٹھاؤ کہ جس سے ہانڈی خراب ہوجائے، ایسے علم رکھنے والے کو ضرور بٹھاؤ کہ جو دونوں کو Motivate کر سکے، ترغیب دلا سکے، ذہن سازی کر سکے، احساس دلا سکے آئندہ کے ہونے والے نقصانات کے سلسلے میں، اس کے باوجود بھی اگر مزاجوں میں نبھاؤ نہ ہوتا ہو، یہ ایک گھنٹے دو گھنٹے کی کارروائی نہیں ہے، یہ ایک دن دو دن کا Process نہیں ہے، بلکہ مہینوں لگ جائیں گے، ایک معمولی دانت کو درست کرنے کے لئے علاج میں پانچ سات Settings لگ جاتے ہیں، ایک دانت کا سوراخ بھرنے کے لئے، ایک دانت کو دوسرے دانتوں کے برابر کرنے کے لئے، ایک سرجری کرنے کے لئے، اور اس کے زخموں کو منجمل کرنے میں کتنا انتظار کرنا پڑتا ہے، اور یہاں پر طلاق انتہائی جلد بازی میں، اللہ تعالیٰ کی لعنت برستی ہے جو جلدی جلدی میں نکاح کرلے، جلدی جلدی میں علیحدگی کا فیصلہ کرلے۔

اس کے بعد پاکی کے زمانے میں ایک طلاق دے دے، پاکی کے زمانے میں اس لئے کہ ملنا ملانا رہتا ہے، طبیعت میں دونوں کے چڑ چڑا پن نہیں رہتا ہے، ایک Normal قسم کی Situation ہوتی ہے؛ اس لئے شریعت نے کہا کہ طلاق دی جائے گی تو پاکی کے زمانے میں دی جائے گی، ناپاکی میں دینے سے چار عدت گزارنی پڑے گی، اس کی تین عدت مکمل نہیں ہوں گی، اگر اس عدت کو گنا جائے جس حیض میں اس نے طلاق دی ہے، اگر حیض اور Menses کی

حالت میں طلاق دی ہے تو ہوتا یہ ہے کہ اس حیض کو شمار نہیں کیا جاتا ہے، الگ سے اسے تیسرا حیض گزارنا پڑے گا، اس حیض کو چھوڑ کر جس میں اس کو طلاق دی گئی ہے، {وَٱلۡمُطَلَّقَٰتُ يَتَرَبَّصۡنَ بِأَنفُسِهِنَّ ثَلَٰثَةَ قُرُوٓءٖ}(۱) بس اس کے بعد جب ایک طلاق پاکی کے زمانے میں دی گئی، تین ماہواریاں گزریں گی، تین ماہواریوں کے درمیان میں بھی شریعت نے کہا کہ عورت بن ٹھن کر رہے اور مرد کے گھر میں رہے، اگر دونوں کا ساتھ رہنے کا ارادہ بن جاتا ہے، تو مرد اس سے کہے کہ میں نے رجوع کر لیا، بہتر ہے دو گواہوں کے سامنے ہو، یا وہ پیار کر لے، نزدیک کر لے تو بھی رجوع ہو جائے گا۔

ایک طلاق ''طلاق رجعی ہے'' اس کے بعد پھر پاکی میں دوسری طلاق دیتا ہے تب بھی دوبارہ واپس کیا جا سکتا ہے، رجوع کیا جا سکتا ہے، نکاح کیا جا سکتا ہے، اگر ارادہ نہیں ہے تو تین ماہواری تک ملاقات نہ کرے نکاح ٹوٹ جائے گا، وہ عورت کسی اور سے نکاح کر لے گی، اور ہو سکے گا تو اسی مرد سے کر لے گی، {فَلَا تَعۡضُلُوهُنَّ أَن يَنكِحۡنَ أَزۡوَٰجَهُنَّ}(۲) ان عورتوں کو محض ضد کی وجہ سے اپنے شوہروں کی طرف واپس جانے سے مت روکو، اگر وہ پہلے مرد سے نکاح کرنا چاہیں تو نکاح کرنے دو، محض ضد اور انا کی وجہ اسے مت روکو قرآن نے کتنی گہری رہبری کی۔

اکھٹی تین طلاق کا شرعی حکم

تین طلاق ایک ساتھ دے دینا نہایت گھناؤنا قسم کا عمل ہے، تین طلاق غصہ اور جوش میں دے دینا یہ نامناسب قسم کی حرکت ہے، شریعت نے اس کو پسند نہیں کیا، ''طلاق بدعت'' قرار دیا ہے، تین گولی ایک ساتھ نہیں مارنا چاہیے،

(۱) البقرۃ:۲۲۸
(۲) البقرۃ:۲۳۲

اگر مار دیا تو لگ جائے گی۔

طلاق دینے میں دو گواہوں کی موجودگی ضروری نہیں ہے، رجوع کرنے میں بھی دو گواہوں کی موجودگی ضروری نہیں ہے، مرد کو اللہ سے ڈرنا چاہیے، اللہ تعالیٰ نے مرد کو قوامیت دی ہے، سوجھ بوجھ دی ہے عورت کے مقابلہ میں، اسے سمجھداری کے ساتھ کام کرنا چاہیے۔

طلاق کے معاشرتی نقصانات

طلاق کے نقصانات کو سوچیں! آخر بچوں کا کیا ہوگا؟ کیا دوسرا نکاح کرنا آسان ہے؟ کیا دوسرا شوہر مل جائے گا؟ کیا بچوں کا باپ ملے گا؟ دوسری بیوی مل جائے گی؟ کیا بچوں کی ماں ملے گی؟

حلالہ کی شرعی حیثیت

تین طلاق کے بعد حلالہ ضروری ہوتا ہے {فَإِن طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهُۥ مِنۢ بَعۡدُ حَتَّىٰ تَنكِحَ زَوۡجًا غَيۡرَهُۥ}[1] کہ وہ پھر پہلے مرد کے لئے حلال نہیں ہوسکتی ہے جب تک کہ اس عورت کا نکاح کسی اور مرد سے نہ ہو اور مکمل تنہائی بھی ہو اور وہ خوشی سے طلاق بھی دے دے، عدت گزارے، پھر اس کے بعد پہلا مرد چاہے تو نکاح کرسکتا ہے۔

تو یہاں پر سنتے جائیں، حلالہ کوئی Agreement نہیں ہے، پہلے سے کیا جانے والا کوئی معاہدہ نہیں ہے، حلالہ ایک اتفاقی معاملہ ہے کہ مرد نے طلاق دی تھی، نکاح سے علیحدہ کر دیا تھا، کسی اور جگہ اس عورت کا نکاح ہوا، اتفاقاً وہاں پر بھی ان بن ہوئی اور اس مرد نے بھی اس کو طلاق دے دی، تو اب یہ پہلے مرد کے لئے حلال ہے، چاہے اس مرد نے تین طلاق دی ہوں، (اتفاقاً ہوگیا) یہ ایسا نہیں تھا کہ کسی مرد کو پیسے دے کر یہ اطمینان دلا کر اس سے کہا گیا کہ آپ میری

(۱) البقرۃ:۲۳۰

بیوی سے نکاح کیجیے، تنہائی اختیار کیجئے، پھر طلاق دیدیجئے، عدت گزارے گی؛ تا کہ وہ میرے لئے حلال ہوجائے، یہ حلالہ نہیں ہے بلکہ یہ حرامہ ہے، اللہ کی لعنت برسانے والا عمل ہے، {لَعَنَ اللّٰهُ الْمُحَلِّلَ، وَالْمُحَلَّلَ لَهُ}(۱) اللہ تعالیٰ کی لعنت برستی ہے حلالہ کرنے والے اور حلالہ کروانے والے پر۔

حلالہ پر اعتراض اور اس کا جواب

حلالہ کے سلسلے میں ایک سوال یہ ہوتا ہے کہ مرد نے طلاق دی اور عورت کو سزا دی جارہی ہے؟ اصل شریعت یہ چاہتی ہے، کہ جب ایک مرد کے پاس نبھنے کے سارے دروازے بند محسوس ہورہے ہیں اور صلح کی کوشش کا اب کوئی دروازہ باقی نہیں رہا، تو بہتر ہے کہ یہ مرد اور عورت دوسرا نکاح کر کے اپنا الگ نیا گھر بسالیں، صرف اسی عورت کو طلاق دیتا رہے پھر لڑائی کرتا رہے، شریعت نے یہ پسند نہیں کیا ہے، اسی لئے حلالے کو شریعت نے مرد پر بوجھ ڈالنے کے لئے، اس کی غیرت آسانی سے گوارا نہیں کرے گی، کہ اس کی بیوی کا کسی اور سے نکاح ہوا اور وہ اس سے تنہائی گزارے، اس کی غیرت پر چوٹ لگائی ہے، تا کہ وہ تین طلاق دینے میں جلد بازی نہ کرے۔

فون پر طلاق

جیسے غصہ کی بندوق کی گولی چل جاتی ہے ویسے غصہ کی طلاق کے بول بھی اثر دکھلا جاتے ہیں، جیسے WhatsApp پر کروڑوں روپے کا معاملہ ہوسکتا ہے اور لاکھوں کا لین دین ایک لفظ Ok پر ہوسکتا ہے تو ایسے ہی WhatsApp سے طلاق بھی ہوسکتی ہے(۲) WhatsApp پر خلع بھی ہوسکتا ہے، جیسے ملک کے وزیراعظم کو کوئی آدمی فون پر گالی دے دے، اس پر اس کی گرفتاری ہوجائے گی

(۱) ابوداؤد، حدیث نمبر: ۲۰۷۶
(۲) مزید تفصیلات کے لیے دیکھیں: موبائل فون کے ذریعہ نکاح وطلاق، مفتی شبیر احمد قاسمی

ایسے ہی طلاق کوئی فون پر دیدے تب بھی واقع ہوجائے گی، مشہور حدیث ہے:

ثَلَاثٌ جَدُّهُنَّ جَدٌّ، وَهَزْلُهُنَّ جَدٌّ: النِّكَاحُ، وَالطَّلَاقُ، وَالرَّجْعَةُ. (۱)

تین چیزیں وہ ہیں جن کی حقیقت بھی حقیقت ہے، مزاق بھی حقیقت ہے، نکاح کرنا حقیقت میں (Serious) کرلے تب بھی نکاح ہوجائے گا، مزاق میں کرلے تب بھی نکاح ہوجائے گا، خلع اور طلاق حقیقت میں کرلے تب بھی ہوگا اور مزاق میں کرلے تب بھی واقع ہوجائے گی۔

ایک طلاق دینے کے بعد یا دو''طلاق صریح'' دینے کے بعد مزاق میں بھی رجوع کرے گا کہ میں نے تم کو واپس لے لیا تو رجوع ہوجائے گا، اصل بات یہ ہے کہ شریعت طلاق کو Serious Matter رکھنا چاہتی ہے، سنجیدہ معاملہ کرنا چاہتی ہے لفظ طلاق، خلع اور نکاح سے دل لگی نہ کی جائے، مزاق نہ کیا جائے، ان سے کھلواڑ نہ کیا جائے، اسی لئے شریعت نے مزاق میں دی جانے والی طلاق کے لفظ کو بھی مؤثر اور Effective قرار دیا ہے، اس سے نکاح ٹوٹ جائے گا۔

اللہ کے لئے جڑو!

ہمارے ملک کے اندر طلاق بل بنایا گیا، آپ سوچئے! کہ تین طلاق کے بعد لڑکے سات سال، آٹھ سال، نوسال تک ماں کے پاس رہتے ہیں، پھر باپ کو دے دئے جاتے ہیں، اس سے خاندان بکھر جاتا ہے تو مرد اور عورت دونوں کو سوچنا چاہیے عام طور پر غلط فہمی ہوتی ہے، علیحدہ ہوتے ہیں تو محبت اور پیار سے علیحدہ نہیں ہوتے ہیں، لڑکر علیحدہ ہوتے ہیں، علیحدگی بھی ہوگئی کیس واپس نہیں لیا، سورۂ طلاق دیکھئے! قرآن کی اس سورت میں طلاق کے سلسلے میں احکام بیان

(۱) ترمذی، حدیث نمبر: ۲۱۹۴

کرنے کے بعد تقوی کی جانب توجہ مبذول کرائی گئی ہے:

وَمَن يَتَّقِ ٱللَّهَ يَجۡعَل لَّهُۥ مَخۡرَجًا.(۱)

اللہ سے ڈرو! راستہ بن جائے گا، دروازے کھل جائیں گے، اللہ ہمیں حق و باطل میں فرق کرنے کی صلاحیت دیں گے، قدم قدم پر قرآن طلاق کے موضوع پر تقویٰ یاد دلاتا ہے، برداری کے دباؤ میں، دوستوں کے بہاؤ میں کوئی غلط قدم اٹھنے نہ پائے، کوئی زیادتی نہ ہونے پائے، رہنا ہے تو محبت سے رہنا ہے، علیحدہ ہونا ہے تو عزت سے علیحدہ ہونا ہے، {فَإِمۡسَاكُۢ بِمَعۡرُوفٍ أَوۡ تَسۡرِيحُۢ بِإِحۡسَٰنٍ}(۲) حضرت حسنؓ نے ایک بیوی کو طلاق دینے کے بعد سونا چاندی سے بھرے ہوئے مٹکے، شہد، جوڑے دے کر رخصت کیا، اس عورت نے کہا "متاع قلیل من حبیب مفارق" تھوڑا مال ہے جدا ہونے والے دوست کی طرف سے، حضرت حسنؓ کو پتہ چلا تو دوبارہ اس عورت سے نکاح کرلیا، تو اس نے دنیا کو تھوڑا قرار دیا اور حضرت سیدنا حسنؓ کی جدائیگی کو انہوں نے بڑا صدمہ سمجھا، اور اسی بات نے حضرت حسنؓ کے دل میں جگہ بنادی کہ دوبارہ اس عورت سے نکاح کرلیا۔

والدین کے کہنے پر بیوی کو طلاق دینا کیسا ہے؟

کیا ماں باپ کے کہنے پر طلاق دی جاسکتی ہے؟ کیا ماں باپ کے کہنے پر خلع کیا جاسکتا ہے؟ اچھی طرح یاد رکھئے! شریعت اصل ہے سماج اصل نہیں ہے، ماں باپ کی مرضی شریعت کی مرضی کے بعد ہے، اگر شریعت واقعی اجازت دیتی ہے تو اس وقت لڑکا طلاق دے سکتا ہے یا لڑکی خلع لے سکتی ہے۔

طلاق کے درجات

طلاق مستحب بھی ہوتی ہے، طلاق فرض بھی ہوتی ہے، طلاق حرام بھی ہوتی

---

(۱) الطلاق:۲

(۲) البقرۃ:۲۲۹

ہے، الگ الگ درجات میں الگ الگ حکم ہے، حضرت امام احمد بن حنبلؒ کا مشہور واقعہ ہے، ایک شخص نے آکر کہا: حضرت! میرے والد میری بیوی کو طلاق دینے کا حکم دے رہے ہیں، حضرت امام احمد بن حنبلؒ نے منع فرمادیا، تو اس لڑکے نے کہا: حضرت! حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تھا، اپنے باپ عمرؓ کا کہنا مانو، طلاق دے دو اور آپ مجھے میرے ماں باپ کا کہنا ماننے سے روک رہے ہو، حضرت امام احمد بن حنبلؒ نے فرمایا: آپ کے والد کی سمجھ حضرت عمرؓ کی طرح ہوتی، ان کی بے نفسی اور علم حضرت عمرؓ کی طرح ہوتا تو میں کہتا: تم اپنی بیوی کو طلاق دے دو؛ لیکن میں جانتا ہوں تمہارے والد کا فیصلہ سماج کے دباؤ میں ہے، غصہ کے بہاؤ میں ہے، شریعت کی حدود میں نہیں ہے، ایسی جگہ پر تمہارے لئے طلاق دینے کی اجازت نہیں ہے، ماں باپ کی اطاعت نہیں کی جاسکتی جہاں پر اللہ کی نافرمانی ہو رہی ہو۔

کیا عورت بے بس ہے؟

اللہ تعالیٰ نے عورت کو بے بس نہیں رکھا، عورت کو خلع کا دروازہ دیا ہے، چاہے تو خلع کے ذریعہ سے اپنا مہر واپس کر کے مرد سے طلاق لے سکتی ہے، اللہ تعالیٰ نے عورت کو اسلامی عدالت کا دروازہ کھٹکھٹانے کی اجازت دی ہے، مسلمان قاضی کے سامنے اپنا مقدمہ رکھ کر اپنی علیحدگی کا فیصلہ کرے، شریعت نے تفویض طلاق، توکیل طلاق کے دروازے کھولے ہیں، کہ جس کے ذریعہ سے عورت اپنے علیحدہ ہونے کا انتظام کر سکتی ہے، نکاح نامے میں لکھوالیا جائے اگر اخلاق بگڑ جائیں گے تو فلانے فلانے سرپرست، عالمِ دین قاضی، اور بیٹی کو اختیار ہوگا مرد کی طرف سے کہ وہ اپنے آپ کو طلاق دے کر علیحدہ کر لے، تو اللہ تعالیٰ نے عورت کو بے بس نہیں رکھا ہے، اور زبردستی باندھ کر بھی نہیں رکھا ہے۔

دیکھئے! جس سماج میں طلاق دینے کا بالکل رواج نہیں ہے وہاں پر

Cylinder پھٹ جاتا ہے، وہاں پر عورت خودکشی کر لیتی ہے، خودکشی نہیں کی Cylinder نہیں پھٹا؛ لیکن شوہر نے قتل کر دیا، جن مذاہب کے اندر حدود میں طلاق نہیں ہے، وہاں مطلقائیں کم ہیں، معلقائیں زیادہ ہیں، کہ عورت کو طلاق نہیں دی گئی علیحدگی کا انتظام نہیں کیا گیا، دوسرے نکاح کی اجازت بھی نہیں دی گئی اس کو لٹکا کر رکھ دیا گیا، نہ بے چاری کا یہ مرد خیال رکھتا ہے جس نے نکاح کیا ہے، نہ کسی دوسرے سے نکاح کرنے کا موقع دیا جاتا ہے۔

طلاق شدہ عورتوں سے نکاح

اسی طریقے سے طلاق شدہ عورتوں سے نکاح کرنے کا مسئلہ لوگ یہ سمجھتے ہیں مرد نے طلاق دی تو واقعی عورت ہی معیوب ہوگی، عورت ہی کی غلطی ہوگی، حالانکہ بہت سی مرتبہ مردوں کی غلطی ہوتی ہے، کہ اس نے طلاق کا دین سیکھے بغیر طلاق دی، Signal کا ضابطہ معلوم نہ ہوتو پھر بھی چالان آئے گا، نہ جاننا دنیا اور آخرت کی کسی عدالت میں قابل قبول عذر نہیں ہے، مجھے پتہ نہیں تھا Passenger کی ٹکٹ لے کر Express میں نہیں بیٹھنا چاہیے، مجھے پتہ نہیں تھا کہ Sleeper Class کا ٹکٹ لے کر Ac میں نہیں بیٹھنا چاہیے، یہ بولنے کی وجہ سے چالان معاف نہیں ہوگا، جہالت قابلِ قبول عذر نہیں ہوگا دنیا اور آخرت کی عدالت میں۔

جب نکاح کر رہے ہو تو اس کے اتار چڑھاؤ سیکھنا چاہیے تھا، طلاق شدہ عورتوں سے نکاح کی فضیلت ہے ان کو بے حیائی سے بچانے کے لئے جلد بازی میں کوئی کارروائی نہ کی جائے، ملکوں میں بیٹھے ہوئے ہیں یہ سارے مرحلے اور یہ ساری سوجھ بوجھ کے مشورے ہوئے بھی نہیں کاغذ پر دستخط کر کے بھیج دیا گیا، یہ اسلامی طریقہ نہیں ہے، آمنے سامنے آیئے، بیٹھئے، تبادلۂ خیال کیجئے، پھر اس کے بعد طلاق دیجئے، اگر طلاق دینا ہی مناسب سمجھتے ہو تو دوسری بیوی کیا سو فیصد

مزاج مل جائے گی؟ کیا دوسرا شوہر سوفیصد ایک مزاج کا مل جائے گا، معمولی بہانوں کی وجہ سے طلاق اور خلع کا مطالبہ، رہنا ہے تو میری ماں کے ساتھ رہو ورنہ میں تمہیں طلاق دے دوں گا، تم اگر اپنی ماں سے ملنے گئے تو میں خلع لے لوں گی، یاد رکھئے! شوہر کی اجازت کے بغیر خلع نہیں لیا جاسکتا ہے، کوئی دنیا کی عدالت اختیار نہیں رکھتی ہے کہ شوہر سے رائے ملائے بغیر، شوہر کی اجازت کے بغیر خلع دے دے، شوہر کی رضامندی کے بغیر کوئی خلع نہیں دی جاسکتی ہے، چاروں مسلکوں میں سے کسی بھی مسلک کے اندر۔

تین ماہ نفقۂ عدت

اس کے بعد اولاد کی پرورش ایک جوڑا کپڑے اور عدت کا نفقہ تین مہینے جب وہ ماہواری میں رہے گی اس کے اخراجات تاکہ اطمینان ہوجائے کہ اس کے پیٹ میں شوہر کا کوئی بھی بچہ نہیں ہے، تاکہ اس کا اعزاز ملے کہ ایک جائز رشتہ ختم ہوا ہے اس اعزاز میں بھی عدت کو رکھا گیا ہے کہ استبرائے رحم ہوجائے اور بچہ دانی کی صفائی ہوجائے۔

طویل جدائی کے باوجود نکاح کی بقا

بہت عرصہ تک بیوی شوہر کے جدا رہنے سے نکاح نہیں ٹوٹتا، کسی وجہ سے چار مہینے تک نہیں ملے، ناراضگی کی وجہ سے یا کسی جھگڑے کی وجہ سے، اور طلاق اور خلع کا کوئی بول نہیں بولا گیا تو پھر اس کی وجہ سے نکاح نہیں ٹوٹتا، کسی شرعی یا غیر شرعی عذر کی وجہ سے، بیوی شوہر کے مہینوں اور سالوں الگ رہنے کی وجہ سے ان کا نکاح نہیں ٹوٹتا، لوگ غلط فہمی میں مبتلا ہوجاتے ہیں، لوگ علماء کے پاس جاتے ہیں حق جاننے کے لئے نہیں، بلکہ حق میں فیصلہ کروانے کے لئے، دوسرا تیسرا نکاح کرنا آسان ہے کیا اپنے ایک مرد کو نبھانا مشکل ہے؟ نوکری کرکے دو پیسے کمانا آسان ہے اپنے شوہر کو نبھانا کیا مشکل ہے؟ ہمیں سوچنا چاہیے۔

ہندوستان میں احمقانہ قسم کا طلاق بل

ہمارے ملک میں طلاق بل بنا، اس میں یہ فیصلہ کیا گیا کہ کوئی بھی اجنبی آ کر کہہ دے فلاں مرد نے اپنی بیوی کو تین طلاق دیدی، اسے دو سال کی جیل اور اسے اسی عورت کے ساتھ زندگی گزارنی پڑے گی، اور اسی طریقے سے جیل میں رہنے کے زمانے میں بیوی کو اخراجات بھی دینے ہونگے، یہ تو احمقانہ قسم کا بل ہے، تین طلاق دے چکا طلاق واقع ہوچکی، لیکن عدالت یہ کہہ دیتی ہے کہ یہ طلاق نہیں ہوئی اور وہ بے چارہ اپنی بیوی کو ہٹا نہیں سکتا قانون سے ڈر کر، مل نہیں سکتا شریعت سے ڈر کر، یہ عورتوں کے ساتھ بھلائی نہیں ہوئی ان کو بھی ہندو عورتوں کی طرح لٹکا دینے کا فیصلہ ہوا ہے، کوئی آدمی جیل میں ہوا پنی بیوی کو خرچ کیسے دے گا؟ اور کیا وہ پھر جیل سے آنے کے بعد اس کے ساتھ رہے گا؟ کیا وہ نفرتوں کا غبار، مقدمے بازی اور عدالتی کارروائی کا غبار دل سے اتنی جلدی نکل جائے گا؟ کہ وہ اس عورت کو رکھنے کے لئے تیار ہو جائے گا؟ طلاق بل حکومت کچھ بھی کہتی ہو لیکن عورتوں کو جری بنانے کا طریقہ ہے اور جس عورت کو شوہر کے پاس گئے بغیر، اس کی خدمت اس کے گھر میں رہے بغیر ماہانہ پانچ ہزار سے پندرہ ہزار تک رقم ملتی ہو، کیا وہ عورت کسی مرد سے نکاح کرے گی؟ گھر بیٹھے بٹھائے اسے پیسے ملتے ہوں اپنے چھوڑنے والے شوہر کی طرف سے، کیا وہ دوسرے نکاح کا مزاج بنانے کی کوشش کرے گی؟ اور وہ مرد کیسے گوارہ کرے گا کہ جو عورت میرے نکاح میں نہیں رہی میں اس پر خرچ کیسے کروں گا؟ تو پھر اس کے لئے قتل کرنا آسان ہے نفقہ دینے کے مقابلے میں، قتل آسان ہو گیا طلاق کو مشکل کر دیا گیا۔

یاد رکھئے! ٹرین میں آپ نے جب ٹکٹ لیا درمیان میں کوئی اتار نہیں سکتا، بیوی شوہر کو نہیں اتار سکتی، شوہر بیوی کو نہیں اتار سکتا، مزدور کو آپ نے مزدوری

دی آپ نے کام پر چڑھایا درمیان میں آپ نہیں اتار سکتے ہے، ہوسکتا ہے مالک اسے پیسے دے کر چھٹی کرادے لیکن مزدور عادتاً مزدوری طے ہونے کے بعد دن کے بیچ میں آدھا دن کام کر کے کمپنی چھوڑ کر کام چھوڑ کر نہیں جا سکتا ہے، تو یہ سارے پہلو ہیں۔

بعض ازواج مطہرات کو طلاق

حضرت آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بعض بیویوں کو طلاق دی ہے حدیث سیرت کی کتابوں میں عورتوں کا تذکرہ ہے، آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی جس میں خاص عیب دیکھا اسے طلاق دے دی، اس عورت نے آکر کہا: میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اللہ کی پناہ لیتی ہوں، اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ٹھیک ہے لے لو، جب تمہیں پناہ چاہیے تم اللہ کی پناہ میں چلے جاؤ، اس نے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ رہنے کو پسند نہیں کیا، حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو علیحدہ کر دیا، تو یہ طریقہ بھی غلط ہے کہ چھوٹی بات پر طلاق دی جائے اور یہ بات بھی غلط ہے کہ نبھانے کی ساری شکلیں اپنانے کے باوجود بھی جوڑ نہ بیٹھ رہا ہو تب بھی مرد وعورت کو ساتھ میں رہنے پر مجبور کیا جائے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ فکر وعمل کا اعتدال عطا فرمائے اور ہماری طلاق شدہ بیٹیوں اور بھائیوں کے مناسب رشتوں کا اللہ تعالیٰ انتظام فرمائے۔(آمین)

وَآخِرُ دَعْوَانَا أَنِ ٱلْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ ٱلْعٰلَمِينَ.

☆☆☆☆☆

تمرینی سوالات

سوال۱: کیا طلاق انسانی سماج کی ضرورت ہے؟

سوال۲: طلاق کا تصور صرف مذہب اسلام میں ہے؟ یا دیگر مذاہب میں بھی؟ مفصل تحریر کریں؟

سوال۳: طلاق کا اختیار صرف مرد کو کیوں دیا گیا؟

سوال۴: طلاق سے پہلے کے مراحل ذکر کیجیے؟

سوال۵: طلاق دینے کا مسنون طریقہ کیا ہے؟

سوال۶: اگر کسی نے اپنی بیوی کو بیک وقت تین طلاق دی تو کیا حکم ہے؟

سوال۷: غصہ اور فون پر دی ہوئی طلاق کا کیا حکم ہے؟

سوال۸: حلالہ کی شرعی حیثیت بیان کیجیے؟

سوال۹: اسلام میں حلالہ کیوں ضروری ہے؟

سوال۱۰: کیا والدین کے حکم دینے پر بیوی کو طلاق دینا درست ہے؟

سوال۱۱: کتنے دنوں تک مطلقہ عورت کو نفقۂ عدت دیا جائے گا؟

سوال۱۲: اگر ایک لمبی مدت سے میاں بیوی الگ الگ رہتے ہوں تو کیا نکاح باقی رہے گا؟

سوال۱۳: ہندوستان میں نافذ شدہ قانونِ طلاق ذکر کیجیے؟

درس نمبر ۱۷

خلع کیوں؟ کیا؟ کیسے؟

نَحْمَدُهُ وَ نُصَلِّيْ عَلَى رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ، أَمَّا بَعْدُ! أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَٰنِ الرَّجِيمِ، بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ:

فَإِنْ خِفْتُمْ أَلَّا يُقِيمَا حُدُودَ اللَّهِ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا فِيمَا افْتَدَتْ بِهِۦ تِلْكَ حُدُودُ اللَّهِ فَلَا تَعْتَدُوهَا وَمَن يَتَعَدَّ حُدُودَ اللَّهِ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الظَّٰلِمُونَ.(۱)صَدَقَ اللَّهُ الْعَظِيمُ.

خلع کسے کہتے ہیں

میرے عزیزو اور دینی ماؤں بہنو! ''خلع'' کا معنی عربی زبان میں نکالنے کے ہیں وہ بندھن جو مرد وعورت میں ازدواجی اور نکاح کے تعلق کا بندھا ہوتا ہے، اُس بندھن کو نکالنے کا نام ''خلع ہے'' طلاق کے معنی بھی بندھن کے کھولنے کے آتے ہیں۔

خلع اس معاملے کا نام ہے کہ عورت اپنی طرف سے لئے ہوئے مہر کو واپس کرتے ہوئے مطالبہ کرتی ہیں کہ میرا شوہر مجھے طلاق دے کر علیحدہ کردے، نکاح سے آزاد کردے۔(۲)

خلع کی کارروائی مرد اور عورت ایک مجلس میں بیٹھ کر بھی کر سکتے ہیں، دونوں خاندان بیٹھ کر بھی کر سکتے ہیں، قانونی ضرورت ہوتی ہے، اس لئے وکیل کے پاس یا قاضی صاحب کے پاس بیٹھ کر کاغذی کارروائی کی جاتی ہیں، بغیر کسی شرعی

(۱) البقرۃ:۲۲۹
(۲) اس درس سے متعلق مزید تفصیلات کے لئے دیکھیں:
۱- قاموس الفقہ (جلد ۳) مولانا خالد سیف اللہ رحمانی
۲- طلاق کی شرعی حیثیت، مفتی ابوبکر جابر قاسمی
۳-خلع کا نظام (ص:۵ ۴ تاختم) مولانا ندیم احمد انصاری

عذر کے ماں کی باتوں میں، بہن کے اکسانے میں، وقتی غصے کے دباؤ میں، فلم اور سیریل کے تاثر کی وجہ سے طلاق پر عورت کا بضد ہو جانا بہت بڑی نادانی ہے۔

خلع مسئلہ کا حل نہیں

یاد رکھنا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ نے مرد وعورت کو ایک مزاج کا نہیں بنایا، ایک کو چھوڑ کر دوسرا انسان جو بھی ہے وہ جیسے شکل اور صورت الگ رکھتا ہے، انگلی کے پورے آنکھوں کی پتلی الگ رکھتا ہے، ایسے ہی وہ مزاج بھی الگ رکھتا ہے، شوہر بدلنا آسان ہے، مزاج بدلنا مشکل ہے، گھر بدلنا تو چاہتے ہیں، عادت بدلنا نہیں چاہتے ہیں، خلع اور نکاح کے مسائل کا بوجھ تو اٹھانا چاہتے ہیں، اپنی زبان میں مٹھاس نہیں لانا چاہتے ہیں، اور جن مسائل کے ذریعے سے حقیقت میں زندگی اجیرن ہو رہی ہے، بدمزہ ہو رہی ہے، کرکرا پن ہو رہی ہے، ان اسباب اور وجوہات کو ہم نہیں ختم کرنا چاہتے، ماں خلع لی ہوئی ہے، بیٹیوں کو بھی خلع پر جری بنا دیتی ہے، ایک بہن خلع لے کر گھر میں بیٹھتی ہے اور دوسری بہن میں بھی خلع لے کر بیٹھنے کی جرأت پیدا کر دیتی ہے، میں جیسے رہ رہی ہوں تم بھی رہ سکتی ہو، میں جیسے نوکری کر رہی ہوں تم بھی نوکری کر سکتی ہو، خاندانی پس منظر کا بھی Family backgorund کا بھی کافی اثر ہوتا ہے عورت کی طبیعت پر، جب وہ خلع کا مطالبہ کرتی ہیں۔

دورِ نبوی میں خلع

حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے کی دو عورتوں کا تذکرہ احادیث کی کتابوں میں موجود ہیں کہ جن دو عورتوں نے حضرت آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آکر گزارش کی کہ ہم اپنے شوہروں کے دیئے ہوئے باغ کو اور ان کے دیئے ہوئے مہر کو واپس کر دیتے ہیں، آپ ہم کو ان سے علیحدگی کا نظام بنا دیجیے، جمیلہ بنت ابی ابن سلول رضی اللہ عنہا اور حبیبہ بنت سہل رضی اللہ عنہا چونکہ یہ اپنی جگہ پر کافی حسن کی مالک تھی، اور شوہر

کے ساتھ کبھی موافقت نہیں ہو پا رہی تھی، زبردستی ساتھ میں رہنے پر باوجود ساری کوشش کے نبھاؤ پیدا ہونے کی امید نہیں تھی، اسی لئے ان دونوں نے حضرت آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس بہت ہی اعتدال والی حالت میں درخواست کی اور حضرت آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کی خلع کی درخواست کو قبول کیا، اور ان کے شوہروں کو کہا گیا کہ اپنی بیویوں کو خلع دے کر علیحدہ کر دیا جائے۔

طلاق غیر مغلظہ کے بعد باہم نکاح کے سلسلے میں سماج کا رواج

دیکھیے! تین طلاق کے بعد دوبارہ اسی عورت سے نکاح کرنے کے لیے چاروں اماموں کے نزدیک حلالہ کی ضرورت ہوتی ہے، لیکن ایک طلاق رجعی کے بعد دو طلاق رجعی کے بعد یا ایک یا دو طلاق بائن کے بعد خلع کے بعد دوبارہ اسی مرد کا اسی عورت سے نکاح ہوسکتا ہے، علیحدگی ہوگی، بچوں کی یاد آرہی ہیں، علیحدگی ہو رہی ہے، بیوی کی کمی کا احساس ستا رہا ہے، دوریاں ہوگی پھر اس کے بعد ایک دوسرے کے احسانات بے قرار کرنے لگے، تو اگر یہ دوبارہ نکاح کرنا چاہتے ہوں پورے سماج کو چاہیے کہ ان کے نکاح کا انتظام کریں۔

سماج کا ظلم

سماج بڑا ظالم ہیں طلاق دلوانے پر تو عورتیں ضد کرتی ہیں؛ لیکن وہی طلاق لی ہوئی لڑکی کو اپنا بیٹا دینے کو تیار نہیں ہوتی ہیں، خلع لینے پر مجبور کر دیتی ہیں، بھتیجیوں بھانجوں کو، خالہ زاد، ماموں زاد بہنوں کو، لیکن ان کے دوسرے نکاح کے لئے خود اپنے بچوں کو دینے کے لئے تیار نہیں ہیں، جب آپ اپنی اس بہن کو یا بھانجی بھتیجی کو مظلوم سمجھتے ہیں، تو پھر آج اپنا بیٹا یا بھائی اس کو دینے کے لئے کیوں تیار نہیں ہیں؟

جو رواجی قسم کے قاضی ہیں، کم علم رکھنے والے قاضی ہیں، ان میں سے بہت کم وہ لوگ ہیں کہ جو کونسلنگ کے لئے وقت دیتے ہو، بہت کم وکیل ہیں جو

کونسلنگ کے لئے وقت دیتے ہوں، اور ہوتا بھی یہی ہے کہ معاملات دیکھتے دیکھتے ان کی طبیعتوں میں چڑ چڑا پن اور طبیعتوں میں مایوسی اور معاشرے کے سلسلے میں ناراضگی اور برہمی اور ہمارے جوڑوں کے اندر کی طبعی بے اعتدالیاں دیکھتے ہوئے وہ بے چارے مناسب نہیں سمجھتے ہیں کہ دوبارہ ایک ساتھ رہنے کا انھیں مشورہ دیا جائے، کبھی یہ رُستا ہے تو اسے منانا پڑتا ہے، کبھی وہ رُستی ہے تو اسے منانا پڑتا ہے، اور بے چارے وہ وکیل صاحب اور بے چارے وہ قاضی صاحب اور وہ مفتی صاحب کو اپنا وقت اسی میں کھپانا پڑتا ہے۔

قانون بنانا مسئلے کا حل نہیں ہے

معاشرے میں شعور بیدار کرنا لڑکے اور لڑکیوں کی صحیح بنیادوں پر تربیت کرنا، کونسلنگ سنٹر قائم کرنا، دونوں خاندان کے لوگوں کا احترام کرنا، اور ان دونوں مسائل میں دونوں خاندانوں کو دلچسپی لینا چاہیے، یہ اصل مسئلے کا حل ہے۔

نکاح ثانی میں تعجیل کی ضرورت

اسی طرح اس پہلو پر بھی معاشرے کو توجہ دینے کی ضرورت ہے کہ جو طلاق شدہ لڑکیاں ہیں جو خلع شدہ لڑکیاں ہیں، ان لڑکیوں کے دوسرے نکاح سے پہلے ذہنی تربیت ہو کہ دوسرا رشتہ دیکھنے میں بہت بڑے پیمانے نہ رکھنا چاہیے، خلع شدہ ہے کنوارے چاہتے ہیں کنواریاں چاہتی ہیں، یہ کیا طریقہ ہے؟ عمر ڈھل رہی ہے لیکن معیار ہے سمجھنا چاہیے، بن نکاح کے رہنے سے بہتر ہے کہ عمر کے معاملے میں compramise کرلینا چاہیے؛ بلکہ بن نکاح رہنے سے بہتر ہے سوکن بننے پر راضی ہو جائے، گناہ میں ملوث ہونے سے بہتر ہے کہ کسی سیدھے سادھے نوجوان سے نکاح کرلیا جائے۔

نکاح ثانی عیب نہیں ہے

دوسرے نکاح کو معیوب سمجھنا چھوڑ دیجئے، طلاق کے دروازے چوپٹ

کھول دیے، خلع کے دروازے چوپٹ کھول دیے اور دوسرے نکاح کو آپ معیوب سمجھتے ہیں؟ پہلی بیوی کے موجودگی میں دوسرا نکاح یا پہلی بیوی کے انتقال کے بعد دوسرا نکاح معیوب سمجھتے ہیں، جب آدمی کی خود کی بہن بیوہ ہوجاتی ہے تو تب آدمی کو احساس ہوتا ہے، جب خود کی عورت بیوہ ہوجاتی ہے طلاق شدہ ہوجاتی ہے تنہائیاں اور جنسی جذبات اُسے ورغلاتے رہتے ہیں اکساتے رہتے ہیں، اس وقت اسے احساس ہوتا ہے کہ ناپاک تنہایوں سے بہتر ہے کہ کسی مرد کے نکاح میں رہے جاتی، کافی غلط فہمیاں اس سلسلے میں پائی جاتی ہیں۔

طلاق اور خلع شدہ لڑکیوں کا نکاح

بھائیوں کو چاہیے کہ بے جا دباؤ نہ ڈالیں، خلع اور طلاق کے لینے پر جری بھی نہ بنائے اور جب خلع یا طلاق کے بعد جب بہنیں آجائے تو باعزت طریقے سے ان کے دوسرے نکاح کا انتظام کیا جائے اِس کو بڑے ثواب کا کام سمجھا جائے، اس کو وقت دیا جائے، بڑا مسئلہ یہی ہے ان بیٹیوں کے نکاح نہ ہونے میں کہ سرپرست مزید وقت دینے کے لئے تیار نہیں ہے، غیر مسلموں کے ساتھ بھاگنے کے واقعات کا ایک سبب طلاق شدہ، خلع شدہ لڑکیوں کا اپنے گھر میں رہنا بھی ہے۔

ایامِ عدت اور ہمارا معاشرہ(۱)

اگر شوہر کا انتقال ہوجائے بیوی پر چار مہینے دس دن عدت ہے، خوشبو نہ لگائے، اچھے کپڑے نہ پہنائے، منہدی نہ لگائے اور اگر بیوی شوہر کی ملاقات کے بعد خلع یا طلاق کا واقعہ ہوتا ہے، تین menses تین حیض کی عدت ہے {وَٱلۡمُطَلَّقَٰتُ يَتَرَبَّصۡنَ بِأَنفُسِهِنَّ ثَلَٰثَةَ قُرُوٓءٖ}(۲)

(۱) مزید تفصیلات کے لیے دیکھیں: درسی بہشتی زیور (ص:۱۷۳ تا ۳۷۶) مولانا اشرف علی تھانوی
(۲) البقرۃ: ۲۲۸

لیکن موجودہ زمانے میں بعض مرتبہ اتنی جلد بازی شوہر کے گھر میں رکھنے کے لئے تیار نہیں ہے، لڑکے والے لڑکی کو نفقہ وغیرہ دینے کے لئے تیار نہیں ہیں، بیوہ کو میراث کا حصہ دینے کے لئے تیار نہیں ہے میں نے قبول کیا بولنے کے بعد بھی اگر شوہر یا بیوی کا انتقال ہوجائے تو ایک دوسرے کے وارث بنتے ہیں، عدت تین مہینے گزرے بغیر دوسرا نکاح کرنے پر اصرار کیا جاتا ہے، تین مہینے کی عدت گزرنے کے باوجود مختلف قسم کی رواجی چیزوں کی وجہ سے مہینوں سالوں دوسرا نکاح کا انتظام نہیں کیا جاتا ہے۔

ایک بیٹا آسٹریلیا میں رہتا ہے اور ایک بیٹا امریکہ میں رہتا ہے بوڑھی ماں کو تنہا گھر میں کہاں رکھا جائے؟ عدت گزارنا واجب ہے شوہر کے گھر سے اسے نکال دیا جاتا ہے مجبوری کی وجہ سے، عورتیں بھی شادیوں میں شریک ہونا چاہتی ہے میکپ کرنا چاہتی ہے، تیار ہونا چاہتی ہے تیار ہوئے بغیر شادیوں میں جا نہیں سکتی، شوہر کے مرنے پر چار مہینے دس دن کی جو عدت ہے، بے وفا دنیا وہ بھی گزارنا نہیں چاہتی ہے۔

عورتوں کے لئے ہی مدتِ عدت

عدت عورتوں کے لئے ہے مردوں کے لئے نہیں ہے، باپ کے انتقال پر تین دن کی عدت بیٹیوں کے لئے ہے، قریبی ذورحم محرم رشتے داروں کے لئے ہے بچوں کے لئے نہیں ہے، مرد اگر دوسرا نکاح کرلے بیوی کے انتقال کے بعد تب بھی معیوب سمجھتے ہیں، سسرال والے اس کو ذلت اور بے شرم کی نگاہ سے دیکھتے ہیں اس نے اتنا جلدی نکاح کرلیا، بیوی کے مرنے سے جیسے کھانے کے تقاضے ختم نہیں ہوتے جنسی تقاضے، گھر سنبھالنے کے تقاضے بھی ختم نہیں ہوتے، ضرورت اسی بات کی ہے کہ قدم قدم پر علماء سے پوچھ کر چلا جائے، اپنی نسلوں کو سماج اور اس کے ظالمانہ رواج کے بھینٹ نہ چڑھایا جائے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

وَآخِرُ دَعْوَانَا أَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِينَ.

☆☆☆☆☆

تمرینی سوالات

سوال ۱: خلع کسے کہتے ہیں؟ اور اس کا صحیح طریقہ کیا ہے؟

سوال ۲: خلع کا اختیار کسے حاصل ہے؟

سوال ۳: کیا دورِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں بھی خلع کے واقعات پیش آئے ہیں؟

سوال ۴: خلع اور طلاق میں کیا فرق ہے؟

درس نمبر ۱۸

دوسری شادی - معتدل نقطۂ نظر

نَحْمَدُهٗ وَ نُصَلِّيْ عَلَى رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ، أَمَّا بَعْدُ!

میرے عزیزواور دینی ماؤں بہنو! یہ ہمارے معاشرے کا بہت ہی حساس موضوع ہے، بات کرنے والوں کو بھی ڈر لگتا ہے اور سننے والی خواتین کو بھی ڈر لگتا ہے، اور بہت سے مردوں کو خوشی ہوتی ہے جب اس موضوع پر بات کی جاتی ہے: ''دوسری شادی اور معتدل نقطۂ نظر''(۱)

نکاح کی اہمیت

اسلام نے نکاح کی ہمت افزائی کی ہے اور زنا کے قریب جانے سے بھی منع کیا ہے، اسلام ہمت افزائی کرتا ہے کہ مرد پہلی گھر والی کے انتقال کے بعد کوئی تنہائی اس کی ناپاکی میں نہ گزرے، ناپاکی کے خیالات وجذبات میں نہ گزرے، حضرت شداد بن اوسؓ کے ملفوظات میں ہے کہ اگر میری زندگی کے کچھ دن بھی باقی رہ جائیں تو میں نکاح کی حالت میں گزارنا چاہوں گا۔

دوسری شادی کرنے کی چند صورتیں

دوسری شادی کی الگ الگ صورتیں ہوتی ہیں۔

پہلی صورت: جس کی اصلاح ہونا بہت ضروری ہے اور جو ہمارے معاشرے میں بکثرت پیش آتی ہے، وہ ہے پہلی بیوی کے انتقال کے بعد دوسرا نکاح، یا شوہر کے انتقال کے بعد بیوی کا دوسرا نکاح، یہ دوصورتیں ہوگئیں۔

---

(۱) اس درس سے متعلق مزید تفصیلات کے لئے دیکھیں:
۱- دوسری شادی کے فضائل واحکام، مفتی شبیر احمد قاسمی
۲- مشترکہ خاندان شریعت وسماج کی روشنی میں، مفتی ابوبکر جابر قاسمی
۳-اسلامی شادی (ص: ۲۲۲ تا ۲۳۶) مولانا اشرف علی تھانوی

بیواؤں کا مستقل نظام بنانے کا آسان طریقہ یہی ہے کہ ان کا نکاح کرادیا جائے، ہمارے معاشرے کے اندر بہت معیوب سمجھا جاتا ہے، بلکہ اگر مرد گھر والی کے انتقال کے بعد تنہا پڑا رہے، بے حیائی کے راستوں کی طرف جائے، اپنی نگاہوں کو میلا کرتا رہے، تو لوگ اس کو اتنا برا نہیں سمجھتے ہیں لیکن اس کے نکاح کر لینے کو معیوب سمجھتے ہیں خاص طور پر والدہ کے نکاح کے بعد والد کا نکاح، بچے اپنے والد کا نکاح نہیں کروانا چاہتے ہیں، کیوں کہ آنے والی ماں ہماری جائیداد میں حصہ دار بن جائے گی، آنے والی سوکن ماں کو ہم اپنی حقیقی مرحومہ ماں کی جگہ پر نہیں دیکھ سکتے ہیں، سوتیلی ماں کے ساتھ اولاد بھی سوتیلا رویہ رکھنا چاہتی ہے، وہ یہ نہیں سوچتی ہے کہ یہ ہماری سوتیلی ماں تو ہے لیکن ہمارے والد کی بیوی، ہمارے والد کی خادمہ اور ہمارے والد کی ضرورتوں کی تکمیل بھی تو کررہی ہے، دونوں طرف سے جو اپنائیت ہونی چاہیے، اور دونوں طرف سے جو غلط فہمیوں کا ازالہ ہونا چاہیے، ان غلط فہمیوں کا خاتمہ نہیں کیا جاتا ہے، اگر ایسا کوئی جائیداد کے تقسیم ہوجانے کا اندیشہ ہے، یا آنے والی خاتون کے ہڑپ کر لینے کا اندیشہ ہے تو ایسے موقع پر شرعی ضابطہ کی رعایت کی جائے، میراث کے نظام کو اچھی طرح سمجھایا جائے، قانونی طور پر لکھت پڑھت کرلی جائے، کہ جس عورت سے پہلی بیوی کے انتقال کے بعد نکاح کیا جارہا ہے، یا والد کے لئے دوسری والدہ لائی جارہی ہے ان کا معاملہ ہمارے ساتھ اور ہمارا معاملہ ان کے ساتھ کیسے ہوگا؟ ایک جگہ پر رکھنا مناسب ہے ایک جگہ پر رکھیں گے، علیحدہ رکھنا مناسب ہے علیحدہ رکھ دیا جائے گا، اور بحیثیت بیوی ہونے کے وہ میراث کی مستحق ہے، اور بچے تو میراث کے مستحق ہیں ہی جو سابقہ والدہ سے ہیں، اور یہ سگی اولاد ہے، ان بچوں کا حصہ آنے والی ماں کے مقابلہ میں زیادہ ہی ہوتا ہے، Agreement کیا جاسکتا ہے کہ بخوشی آنے والی نئی والدہ کو ایک رقم دے دی جائے اور ان سے

اس بات پر وعدہ لے لیا جائے، اقرار نامہ لکھوالیا جائے کہ میں شوہر کے انتقال کے بعد میراث کا دعویٰ نہیں کروں گی، یا والد جائیداد کا ایک حصہ بیٹے، بیٹیوں میں تقسیم کردیں، اور باقی حصہ اپنی ضرورت کے لئے اور آنے والی بیوی کے لئے رکھ لیں، لیکن یہ کیا طریقہ ہے؟ کہ والدہ کے انتقال کے بعد والد اگر دوسرا نکاح کرلے تو اس کو شرابی اور زانی سے بدتر نگاہوں سے دیکھا جاتا ہے، اور جس بیوی کا انتقال ہو چکا ہے اس کے خاندان کے لوگ ایسی نگاہوں سے دیکھتے ہیں جیسا کہ مرنے والی سے بے وفائی کی جارہی ہے، یا مرنے والی سے اپنی محبت کو ختم کیا جارہا ہے، بیوی کے احسانات ہوتے ہیں اور لمبے عرصہ تک شریک حیات رہنے والی عورت کو کون مرد بھلا پائے گا؟

لیکن جنسی ضرورت بھی تو ضرورت ہے حضرت تھانویؒ فرماتے ہیں: جو خدمت بیوی کرسکتی ہے وہ کوئی بہو نہیں کرسکتی ہے، اور اللہ نہ کرے اگر یہ گھر کا بوڑھا جس کی بیوی کا انتقال ہوگیا اگر وہ کسی بہو کی طرف ہاتھ بڑھادے تو خاص شرائط کی وجہ سے وہ بہو اپنے شوہر پر حرام ہوجائے گی اگر سسر نے بے حیائی کی حرکت کردی، اور یہ بے قابو ہوسکتا ہے نفس وشیطان ہر ایک پر غالب آسکتا ہے، فتنوں کا اور انٹرنیٹ کا زمانہ ہے، جسموں پر لباس چھوٹے ہیں، مکانات تنگ ہوتے جارہے ہیں، اس قسم کے واقعات پیش آرہے ہیں پھر بھی لڑکے اور لڑکیاں اپنے والد کا نکاح نہیں کروانا چاہتے ہیں۔

دوسری صورت

اسی طرح شوہر کا انتقال ہوجائے تو بیوہ خاتون کا نکاح، بھری جوانی میں شوہر کا انتقال ہوگیا، مثلاً ۲۵ رسال کی عمر یا ۲۶ رسال کی عمر میں انتقال ہوا، حضرت ام درداءؓ وغیرہ سے روایت ہے کہ جو عورت اپنے شوہر کے انتقال کے بعد اپنے بچوں پر صبر کرے تو اس کو بڑا اجر ملے گا، اور اگر وہ بچوں کی

تربیت کی غرض سے نکاح نہ کرے، اگر کوئی ایسی نوعیت ہو کہ بچوں کی تربیت میں مصروف رہے گی، اور پھر فتنوں میں پڑنے کا اندیشہ بھی نہیں رہے گا تو وہ بیوہ خاتون تنہا رہ سکتی ہے، بغیر نکاح کے رہ سکتی ہے، لیکن پھر بھی بھری جوانی میں اس فتنہ کے دور میں بغیر نکاح کے رہنا اس بیوہ خاتون کے لئے بھی مناسب نہیں ہے۔

اس کی کفالت بھائی کب تک کریں گے؟ اس کی کفالت والد بھائی وغیرہ روٹی کپڑے کی کر سکتے ہیں، تنہائی اور جنسی ضرورت کی کفالت کیسے کر سکیں گے؟ حضرت تھانویؒ فرماتے ہیں: کہ شوہر دیدہ عورت کے فتنے میں پڑنے کا زیادہ اندیشہ ہے شوہر نادیدہ عورت کے مقابلہ میں، جس عورت کا نکاح ہو چکا ہے اس کے فتنے میں پڑنے کا زیادہ اندیشہ ہے، اس عورت کے مقابلہ میں جس نے شوہر کو دیکھا ہی نہیں ہے۔

اولاد بہت ساری خواہشات ماؤں کی پوری کرتی ہیں، لیکن کھلے دل سے اس کو حیاء کے خلاف نہ سمجھا جائے، صحابیاتؓ میں ایسے واقعات ہیں پہلے شوہر کا انتقال ہوا، دوسرے صحابیؓ سے نکاح ہوا، اور دوسرے شوہر کا انتقال ہوا تیسرے صحابی سے نکاح ہوا، تین تین نکاح ہوئے صحابیاتؓ کے۔

حضرت امّ حبیبہؓ، حضرت عاتکہؓ اور خود ہماری ماؤں میں حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ، حضرت عائشہؓ کے علاوہ تقریباً ازواج مطہرات وہ ہیں جو ایک ایک دودو نکاح ہونے کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نکاح میں آئیں، کیا ہم اپنی ماؤں کو بھی طعنہ دیں گے؟ یہ رویہ غلط ہے، کرونا کے زمانے میں ۷۴/لاکھ جنازے اٹھے ہیں اور پتہ نہیں کتنی عورتیں بیوہ ہوئی ہیں؟ دادا دادی کی ضد ہوتی ہے، کہ اگر تم دوسرا نکاح کروگی تو ہم تمہیں اپنی جائیداد سے بے دخل کر دیں گے، ہم پوتروں کو اپنے پاس رکھیں گے، بیٹے کا کیا انتقال ہوا؟ ساس سسرے کا رویہ

بہو کے ساتھ بدل جاتا ہے، بدشگونی لی جاتی ہے کہ اس کی نحوست کی وجہ سے ہمارے بیٹے کا انتقال ہوگیا ہے، اس نے ہمارے بیٹے کو اذیت پہنچائی ہے، اس لئے ہمارے بچے کا انتقال ہوگیا ہے۔

دیور اور جیٹھ بھی حالانکہ اگر گھر میں کوئی دیور ہو، بھائی کے انتقال کے بعد دوسرا بھائی اس بھابی سے نکاح کر لے تو بچوں کی پرورش میں سہولت ہوگی، تقسیم جائیداد میں الجھن پیدا نہیں ہوگی، لڑکی (بھابی) کی حیا کی حفاظت ہو جائے گی، لیکن کبھی لڑکی کے ماں باپ اور کبھی مرنے والے کے ماں باپ اس بات کو معیوب سمجھتے ہیں کہ بھابی تو ماں کا درجہ رکھتی ہے ادب واحترام میں، بھابی تو ماں کا درجہ نہیں رکھتی ہے نکاح اور محارم کے اعتبار سے، بھائی کے انتقال کے بعد بڑا بھائی یا چھوٹا بھائی بھابی سے نکاح کرسکتا ہے اس میں کوئی جھجک نہیں ہونی چاہیے، اگر کوئی دوسرا عذر نہیں ہے، نہ لڑکی کے ماں باپ کو اور نہ لڑکے کے والدین کو، دیکھا بھالا خاندان، دیکھا سمجھا گھرانہ، بچوں کا چچا، بچوں کا تایا، وہ جس شفقت سے بچوں کی پرورش کرسکتے ہیں ظاہر ہے کہ کوئی اجنبی آدمی نہیں کرسکتا ہے، نئی عورت سے نکاح نئے مزاج کو سمجھنا اور یہ خاتون پہلے ہی سے اپنے گھر میں ہے اگر اسی خاتون کو دوسرے بھائی کی بیوی بنا کر رکھ لیا جائے تو پھر یہ کوئی عیب کی بات نہیں ہے بلکہ ہمت افزائی کی بات ہے۔

تیسری صورت

جو ہمارے معاشرے میں پائی جاتی ہے، پہلی بیوی کی موجودگی میں دوسرا نکاح، پہلی بیوی کی موجودگی میں کسی خاص ضرورت کی وجہ سے دوسرا نکاح، مثلاً پہلی بیوی سے اولاد نہیں ہو رہی ہے، اور ظاہر ہے کہ اولاد کی خواہش فطری ہے، یا پہلی بیوی کو کوئی مہلک مرض لگ گیا ہو، اور وہ سالہا سال فریش ہے، پہلی بیوی Dialysis پر ہے، یا پہلی بیوی Cancer کی مریضہ ہے، یا پہلی بیوی کو اور

کوئی Long Time چلنے والا مرض ہے، یا اور بیماری لگ چکی ہے کہ شوہر اس کے قریب نہیں جا سکتا، یا شوہر کی گھریلو ضرورت پوری نہ ہو رہی ہو، یا شوہر کو بچوں کی پرورش میں پہلی بیوی کا تعاون نہیں مل پا رہا ہو کسی عذر کی وجہ سے، پہلی بیوی اپنے میکے جا کر بیٹھ چکی ہے، قانونی الجھنوں میں پھنس چکی ہے، پھانس رہی ہے، اگر اس طرح کی نوعیتیں ہیں اور وہ مرد اس ضرورت کی وجہ سے دوسرا نکاح کرتا ہے تو اسے پہلی بیوی سے اجازت لینا ضروری نہیں ہے، البتہ پہلا گھر اجاڑے بغیر دوسرا گھر آباد کریں، اس بات کا اطمینان کرلیں کہ دوسری آنے والی کو بھی ٹھکانہ دے سکتا ہے، دوسری آنے والی کی بھی ضرورت پوری کرسکتا ہے، دونوں خاندان کے سسرال کے مسائل کو نبھا سکتا ہے، دونوں کو اپنی میراث میں ضرور حصہ دے گا، دونوں کے درمیان انصاف کرے گا، اور ہو سکے تو ضرور دونوں کو گھر الگ الگ دے گا، اور شب گزاری میں دونوں کے پاس انصاف کرے، پہلی بیوی کی موجودگی میں ان سخت ضرورتوں کی وجہ سے دوسرا نکاح کرنا اس طور پر کہ پہلا گھر اجڑ جائے، اس طور پر کہ آنے والے حالات کو نبھا نہ سکے، ایسے آدمی کو دوسرے نکاح کی اجازت نہیں ہے، {فَإِنْ خِفْتُمْ أَلَّا تَعْدِلُوا فَوَاحِدَةً} (۱) اگر تمہیں یہ اندیشہ ہے کہ تم انصاف نہیں کر پاؤ گے تو تم ایک ہی پر اکتفاء کرلو، ایک ہی سے اپنی ضرورتوں کی تکمیل کرلو۔

چوتھی صورت

پہلی بیوی کی موجودگی میں دوسری خاتون سے نکاح بغیر کسی سخت ضرورت کے، پہلی بیوی سے اولاد بھی ہے، پہلی بیوی سے جنسی تکمیل بھی ہو رہی ہے، اس حالت میں دوسرا نکاح، اسلام میں اس کی اجازت ہے، ضروری نہیں ہے، اجازت ہے اس لئے کہ مردوں سے زیادہ عورتیں ہیں اور عورتوں سے زیادہ بچے

(۱) النساء: ۳

ہیں، اجازت ہے اس لئے کہ بعض مرتبہ صحت مند مرد کی ضرورت ایک عورت سے پوری نہیں ہوتی ہے، اس کے تین دن سے لے کر سات دن تک، تین دن سے لے کر دس دن تک ناپاکی کی حالت میں رہنے کی وجہ سے، زچگی کے بعد ۴۰/دن ناپاکی کی حالت میں رہنے کی وجہ سے، شریعت نے اجازت دی ان شرائط کے ساتھ، Canditionally اجازت دی ہے {فَٱنكِحُواْ مَا طَابَ لَكُم مِّنَ ٱلنِّسَآءِ مَثۡنَىٰ وَثُلَٰثَ وَرُبَٰعَۖ}(۱) اور ہر ایک کو اس کے حقوق بتلائے، مرد کی ذمہ داریاں سمجھائیں، دوسرا نکاح ہونے کے بعد پہلی بیوی کو طلاق دینا ضروری نہیں ہے، غیرت عورت کے اندر فطری ہے، سوکن پن عورت کے اندر فطری ہے، حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیویوں کے اندر بھی تھا، صحابہؓ کی بیویوں کے درمیان بھی تھا، وہ مسائل جو سوکنوں کے درمیان ہوتے ہیں، لیکن غیرت حد سے آگے بڑھ جائے، اور پہلی بیوی طلاق یا خلع کا مطالبہ کرنے لگ جائے، سسرال کے لوگ پہلی بیوی کے شوہر کی پٹائی کرنے کے لئے آجائیں، قانون پر دباؤ ڈالنے لگیں، یہ رویّہ بھی غلط ہے۔

اور یہ رویّہ بھی غلط ہے کہ مرد نے دوسرا نکاح کیا، پہلی بیوی کو نظرانداز کرنے لگ گیا، یا پہلے سسرال والوں کی وجہ سے دوسری بیوی ساتھ حق تلفی کرنے لگ گیا، جن مردوں کو اللہ نے صلاحیت دی ہے مالی اعتبار سے، صلاحیت دی ہے ٹھکانے کے اعتبار سے، حوصلہ دیا ہے دونوں کو سنبھالنے کا، ایسے مرد اگر دوسرا نکاح کرتے ہیں، تو امت کے فاحشاؤں کا مسئلہ حل ہوجائے گا، ہزاروں کنواری بیٹیوں کا مسئلہ حل ہوجائے گا، ہزاروں کی تعداد میں بیٹھی بیواؤں کا مسئلہ حل ہوجائے گا، ہزاروں کی تعداد میں ملکوں کے اندر بم باری اور جنگ زدہ علاقوں میں رہ جانے والی بے آسرا عورتوں کے مسائل حل ہوجائیں گے، لیکن

(۱) النساء:۳

شرائط کے ساتھ ہے۔

ہر مرد ایسا قدم نہ اٹھائے، اور ہر عورت ہر حال میں اس کو برا نہ سمجھے، اپنے جذبات کو شریعت کے تابع کر دیجئے، حوالے ہو جایئے کسی اللہ والے کے، کل آپ کی بیٹی بھی بیوہ ہوگی، اور کل آپ کی بہن بھی، ہو سکتا ہے کہ اس کا نکاح کسی کنوارے سے نہ ہو؟ تو ہمارے لیے کیا بہتر ہے؟ کہ اس کو بغیر نکاح کے گھروں میں سڑانا یہ بہتر ہے؟ یا کسی کی سوکن بن کر مرد سے نکاح کروا دینا بہتر ہے؟ جو بچیاں پہلے نکاح کے اخراجات یا تنہا بیوی بن کر رہنے کے مواقع جن عورتوں کو نہیں مل رہے ہیں، کیا ان عورتوں کو سوکن بن کر رہنے اور اس طرح سے اپنی ضرورت پوری کرنے کا بھی موقع نہ دیا جائے؟ کیا حشر ہوگا ان عورتوں کا ان کے والد کے انتقال کے بعد؟ کون پرسانِ حال ہوگا ان عورتوں کا ان کے بھائیوں کے دنیا سے چلے جانے کے بعد؟

شوق کی تکمیل کے لئے دوسرا نکاح نہ کریں

ایک پہلو یہ بھی ہے کہ جو مرد پہلی ہی بیوی کا حق ادا نہ کرتے ہوں، دوسرا نکاح کرنے کا شوق پال لیں، پہلی ہی بیوی کی ضرورت پوری نہ کرتے ہوں اور دوسری بیوی سے نکاح کا شوق پالیں، پہلی بیوی کے بچوں کی تربیت نہ کر سکیں، محض جنسی تسکین کے لئے دوسرا گھر آباد کرنا چاہیں، یہ بھی کوئی سمجھداری کا طریقہ نہیں ہے، اگر واقعی ان نوجوانوں میں امت کی بیواؤں کے مسئلہ کو حل کرنے کا جذبہ ہے تو ہم ان غیر ذمہ دار قسم کے نوجوانوں سے کہتے ہیں: کہ آپ نکاح مت کیجئے، آپ موجودہ بیوی کی صحیح خدمت اور ان کی اولاد کی صحیح تربیت کر کے بتلائیں، اور ان بیواؤں کا نکاح کسی اجنبی اور کنوارے مردوں سے کر دیجیے، بہت سارے کنوارے نوجوان بھی معاشرے میں ہیں ان کی عفت و پاکدامنی کا بھی انتظام ہو جائے گا، اور آپ جس بیوی یا بن بیاہی عورت کی خدمت کرنا

چاہتے ہیں، ان کی خدمت بھی ہو جائے گی۔

شریعت نے بالعموم مردوں کو ترغیب نہیں دی ہے کہ ہر مرد دوسرا نکاح کرے، شرط کے ساتھ اجازت دی ہے، دنیا کے وہ ممالک اور وہ مذاہب، اور وہ سرکاری قوانین جو بے حیاء عورتوں کو لائسنس دینے کے کے لئے تیار ہیں، بالغ لڑکے اور لڑکی کو نکاح کے بغیر تعلق رکھنے کو جائز قرار دینے کے لئے تیار ہیں، اور جو Fashion Show اور Film Industry کو Devlop کرنے کے لئے تیار ہیں، ہر دن نئی عورت، پیشہ ور قسم کی عورت مل جائے تو اس کو تہذیب قرار دیا جاتا ہے، لیکن تعجب ہے! پوری ذمہ داریوں کے ساتھ اگر کوئی باضابطہ طریقہ سے نکاح کرتا ہے تو اس پر پابندی لگا دی جاتی ہے، یہ کونسی عقلمندی ہے؟ اور یہ اس عورت پر کونسا رحم ہے؟ کہ آپ اسے فاحشہ، کاروباری اور بدکار بننے کا لائسنس تو دینے کے لئے تیار ہو لیکن دوسری بیوی بن کر رہنے کی اجازت دینے کے لئے تیار نہیں ہو، یہ کسی عورت کے ساتھ انصاف نہیں ہے۔

معاشرے کو چاہیے کہ سنجیدگی کے ساتھ اس مسئلہ کو لیں، لڑکے اور لڑکی کے ذمہ داروں کو چاہیے کہ اس مسئلہ کو جذباتی طور پر نہ سوچیں، نازک ضرور ہے، حساس ضرور ہے لیکن حدود اور شریعت کی تعلیمات بھی موجود ہے۔

دو بیویوں میں نباہ کا طریقہ اور ضروری دستو العمل

حضرت تھانویؒ ''اصلاح انقلاب امت'' میں فرماتے ہیں: کہ ایک بیوی کا راز دوسری کے پاس نہ کہے، دونوں کا کھانا الگ الگ رکھیں، دونوں کے گھر الگ الگ رکھیں، ایک بیوی سے دوسری بیوی کی شکایت ہرگز نہ سنیں، ایک کی تعریف دوسری کے سامنے کبھی نہ کریں اور ایک کے سامنے دوسری کا تذکرہ کبھی نہ کریں، اور ایک سے دوسری کی بات نہ پوچھیں اور نہ بتلائیں، لینے دینے میں کبھی شبہ نہ ہو، کہ اس کو زیادہ دیا ہے اور اس کو کم دیا ہے، اور باہر سے آنے والی عورتوں کو

سخت منع کر دیا جائے، کہ وہ ایک بیوی کے حالات دوسری بیوی تک نہ پہنچائے، خوش آمد میں بھی، لڑائی جھگڑے میں بھی، کبھی یہ نہ کہے کہ مجھے آپ سے زیادہ محبت ہے فلانی کے مقابلہ میں، کبھی کبھی یہ کہا جاسکتا ہے کہ فلانی سوکن آپ کی تعریف کررہی تھی، اور ایک سوکن کے ذریعہ دوسری سوکن کو اگر مناسب ہے تو ہدیہ بھی دیا جاسکتا ہے تاکہ دونوں کے درمیان محبت اور جوڑ پیدا ہو، حضرت آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دعا فرماتے تھے "اللَّهُمَّ هَذِهِ قِسْمَتِي فِيمَا أَمْلِكُ" اے اللہ! میں نے ان دوعورتوں کے درمیان جو انصاف کرنا تھا کر دیا، لیکن دل کا رجحان کسی ایک طرف ہوتو میرا دل میرے قابو میں نہیں ہے؛ لیکن میرے رویہ میں تو پورا انصاف ہے، جس کا میں مکلف ہوں، جو میں کرسکتا ہوں میں نے انصاف کردیا ہے۔(۱)

پہلی بیوی کے لئے ضروری دستور العمل

پہلی بیوی کے لئے دستور العمل اور اصول حضرت تھانویؒ نے لکھے ہیں، یہ ہمارے معاشرے میں بہت اہم ہیں، کہ دوسرا نکاح کرنے کے بعد عذر کی وجہ سے یا بغیر عذر کے فوراً پہلی بیوی کے بھائی، پہلی بیوی کے ماں باپ ایسے کھڑے ہوجاتے ہیں جیسے کہ بہت بڑا زلزلہ آگیا، بہت بڑا ظلم کا پہاڑ توڑ دیا گیا، پٹائی کردیتے ہیں، جائیداد اپنے نام پر کروالینا چاہتے ہیں، پہلی بیوی بچوں کو باپ سے متنفر کردیتی ہے، اس کو ذلت کی نگاہوں سے دیکھتی ہے، اور ہر مرتبہ آنے والی سے موازنہ کرکے اپنا جینا اجیرن کرلیتی ہے، یہ کوئی سمجھداری کا طریقہ نہیں ہے۔

حضرت تھانویؒ فرماتے ہیں: کہ پہلی بیوی کو چاہیے کہ وہ نئی بیوی پر حسد نہ کرے، طعن وتشنیع نہ کرے، جب وہ مرد پہلی کے پاس آتا ہے اور پہلی والی دوسری پر طعنہ اور آنے والے مرد سے بدتمیزی کا رویہ کرنے لگ جاتی ہے، تو اس

(۱) ترمذی، حدیث نمبر: ۱۱۴۰

کا دل پہلی والی سے ہٹنے لگ جاتا ہے، کبھی آنے کو جی نہیں چاہتا ہے، یہ کوئی عقلمندی کا رویہ نہیں ہے، اوراس طریقے سے شوہر سے کوئی ایسی بے تکلف گفتگو نہ کرے، کہ اگر دوسری بیوی کو پتہ چل جائے تو نا گوار ہو، نئی بیوی کے عیب شوہر کے سامنے ذکر نہ کریں، اسی طرح شوہر کی اطاعت اور خدمت میں پہلی بیوی (زوجۂ قدیمہ) پہلے سے زیادہ ادب کریں، پہلے سے زیادہ خدمت اوراطاعت کریں، اگرشوہر سے حقوق میں اضافہ کی وجہ سے، ذمہ داریوں میں زیادتی کی وجہ سے اگر پہلی بیوی کے حقوق میں کچھ کمی ہونے لگے، تو اس کی شکایت نہ کریں (یہ بہت اہم بات ہے جوحضرت تھانویؒ نے بڑے گہرے تجربے سے لکھی ہے) اور دوسری سوکن کے رشتہ داروں سے بھی حسن سلوک کا معاملہ کریں، کبھی کبھار زوجہ قدیمہ اپنی باری نئی بیوی کودے دیا کریں، اسی ایثار و ہمدردی کی وجہ سے تینوں کے گھر آباد ہوں گے، ورنہ تینوں کی زندگیاں اجڑ جائیں گی۔

نئی بیوی کے لئے ضروری دستور العمل

نئی بیوی دوسری بیوی کے لئے حضرت تھانویؒ نے ہدایات لکھی ہیں، کہ قدیمہ (پہلی بیوی) کے ساتھ جدیدہ (نئی آنے والی) ایسے برتاؤ کرے جیسے کہ اپنے بڑوں کے ساتھ کیا کرتی ہے، شوہر پر زیادہ ناز نہ کرے اپنے کنوارے پن اور اپنے نئے ہونے کی وجہ سے، جتلائے نہیں، دباؤ نہ ڈالے، ایسی زیادتی نہ کریں کہ پہلی کا مقام گھٹا دیا جائے، بہرحال! جوپہلی بیوی ہے اس کے احسانات اس کی قربانیاں، ان سے اولاد اوران کی خدمات، انہوں نے شوہر کے والدین اورساس سسر کی جتنی ایک طویل عرصہ تک خدمت کی ہے، اتنی ایک نئی آنے والی کی خدمات نہیں ہیں۔

علیحدہ مکان کا مطالبہ نہ کرے

دوسری بیوی کو چاہیے کہ شوہر کو کبھی اپنی طرف سے علیحدہ رہنے کی درخواست

نہ کرے، پتہ نہیں اس نے تو محبت کے جذبے سے، انسانی ہمدردی کے جذبے سے دوسرا نکاح کیا، اس کے پاس مالی استطاعت اتنی ہے یا نہیں؟ اگر مالی استطاعت کی وجہ سے ایک گھر میں رکھے بھی، تو وہ بے چارہ اتنا وقت فارغ کر پائے گا بھی نہیں کر پائے گا دونوں کے پاس آنے جانے کے لئے، علیحدہ رکھیں تب بھی پہلی گھر والی کے پاس جانے کو شوہر سے کہا کرے، اور خود بھی پہلی گھر والی کو مقام دیتے ہوئے، عزت دیتے ہوئے، چھوٹی بہن کی طرح اس کی خدمت بیماریوں میں کرتی رہے، شوہر کو سمجھاتی رہے کہ پہلی بیوی سے لاپرواہی نہ کریں، اگر زوجہ قدیمہ کچھ طعن و تشنیع کرتی ہے تو معذور سمجھ کر دوسری بیوی اس کو معاف کردے، پہلی بیوی کے رشتہ داروں کی خوب خدمت کریں، اس کی اولاد کی تربیت کریں، اور بڑی بیوی سے مشورہ کرتی رہے، اور اس زمانہ میں فون پر اس سے رابطہ رکھے۔

ایک مشترکہ خاندان کے سنبھالنے کے جذبے کے ساتھ چلیں، حضرت آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ام سلمہ ؓ کے وہ بچے جو ابو سلمہ ؓ سے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان بچوں کی تربیت کی ہے، صحابہ ؓ کے زمانے میں ایسا کھچاؤ تناؤ، ایسے بے بنیاد قسم کے شکوک وشبہات، اکھاڑ اور پچھاڑ کی کیفیت پیدا نہیں ہوجایا کرتی تھی۔

جو لوگ دوسرے نکاح کے بعد پہلی بیوی کو بطور خاص علیحدگی کا فیصلہ کرنے کے لئے کہتے ہیں، طلاق اور خلع مانگنے کے لئے کہتے ہیں، وہ لوگ طلاق اور خلع پر تو جبر بناتے ہیں، لیکن دوسرے نکاح کا انتظام نہیں کر سکتے ہیں، اس بے چاری کا بغیر نکاح کے رہنے سے بہتر تھا کہ اپنی غیرت کو قابو میں کرتے ہوئے، اپنے جذبات کو شریعت کے تابع کرتے ہوئے، جیسا رہنے کے لئے کہا جا رہا ہے ویسا رہنے کو وہ ترجیح دے دے تنہا رہنے کے مقابلہ میں، بھائی کچھ دن تک کفالت کرتے ہیں، بعد میں بھائیوں پر بہن بوجھ بن جاتی ہے، بھائی بڑی بڑی باتیں

تو کہتا ہے ایک بہن شادی سے پہلے بھی بوجھ نہیں تھی، شادی کے بعد بھی بوجھ نہیں ہے، ٹھیک ہے! روٹی کپڑا دے سکتا ہے، کیا وہ بھائی شوہر بن سکتا ہے؟ اور پھر شریعت نے جب اجازت دی ہے اور جب تک کسی عورت کے بارے میں مرد سے حق تلفی نہیں ہوتی ہے، تو آپ اتنے جذبات میں کیوں آرہے ہیں؟ دوسری عورت سے نکاح سے پہلے گھر دیر سے آنے کو گوارہ کرلیا جاتا تھا، جیسے دوسری سے نکاح ہوگیا، اب برداشت نہیں ہورہا ہے، پہلے تنگی اور کمی کو گوارہ کرلیا جاتا تھا، اب سو روپے کے بجائے دو سو روپے مانگے جارہے ہیں، صرف اس لئے کہ دوسری تک نہ پہنچے، حسد کا جذبہ، یہ بغض کے ارادے، یہ سینے جو کینے سے بھر گئے اسلام میں پسند نہیں ہیں، سب کے لئے دنیا بھی جہنم بن جائے گی اور آخرت بھی اجڑ جائے گی۔

تو یہ چار نوعیتیں ہیں چاروں کے احکام الگ الگ ہیں، اور واقعی بہت حساس مسئلہ ہے، دشمنوں کی سازشیں الگ ہیں، مسلم سماج کی بے اعتدالی الگ ہیں، عورتوں کی کم سمجھی بھی اور مردوں کی غلط نمائندگی بھی ہے۔

اللہ تعالیٰ دین و شریعت کو صحیح سمجھ کر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور نفس و شیطان کا کھلونا بننے سے امت کے سارے طبقات کو پناہ عطا فرمائے۔ آمین

وَآخِرُ دَعْوَانَا أَنِ ٱلْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ ٱلْعٰلَمِينَ.

☆☆☆☆☆

تمرینی سوالات

سوال ۱: ہمارے معاشرے میں دوسری شادی کی کتنی صورتیں پائی جاتی ہیں؟ بالتفصیل لکھیں؟

سوال ۲: کیا اسلام میں ایک سے زائد نکاح کی اجازت ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کتنی شادیاں فرمائی ہیں؟

سوال ۳: دوسرا نکاح کرنا کب درست ہے؟ شرائط ذکر کیجیے؟

سوال ۴: دوسرا نکاح کس نیت سے کرنا چاہیے؟

سوال ۵: دو بیویوں کے درمیان عدل وانصاف قائم کرنے کے چند اصول تحریر کیجیے؟

سوال ۶: پہلی اور دوسری بیوی سے متعلق حضرت تھانویؒ نے کیا کیا ہدایات لکھی ہیں؟ نکتہ وار بیان کریں؟

درس نمبر ۱۹

اولاد کی تربیت کے بنیادی اصول

نَحْمَدُهُ وَ نُصَلِّيْ عَلَى رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ، أَمَّا بَعْدُ! أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ ٱلشَّيْطَٰنِ ٱلرَّجِيمِ، بِسْمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحْمَٰنِ ٱلرَّحِيمِ:

يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ قُوٓا۟ أَنفُسَكُمْ وَأَهْلِيكُمْ نَارًا وَقُودُهَا ٱلنَّاسُ وَٱلْحِجَارَةُ عَلَيْهَا مَلَٰٓئِكَةٌ غِلَاظٌ شِدَادٌ لَّا يَعْصُونَ ٱللَّهَ مَآ أَمَرَهُمْ وَيَفْعَلُونَ مَا يُؤْمَرُونَ.(۱) صَدَقَ ٱللَّهُ ٱلْعَظِيمُ.

میرے عزیز و اور دینی ماؤں بہنو! ہم لوگ عام طور پر بچوں کے بگڑنے کے بعد تربیت سے متعلق سوچتے ہیں، حالانکہ ماں باپ بننے سے پہلے ہی اولاد کی تربیت کے موضوع کو سوچنا چاہیے۔(۲)

والدین پہلے خود کو تربیت کا محتاج سمجھیں

تربیت سے متعلق سب سے پہلی اہم بات یہ ہے کہ تربیت کرنے کے لئے پہلے ماں باپ اپنے آپ کو تربیت کا محتاج سمجھیں، ہماری تربیت ہوگی تو اولاد کی تربیت ہوگی، ہماری معلومات ہی بہت تھوڑی ہے، ہم خود ہی شریعت سے ناواقف ہیں، ہمارا نفس ہی بے قابو ہے، ہم اولاد کی تربیت کیا کرسکیں گے؟

میاں بیوی کے درمیان اتحاد ہو

دوسری اہم بات یہ ہے کہ ماں باپ کے درمیان جوڑ ہونا چاہیے، تب ہی اولاد کی تربیت ایک رخ پر ہوسکتی ہے، اگر ماں باپ کے درمیان توڑ ہوتا ہے،

(۱) التحریم:۶

(۲) اس درس سے متعلق مزید تفصیلات کے لئے دیکھیں:
۱- اولاد کی تربیت کے سنہرے اصول (ص:۱۷۶ تا ۲۲۱)
۲- مسنون معاشرت (۱/ ۲۰۲ تا ۲۴۴) مفتی ابوبکر جابر قاسمی
۳- بچوں کی تربیت اور اس کے بنیادی اصول (ص: ۵۴ تا ۱۱۶) مولانا ابوداؤد صاحب

انتشار ہوتا ہے تو اولاد کی تربیت ایک رخ پر نہیں ہوسکتی ہے، ماں باپ کے درمیان کی کھینچا تانی اولاد کو بے قابو کردیتی ہے، یہ ایسا ہی ہے جیسا کہ گاڑی کے دو پہیے دو الگ رخ پر چل رہے ہوں، تو یہ گاڑی ایک انچ بھی آگے بڑھنے والی نہیں ہے، بلکہ اولاد منافق ہوجاتی ہے، کچھ بچے باپ کی طرف ہوجاتے ہیں اور کچھ بچے ماں کی طرف ہوجاتے ہیں، تربیت کے موضوع پر سوچتے ہوئے ماں باپ کو نظر ڈال لینا چاہیے کہ ہمارے درمیان اتحاد و اتفاق پایا جاتا ہے یا نہیں پایا جاتا ہے؟ اولاد کو کیا پڑھانا ہے؟ کس اسکول کا انتخاب کرنا ہے؟ کس اللہ والے کی خدمت میں لے جانا ہے؟ کیا نام رکھنا ہے؟۔

شوہر کی مان کر چلے

ان سب چیزوں میں ماں کو چاہیے کہ وہ بچے کے باپ یعنی اپنے شوہر کو امیر مانے، ماں کی من مانی گھر کو توڑ دیتی ہے، باپ گھر کا امیر ہے، ماں حسن سلوک میں تین درجے آگے ہے، ماں کی خدمت زیادہ ہوتی؛ لیکن امیر باپ ہی ہے، باپ ہی ہے باپ ہی ہے، بیوی شوہر کے مشورے تنہائیوں میں ہونے چاہیے، رائے کا انتشار اولاد کے سامنے کبھی ظاہر نہیں ہونا چاہیے۔

رزق حلال کی تلاش

تیسری بات جو بہت زیادہ اہمیت رکھتی ہے، وہ حلال لقمہ ہے، سب کچھ ٹٹولنے کے لئے تیار ہے، لیکن ماں باپ حلال لقمے کے بارے میں جیسے علماء کرام سے رجوع ہونا چاہیے، پوچھ کر چلنا چاہیے، ویسا اہتمام اور ویسی توجہ حلال لقمے کے بارے میں نہیں ہو رہی ہے۔

اولاد کی تربیت کے اصول

اس مجلس میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی احادیث کی روشنی میں تربیت کے وہ اصول وضوابط ضوابط جو احادیث شریفہ سے واضح ہوتے ہیں اور بندے کی سمجھ میں

آئے ہیں وہ آپ حضرات کی خدمت میں رکھے جارہے ہیں۔

اولاد کو ادب واخلاق کی تعلیم دے

جب بچہ بولنے لگے تو "لا الٰہ الاّ اللہ" اس سے کہلوایا جائے، آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "إِذَا أَفْصَحَ أَوْلَادُكُمْ فَعَلِّمُوهُمْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ"(۱) جب بچہ بولنے لگے تو تم اسے لا الٰہ الاّ اللہ پڑھاؤ، اسی طرح اس بات کی بھی بڑی اہمیت ہے کہ آپ دولت بچے کی تربیت پر خرچ کریں، اچھے مکتب کے لئے خرچ کیجیے، اچھے معلم کے لئے خرچ کیجیے، ہماری ترجیحات بدل گئی ہیں، Birthday پر خرچ کرتے ہیں، عقیقہ پر خرچ کرتے ہیں، اور آج کل عقیقہ ہی نہیں بلکہ چلہ اور چھٹی پر بھی خرچ کرتے ہیں، قیمتی کپڑے دلانے پر، مہنگے زیورات لانے پر خرچ کرتے ہیں، لیکن اچھی تعلیم پر ہم مال ودولت خرچ کرنا نہیں چاہتے ہیں، حضرت آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مشہور حدیث ہے: "مَا نَحَلَ وَالِدٌ وَلَدًا مِنْ نَحْلٍ أَفْضَلَ مِنْ أَدَبٍ حَسَنٍ"(۲) اچھی تربیت سے بڑھ کر اور کوئی تحفہ نہیں ہوسکتا ہے، قیامت کے دن پوچھا جائے گا بچہ کو ادب سکھلایا یا نہیں سکھلایا؟ "أَدِّبِ ابْنَكَ، فَإِنَّكَ مَسْئُولٌ عَنْ وَلَدِكَ، مَاذَا أَدَّبْتَهُ؟ وَمَاذَا عَلَّمْتَهُ"(۳)

اسکول بھیجنے سے پہلے اسکول کی ہدایات، بڑھتی عمر کے آنے سے پہلے بڑھتی عمر سے متعلق مسائل بچوں کو بتائے جانے چاہیے، ہم لوگ سوائے مارنے کے کوئی اور تربیت کا طریقہ نہیں جانتے، سوائے غصہ نکالنے اور اونچی آواز میں بولنے کے ہمیں اور تربیت کے اسلوب پتہ نہیں ہے۔

بچوں کی غلطیوں اور خطاؤں پر تنبیہ کرتے رہیں

حضرت رافع بن غفاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: کہ بچپن میں میں ارضاء کے درختوں

(۱) عمل الیوم واللیلۃ لابن السنی، حدیث نمبر: ۴۲۳
(۲) ترمذی، حدیث نمبر: ۱۹۵۲
(۳) بیہقی، حدیث نمبر: ۵۰۹۸، ابن عمر کا اثر ہے۔

کو پتھر مار کر کھجور کھایا کرتا تھا، آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس شکایت گئی تو آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو یہ سمجھایا کہ بیٹا! پتھر نہ مارنا، جو نیچے گر جائے اس کو کھانے کی اجازت ہے، ''كُلْ مِمَّا يَسْقُطُ فِي أَسَافِلِهَا'' (۱) اور حضرت آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس بچہ کو دعا دی اے اللہ! اس بچے کا پیٹ بھر دیجیے تا کہ اس کی طبیعت سے یہ ہوس اور اس طرح کی عادت جہاں چاہے منہ مارنے کی ختم ہو جائے۔

اولاد کو رازوں کی باتیں پوشیدہ رکھنے کی تعلیم دیں

کونسی بات ایک جگہ کی دوسری جگہ نقل کی جائے، کونسی بات نقل نہ کی جائے، یہ حساس مسئلہ ہوتا ہے، امی کی کونسی بات دادی کے سامنے ذکر کریں گے تو فساد ہو جاتا ہے، ساس اور بہو کے مسائل کھڑے ہو جاتے ہیں، حضرت عبداللہ بن جعفرؓ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی سواری پر بیٹھے مجھے سوار کیا، کوئی راز کی بات کہی، اور یہ فرمایا: کسی سے اس کا ذکر نہ کرنا ''فَأَسَرَّ إِلَيَّ حَدِيثًالَا أُحَدِّثُ بِهِ أَحَدًا مِنَ النَّاسِ'' (۲)

تو دو آدمی جہاں رہتے ہیں کھٹ پٹ ہوتی ہے، دل کے صاف رکھنے کی عادت کہ آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کم عمر لڑکے سے راز میں بات رکھنے کے لئے کہا: ہمارے بڑوں میں کس قدر چغلیاں، کس قدر غیبتیں، کس قدر ایک دوسرے کے پیٹھ پیچھے برائی سے تذکرہ ہوتا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''يَا بُنَيَّ، إِنْ قَدَرْتَ أَنْ تُصْبِحَ وَتُمْسِيَ لَيْسَ فِي قَلْبِكَ غِشٌّ لِأَحَدٍ فَافْعَلْ'' (۳) بیٹا! یہ میری محبت کرنے والا ضرور کرے گا کہ اس کے دل میں صبح وشام کسی کے بارے میں ہلکا پن نہ ہو، بدگمانی نہ ہو، کھوٹ نہ ہو۔

---

(۱) ابن ماجہ، حدیث نمبر: ۲۲۹۹
(۲) مسلم، حدیث نمبر: ۳۴۲
(۳) ترمذی، حدیث نمبر: ۲۶۷۸

بازاری چیزوں سے پرہیز کروائیں

بازاری چیزوں کی عادت جہاں چاہے منہ مارنے کی عادت سے باز رکھنا، اس زمانے کی بڑی ضرورت ہے کہ بچے Junk Foods کے عادی ہوجائیں، گھر کے کھانے کو پسند نہ کریں، غیروں کی ذہنی غلامی کو قبول کرلینا ہے، غذاؤں میں بھی ان کے Globalisation کو قبول کرلینا ہے، حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو روکا جب انہوں نے صدقۂ واجبہ کا کھجور کھالیا اور یہ فرمایا: بیٹا! تھوکو! تھوکو! صدقہ ہمارے لیے حلال نہیں ہے۔

بچوں سے اندھی محبت نہ ہو

تربیت سے متعلق ایک اہم اصولی بات ماں باپ کی اندھی محبت، کبھی دادی نانی کی اندھی محبت، کبھی دادا نانا کی اندھی محبت، کبھی چچا ماموں کا حد سے زیادہ بچے کے ساتھ لگاؤ، فون تھمادیا، وقت سے پہلے Hostel میں چھوڑنے کے لیے تیار نہیں، مدرسہ بھیجنے کے لیے آمادہ نہیں، معمولی بیماری آنے پر لاڈ میں روک لیا، اور اسی طریقے سے استاذ نے کبھی پٹائی کردی تو اولاد کے سامنے استاذ کا Favour لینے، اور استاذ کی جانب داری کرنے، استاذ کی طرف جھکاؤ کے بجائے بچے کی اندھی محبت میں بچے کی طرف جھکاؤ کا اظہار کیا جاتا ہے، جس کی وجہ سے بچہ اور جری ہوجاتا ہے، اور بے لگام ہوجاتا ہے، اور استاذ کی بے ادبی اس کو محروم کردیتی ہے۔

اپنی عملی زندگی پیش کریں

اسی طرح کھانے سونے کے آداب، صبح اور شام کی دعائیں جو مکتب میں پڑھائی جاتی ہیں وہ ماں باپ نہیں پڑھاتے، مکتب میں پڑھایا جاتا ہے، ماں باپ پڑھانا نہیں جانتے؛ اس لئے مکتب میں روز رٹنے کے باوجود، اور مدرسے میں تلقین کرنے کے باوجود بچہ اپنی روزمرہ کی زندگی میں ان دعاؤں کا اہتمام کر

نہیں پاتا، حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے گھر میں اس کی عادت ڈلواتے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ام سلمہؓ کے بچوں سے فرمایا: کہ بیٹا! اپنے سامنے سے کھاؤ، اور اللہ کا نام لو اور خود آپ جب پڑھتے تھے تو اس وجہ سے بھی توجہ دہانی ہوجاتی تھی، کیونکہ کرتا ہوا جو دیکھا جاتا ہے اس سے زیادہ سیکھتے ہیں، بولی گئی بات پر عمل کرنے سے، بولی گئی بات کا اثر کم ہوتا ہے، عمل کی گئی بات کا اثر زیادہ ہوتا ہے۔

سلام میں خود پہل کرنے کی عادت ڈالیں

حضرت آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چھوٹے بچوں کے پاس سے گزرتے تو سلام کیا کرتے تھے، عام طور پر ہمارا مزاج الٹا ہے، ہم بچوں کے پاس سے جاتے ہیں اور بچوں سے کہتے ہیں کہ آپ سلام کیجیے، حالانکہ سنت طریقہ، تہذیب اور سلیقہ یہ ہے کہ آنے والا سلام کرے، کھڑا ہوا آدمی بیٹھے ہوئے آدمی کو سلام کرے، ہمیں خود سلام میں پہل کرنے کی عادت ہونی چاہیے، حضرت انسؓ سے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کہ جب گھر والوں کے پاس جانا تو سلام کرنا، تمہارے گھر والوں پر خیر و برکت اترنے کا یہ ذریعہ بنے گی، مجلس میں دو بھائی باتیں کررہے تھے چھوٹے بھائی نے بات کرنا شروع کی تو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بڑے بھائی کے متعلق چھوٹے بھائی سے کہا: ''کَبِّر کَبِّر'' بڑے بھائی کو بات کرنے کا موقع دو، بڑے بھائی کو بڑاپن دو۔

حضرت علی میاں ندویؒ کی والدہ خیر النساءؒ بہت عظیم عورت گزری ہیں، وہ اپنی کتاب ''حسن معاشرت'' میں بڑی پیاری پیاری چھوٹی چھوٹی تجربے کی باتیں انہوں نے لکھی ہیں، وہ کہتی ہیں: ''کہ بچوں کی تعلیم کی ابتداء اللہ کے نام سے کرو! کوئی اور لفظ نہ کہنے پائے، ایسی باتیں نہ سکھاؤ جو آج کل رائج ہیں، کہ بچپنے سے انگریزی، ہندی الفاظ سکھائے جائیں، ایسے الفاظ زبان سے نہ نکالو،

اور اگر بچے کہیں تو خوش نہ ہو جاؤ، اللہ اور رسول ﷺ کا نام ان کی زبان پر روا ہو جائے، عادت ڈالو! کہ جو مانگے وہ اللہ سے مانگے، اللہ کی قدرت انہیں بتلاؤ! ایمان کی قدرت ان کے اندر پیدا کرو! چھوٹی چھوٹی سورتیں رفتہ رفتہ ترجمہ بھی سکھاتی رہو"، یہ بہت اہم نصیحت ہے، حضرت حسن ابن علیؓ نے بچپن میں ہی حضور ﷺ سے یہ دعا سیکھ لی تھی جو وتر میں پڑھی جاتی ہے:

اللَّهُمَّ اهْدِنِي فِيمَنْ هَدَيْتَ، وَعَافِنِي فِيمَنْ عَافَيْتَ، وَتَوَلَّنِي فِيمَنْ تَوَلَّيْتَ، وَبَارِكْ لِي فِيمَا أَعْطَيْتَ، وَقِنِي شَرَّ مَا قَضَيْتَ، إِنَّكَ تَقْضِي وَلَا يُقْضَى عَلَيْكَ، وَإِنَّهُ لَا يَذِلُّ مَنْ وَالَيْتَ، وَلَا يَعِزُّ مَنْ عَادَيْتَ، تَبَارَكْتَ رَبَّنَا وَتَعَالَيْتَ. (۱)

حضرت علی فرمایا کرتے تھے: تلاوت کا شوق، اہل بیت کی محبت اور اللہ کے رسول ﷺ کی محبت اپنے بچوں میں پیدا کرو:

أَدِّبُوا أَوْلادَكُمْ على ثلاثِ خِصالٍ: حُبِّ نَبِيِّكُمْ وَحُبِّ أَهْلَ بَيْتِهِ وقِراءَةِ القُرآنِ فإِنَّ حَمَلَةَ القُرآنِ فِي ظِلِّ الله يَوْمَ القِيامَةِ يَوْمَ لَا ظِلَّ إِلاّ ظِلُّهُ مَعَ أَنْبِيائِهِ وأَصْفِيائِهِ.(۲)

بچوں کے سامنے کوئی غلط حرکت نہ کریں

جو بات زیادہ سنی جاتی ہے اس کا اثر ہوتا ہے، اور پانی کا قطرہ اتنا کمزور ہونے کے باوجود پتھر جیسی طاقتور چیز پر سوراخ کر دیتا ہے، اس لئے ہمیں یہ نہیں سمجھنا چاہیے کہ ہمارے کہنے کا کیا فائدہ ہوگا؟ ہم یہ سمجھتے ہیں کہ یہ تو بچہ ہے حالانکہ ماں کے پیٹ سے ہی وہ جو کچھ سن رہا ہے وہ سب باتیں محفوظ ہو رہی ہیں،

(۱) ابوداؤد، حدیث نمبر: ۱۴۲۵
(۲) جامع صغیر، رقم: ۱۲۶۴

پیدا ہونے کے بعد سے جو کچھ مناظر دیکھ رہا ہے اس کی Audio Recording بھی ہو رہی ہے، اور Video Rcording بھی ہو رہی ہے۔

کسی بات کو ہم صرف Timepass اور ڈرانے کے لئے نہ سمجھیں، حضرت عبداللہ بن عامرؓ سے روایت ہے کہ ایک روز میری والدہ نے بلایا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے گھر میں بیٹھے ہوئے تھے، میری والدہ نے کہا: ادھر آ! میں تجھے ایک چیز دوں گی، تو آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا: کیا چیز دینے کا ارادہ ہے؟ وہ کہنے لگی: میں اسے کھجور دینا چاہتی ہوں، حضرت عبداللہ بن عامرؓ کی والدہ سے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اگر کچھ دینے کا ارادہ نہ ہوتا اور جھوٹ موٹ کہہ کر تم نے یوں ہی بچے کو بلایا تو یہ اللہ کے پاس جھوٹ لکھا جائے گا،

أَمَا إِنَّكِ لَوْ لَمْ تُعْطِهِ شَيْئًا كُتِبَتْ عَلَيْكِ كِذْبَةٌ.(۱)

اولاد کے حق میں بددعا نہ کریں

بچوں کے لیے بددعا نہ کریں، کیوں کہ جانور کو بھی بددعا دینے سے منع کیا گیا، اور نہ جانے کونسی قبولیت کی گھڑی ہو اور وہ بددعا قبول ہو جائے، بزرگ لوگ یہ سمجھتے ہیں بچوں سے دور رہیں، بزرگ یہ سمجھتے ہیں کہ بچوں کو اپنی نماز وغیرہ میں دخل نہ دینے دیں، حالانکہ حضرت ابوسعید خدریؓ فرماتے ہیں: کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک لڑکے کے قریب سے گزرے وہ بکری کی کھال اتار رہا تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا ہاتھ ڈال کر اس بکری کی کھال نکال کر بتلایا، اور یہ فرمایا: "يَا غُلَامُ هَكَذَا فَاسْلُخْ" (۲) تم اس طریقے سے چمڑی نکالو، اس طریقے سے کھال نکالی جاتی ہے۔

بچوں کے ساتھ شفقت کا برتاؤ کیجئے

شفقت کا انداز، نظر انداز کرنا، محبت دینا، دل جیتنا، حضرت نعمان ابن بشیرؓ

(۱) ابوداؤد، حدیث نمبر: ۴۹۹۱

(۲) ابن ماجہ، حدیث نمبر: ۳۱۷۹

فرماتے ہیں: کہ ان کی ماں کے پاس حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کھجور کی شاخ دے کر بھیجا، تو انہوں نے ماں کے پاس لے جانے سے قبل ہی کچھ کھالیا، تو بڑے پیار سے حضرت آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: یا غدر! (۱) بڑے پیار سے فرمایا: اے دھوکے باز!

لوگ بچوں سے پیار کرنے کو تقویٰ کے خلاف سمجھتے ہیں، اقرع بن حابس رضی اللہ عنہ نے کہا تھا: میرے تو دس بچے ہیں میں تو ان کو پیار نہیں کرتا، تو حضرت آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس وقت اقرع بن حابس رضی اللہ عنہ سے فرمایا تھا: "أَوَ أَمْلِكُ لَكَ أَنْ نَزَعَ اللهُ مِنْ قَلْبِكَ الرَّحْمَةَ" (۲) اللہ نے اگر تمہارے دل سے شفقت کو نکال دیا ہے تو میں کیا کرسکتا ہوں؟

اپنی اولاد کے لئے وقت فارغ کریں

بچوں کو وقت دینا چاہیے، کتنے ایسے واقعات ہیں نواسوں کے بارے میں حضرت آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انہیں کاندھے پر لے جاتے ہیں، ان کے لئے سواری بن جاتے ہیں، ان کو دعا دیتے ہیں، "اللَّهُمَّ إِنِّي أُحِبُّهُ فَأَحِبَّهُ" (۳) اے اللہ! میں ان سے محبت کرتا ہوں آپ بھی محبت کیجیے، بچی کو کندھے پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اٹھا لیتے ہیں، دیکھنے والے کہتے ہیں: کیا ہی بہترین سواری ہے، اور کیا ہی بہترین سوار ہے، بچوں کی عجیب فطری بات ہے کہ سجدے کی حالت میں ہر زمانے میں، ہر قسم کا بچہ، نبی کا بچہ، ولی کا بچہ کاندھے پر بیٹھنے کو اپنے لیے ایک کھیل ایک دلچسپی کا سامان سمجھتا ہے، آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے سجدے کو لمبا کر دیتے، اور بعض روایت میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے امامہ بنت ابوالعاص کو گلے میں اٹھا کر، گلے میں لے کر، گود میں

---

(۱) ابن ماجہ، حدیث نمبر: ۳۳۶۸

(۲) بخاری، حدیث نمبر: ۵۹۹۸

(۳) بخاری، حدیث نمبر: ۳۷۴۹

لے کر نماز پڑھی ہے، یہ الگ مسئلہ ہے کہ عمل کثیر نہ ہو، اگر عمل کثیر ہو تو نماز ٹوٹ جائے گی۔

بچوں کے اندر ہر کام خود کرنے کی عادت ڈلوائیں

اسی طرح رشتہ جوڑنے کا سلیقہ بچپن سے، ان کی صحت کے لیے فکر مندی بچپن سے، اپنا کام خود کرنے کی عادت بنانا بچپن سے ہی، حضرت تھانویؒ نے ''بہشتی زیور'' میں جو ہدایات لکھی ہیں ان کی بہت اہمیت ہے دانت کی صفائی، ناک کی صفائی، بستروں کی تربیت، بچپن سے اس کی عادت ڈالی جائے، تا کہ اپنا کام خود کرنے کی عادت پڑے، اگر اپنا کام خود کرنے کی عادت نہیں ہوگی تو سستی پیدا ہوجائے گی، اور سستی بچے کے لیے نقصان دہ ہے، میں تو نمازی بنوں نہ بنوں میری اولاد نمازی بن جائے، میرے علم میں ترقی ہو نہ ہو میرے بچوں کی ترقی ہوجائے، یہ کوئی طریقہ نہیں ہے، حضرت ابراہیمؑ کی دعا بتلائی ہے اے اللہ! مجھے متقیوں کا امام بنا، میری اولاد کو متقی بنا{رَبَّنَا وَٱجۡعَلۡنَا مُسۡلِمَيۡنِ لَكَ وَمِن ذُرِّيَّتِنَآ أُمَّةً مُّسۡلِمَةً لَّكَ}(۱) اللہ نے جب فرمایا:{إِنِّي جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ إِمَامًا} ہم تم کو قیادت دینا چاہتے ہیں، ابراہیمؑ نے فوراً مانگا قبولیت کا وقت ہے {وَمِن ذُرِّيَّتِيۖ}(۲) اے اللہ! میری اولاد میں سے بھی کسی کو لے لیجیے، اللہ نے ان کی نسل میں چار ہزار نبیوں کو پیدا کیا، اُس روٹی کا غم تو ہوتا ہے جو اللہ کے ہاتھ میں ہے، اُس دین کا غم نہیں ہوتا جس کی ذمہ داری ہماری گردن پر ہے۔

مناسب اسکول کا انتظام کریں

اچھے اسکول کا انتخاب New Education Policy کے بعد جہاں پر مخلوط تعلیم نہ ہو، کوئی Education نہ ہو، مورتی پوجا نہ ہو، سوریہ

---

(۱) البقرۃ:۱۲۸
(۲) البقرۃ:۱۲۴

نمسکار نہ ہو، کفریہ نعرے نہ لگوائے جاتے ہوں، {وَٱجۡنُبۡنِي وَبَنِيَّ أَن نَّعۡبُدَ ٱلۡأَصۡنَامَ }(۱) ہر موقع کا دین سیکھنا چاہیے۔

لڑکیوں کے ساتھ حسن سلوک

حدیثوں میں فضیلت بتائی گئی ہے کہ بیٹے کو بیٹی پر ترجیح نہ دے، بیٹی کے ساتھ سوتیلا یا اچھوت کا سلوک نہ کرے "مَا مِنْ رَجُلٍ تُدْرِكُ لَهُ ابْنَتَانِ، فَيُحْسِنُ إِلَيْهِمَا مَا صَحِبَتَاهُ – أَوْ صَحِبَهُمَا – إِلَّا أَدْخَلَتَاهُ الْجَنَّةَ"(۲) وہ لڑکیاں اس باپ کو جنت میں داخل کر کے رہیں گی۔

اہل وعیال پر مال خرچ کریں

کچھ لوگ مسجدوں میں، مدرسوں میں، تبلیغی جماعت میں، علماء پر، بیواؤں پر، باہر کے مستحقین پر تو خرچ کرتے ہیں مگر گھر والوں پر خرچ کرنے میں بخل کرتے ہیں، انہیں یہ حدیث یاد رکھنا چاہیے، حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں: کہ ایک دینار جس کو تو نے اللہ کی راہ میں خرچ کیا اور وہ بھی دینار جو تو نے غلام آزاد کرنے میں خرچ کیا، سب سے زیادہ بہترین دینار وہ ہے جو اہل وعیال پر خرچ کیا، "دِينَارٌ أَنْفَقْتَهُ فِي سَبِيلِ اللهِ، وَدِينَارٌ أَنْفَقْتَهُ فِي رَقَبَةٍ، وَدِينَارٌ تَصَدَّقْتَ بِهِ عَلَى مِسْكِينٍ، وَدِينَارٌ أَنْفَقْتَهُ عَلَى أَهْلِكَ أَعْظَمُهَا أَجْرًا الَّذِي أَنْفَقْتَهُ عَلَى أَهْلِكَ"(۳)

اسی طرح حضرت علی میاں ندویؒ کی والدہ فرماتی ہیں: بچوں کی بری صحبت پر نظر رکھو، طبیعت بدکاروں، سیاہ کاروں اور اوباشوں کی طرف مائل نہ ہونے پائے، مانگنے سے پہلے خواہش پوری کر دو، ان کی ضد پوری نہ کرو، اگر ضد پوری کی جائے

(۱) ابراہیم: ۳۵
(۲) ابن ماجہ، حدیث نمبر: ۳۶۷۰
(۳) مسلم، حدیث نمبر: ۹۹۵

گی تو یہ سمجھتے ہیں کہ ضد سے مسائل حل ہوجاتے ہیں، ہمیشہ ٹیڑھی باتیں نہ کرو، تمہارے بہت مارنے اور بار بار ڈانٹنے سے بھی اولاد بے حیا ہوجاتی ہے، اسی طرح دوسرا کوئی شخص بات کہے تو یقین کرو، لیکن پہلے تحقیق جب تک نہ ہوجائے اس وقت تک اس کے مطابق کارروائی نہ کرو، بچوں کو عادت ڈالو، کہ جو چیز جہاں سے اُٹھائیں وہیں پر رکھیں، جھوٹ اور چغلی سے روکتے رہو، مارنے کے بعد ہنسنے سے بچو ورنہ مارنا بے حیثیت ہوجائے گا، بچیوں کو کاہل نہ بناؤ، ان سے کام لیتے رہو، کپڑے سلواؤ، کھانے پکانے میں شریک کرتے رہو، تاکہ ان کو مہارت حاصل ہو، بخوبی ان سے واقف ہوں، کبھی حساب و کتاب ان کے ہاتھ میں رکھو، اوران سے حساب لیتے رہو، کپڑے وغیرہ کے لینے دینے، بدن کی صفائی کا خاص خیال رکھو، ہر کام الٹتے پلٹتے رہو تاکہ کام کرنے کی عادت رہے، دست کاری میں ایسی مشّاق رہیں کہ دوسروں کو ان سے مدد ملتی رہے، سلیقہ شعار عورتوں کے لئے یہ سب سے زیادہ ضروری ہے، اگر یہ باتیں پیدا ہوگئیں تو تھوڑی آمدنی میں بھی آرام پاسکتی ہیں، جہاں تک ممکن ہو معیوب نہ ہو، بچیوں کو ہر کام کا عادی بناؤ، کتابیں ہیں بڑوں کے بچپن کے موضوع پر، ایسی کتابیں پڑھنا چاہیے، مذاکرہ کرنا چاہیے، گھروں میں اجتماعی تعلیم کرنی چاہیے۔

اللہ تعالیٰ میری اور آپ کی نسل کا ایمان پر جینا اور ایمان پر مرنا آسان فرمائے، آمین۔ وَآخِرُ دَعْوَانَا أَنِ ٱلْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ ٱلْعٰلَمِينَ.

☆☆☆☆☆

تمرینی سوالات

سوال ۱: اولاد کی تربیت کے لئے والدین کا کیا کردار ہونا چاہیے؟

سوال ۲: اولاد کی تربیت کے چند بنیادی اصول تحریر کریں؟

درس ۲۰

حمل اور رضاعت کا زمانہ

نَحْمَدُهُ وَ نُصَلِّيْ عَلَى رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ، أَمَّا بَعْدُ! أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيمِ، بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ:

وَوَصَّيْنَا الْإِنسٰنَ بِوٰلِدَيْهِ إِحْسٰنًا حَمَلَتْهُ أُمُّهُ كُرْهًا وَوَضَعَتْهُ كُرْهًا وَحَمْلُهُ وَفِصٰلُهُ ثَلٰثُونَ شَهْرًا.(۱)صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيمُ.

اظہار تشکر

میرے عزیز و اور دینی ماؤں بہنو! مجھے بے انتہا خوشی ہو رہی ہے، دوستوں نے جو دلچسپی بتلائی اور بہنوں نے جس انداز میں تیاری کی اور طالبات جس جوش و خروش کے ساتھ ان لیکچرس اور محاضرات کو یاد کرنے، پھیلانے عمل کرنے اور اپنے اندر فکر و عمل میں تبدیلی لانے کی کوشش کر رہی ہیں۔ (اللہ سب کو قبول فرمائے)

اللہ کا قدرتی نظام

آج کے بیسویں درس کا عنوان ہے "حمل اور رضاعت کا زمانہ کیسے گزارا جائے"(۲) صاحب اولاد ہونا اور امید سے ہو جانا واقعی اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت ہے، اس میں کسی کا کوئی کمال نہیں ہے، محض اللہ تعالیٰ کا فضل اور ان کی قدرت ہے،

(۱) الاحقاف:۱۵

(۲) اس درس سے متعلق مزید تفصیلات کے لئے دیکھیں:

۱- اسلامی شادی (ص:۲۵۱ تا ۲۵۵) مولانا اشرف علی تھانوی

۲- قاموس الفقہ (۲۹۶/۳ تا ۲۹۸) مولانا خالد سیف اللہ رحمانی

۳- جدید طبی مسائل (ص:۲۲۵ تا ۲۳۸) مفتی ابوبکر جابر قاسمی

۴- اگر آپ ماں بننے والی ہیں، ام عبداللہ سعدیہ

مرد اور عورت کی ملاقات جب ہوتی ہے، اور جو چیز مرد اور عورت کی جمع ہوتی ہے، اس سے کروڑوں بچے پیدا ہو سکتے ہیں، لیکن یہ اللہ کا قدرتی نظام ہے کہ ایک ہی انڈا دوسرے سے ملتا ہے، بارآور ہوتا ہے، حمل ٹھہر جاتا ہے، خوشی ہونی چاہیے دونوں خاندانوں کے اندر، خوشی ہونی چاہیے بیوی اور شوہر کو، اور خوشیوں کے دینے والے اللہ سے تعلق بڑھنا چاہیے۔

ماں کا مقام اور مرتبہ

اس موقع پر عورت کو بھی احساس کرنا چاہیے کہ واقعی میری ماں نے امید کے زمانے میں کس قدر مشقت اٹھائی ہے، قرآن نے کئی جگہوں پر نقل کیا کہ کس ناگواری کے ساتھ ماں نے بچہ کو پیٹ میں اٹھایا ہے، حدیث میں اور صحابہ کے آثار میں کہا گیا، جب ایک شخص کو دیکھا گیا کہ وہ کعبۃ اللہ کا طواف اپنی ماں کو کمر پر بٹھا کر کروا رہا تھا تو اس سے کہا گیا: کہ تم نے تو اس ایک آہ کا بھی حق ادا نہ کیا، جو تمہارے دنیا میں آنے کے وقت تمہاری والدہ کی زبان اور تمہاری والدہ کی منہ سے جو نکلی تھیں۔

ماں کا درجہ

امیر تو باپ ہی ہوتا ہے، امیر تو شوہر ہی ہوتا ہے، لیکن ماں کا حسن سلوک میں اور خدمت میں تین درجہ زیادہ اسی لیے ہیں حمل کا بوجھ، قئے، متلی کی کیفیت، غذا کا پیٹ میں نہ سنبھلنا، اسی طرح دودھ پلانے کا زمانہ، بچوں کا پریشان کرنا، راتوں کا جاگنا، پھر شوہر کی خدمت اور گھریلو کام کاج، دوسرے بڑے بچوں کو اسکول مدرسے کے لئے تیار کرنا، واقعی ماں کی حقیقی تصویر اور ماں کا حقیقی مجاہدہ اس زمانے کے اندر بہت نمایاں طور پر محسوس ہوتا ہے۔

شوہر کے ذمہ حمل کے اخراجات

ہمارے معاشرے میں ایک جہیز کے بعد دوسرے جہیز کی مصیبت پائی

جاتی ہے کہ زچگی کے پورے اخراجات لڑکی کے ماں باپ پر ڈال دیے جاتے ہیں، حالانکہ بچہ باپ کا ہوتا ہے، بچہ شوہر کا ہوتا ہے، یہ ہندوانہ طریقہ ہے کہ جیسے جہیز کا بوجھ لڑکی پر ڈالا گیا ویسے ہی زچگی اور ڈلیوری کے اخراجات بھی لڑکی والوں پر ڈال دیا جائے، یہ ہندوانہ رسم ہے، مسلمانوں کا طریقہ نہیں ہے، کسی غیرت مند مرد کا طریقہ نہیں ہے۔

بیوی کو چاہیے کہ اپنے علاج ومعالجے کے مسائل میں شوہر کے تابع رہے، شوہر اور ساس سے رائے ملائے بغیر کوئی قدم نہ اٹھائے، عجیب جھگڑا کھڑا ہو جاتا ہے کہ ہمارا نواسہ ہے، ہمارا پوترا ہے، ہماری بیٹی ہے، ہماری بہو ہے، ہم سب ایک ہو چکے ہیں، ہم سب ایک خاندان کے ہیں۔

مشاورتی ماحول

اعتماد کا ماحول ہم کیوں نہیں پیدا کر سکتے ہیں؟ بدگمانیوں کو جگہ مت دیجیے، اکھاڑا مت کھڑا کیجیے، مہابھارت مت چھیڑئے، خوشیوں کو بدمزہ بننے مت دیجیے، مشورے سے طئے ہو اور تھوڑا سا فطرت کا تقاضا بھی ہے کہ ماں بہرحال اپنی بیٹی کی خدمت زیادہ کرسکتی ہے ساس کے مقابلے میں، اور بیٹی کو راحت زیادہ ہوتی ہے اپنی حقیقی ماں کے پاس رہتے ہوئے، تو اگر میکے بھیج دیا جائے مشورے کے ساتھ تو زیادہ بہتر ہے۔

لیکن جب یہ حاملہ بہو اپنے میکے میں رہے، ہر چیز کی اطلاع اپنے علاج سے متعلق، ہر مناسب تبدیلی کی اطلاع اپنی ساس اور شوہر کو دیتی رہے، لاتعلق نہ رہے، بے خبر نہ رکھے، ساس سے رابطہ، شوہر سے رابطہ، کھانے پینے، اور ضروریات کے سلسلے میں تنازعات اور فون کا استعمال ہمارا بڑھ جاتا ہے حمل کے زمانے میں، حالانکہ حمل کے زمانے میں قرآن کو دیکھئے، اِمرأۃ عمران حضرت مریمؑ کی والدہ کی تمنائیں کیا تھی؟ حضرت مریمؑ کا جیسے ہی حمل ٹھہر گیا، وہ کیا

تمنائیں کر رہی ہیں؟ اِمرأۃ عمران کہہ رہی ہے: اے اللہ! بیٹا دیجیے میں بیت المقدس کی خدمت کے لیے وقف کر دوں گی، {رَبِّ إِنِّي نَذَرْتُ لَكَ مَا فِي بَطْنِي مُحَرَّرًا فَتَقَبَّلْ مِنِّيْ}(۱)

اللہ کی نیک بندیوں کے واقعات

اُمید کے زمانے میں اسرائیل وغیرہ اسلام دشمن ملکوں میں بیوی شوہر بیٹھ کر حساب کے فارمولے حل کرتے ہیں تا کہ بچہ ذہین پیدا ہو، اسی طرح ہمیں چاہیے کہ انبیاء کے واقعات کتابوں کے ذریعہ سے، انبیاء کے واقعات علماء کے بیانات کے ذریعہ سے خوب سنیں، اولیاء کا تذکرہ خوب سنیں، اس سے آنے والے کی روحانیت پر اثر پڑے گا، بیٹیاں قرآن کی تلاوت خوب کریں، لیٹے ہوئے بھی کر سکتی ہے بیٹھے ہوئے بھی کر سکتی ہے، قرآن ایسا تزکیہ کرنے والا ہے جو ہمارے نسلوں کے DNA کو بدل دے گا، اُمید کے زمانے میں تلاوت کی فکر، تلاوت میں وقت زیادہ گزرے، کاہل مت بن جائے، bed rest کا سبق دیا جاتا ہے ٹھیک ہے! لیکن اپنے آپ کو کاہل مت بنائیے، اگر آپ کاہل بن جائیں گے تو پھر اس کے بعد بہت سارے مسائل پیدا ہوں گے۔

نماز کا اہتمام

نماز سے دور رہنے لگ گئے، زچگی کا نارمل ہونا دشوار ہو جاتا ہے، کوشش کرے کھڑے ہو کر ہی نماز پڑھنے کی، تیمم کیا جا سکتا ہے سردی کا اگر اندیشہ ہو، غسل اور وضو کے لیے تیمم کا طریقہ ایک ہی ہے، دیوار پر marble پر کسی بھی پتھر پر اپنے دونوں ہاتھ مار دیے گئے، چہرے پر اچھی طرح مل لیا گیا، اور دونوں ہاتھ دیوار پر مارے گئے، اور اپنے ہاتھ کو اچھی طرح اس طور پر کہ جیسے پانی سے دھویا جا رہا ہو، مل لیا گیا تو تیمم ہو گیا، اب ہمیں غسل کی ضرورت نہیں ہے،

(۱) آل عمران: ۳۵

اب ہمیں وضو کی ضرورت نہیں ہے، یہ اللہ کا حکم ہے، اللہ نے ہمیں رُخصت دی ہے، سردی کے بہانے نماز مت چھوڑیے، غسل کے بہانے نماز مت چھوڑیے۔

علیحدہ جوڑا رکھیں

دودھ پلانے کے زمانے میں عورتیں ایک الگ nighty رکھیں، ایک الگ اپنے کرتے پائجامہ کے اوپر ایک کپڑا پہن لے، جیسے چکن سنٹروں میں قصائی پہنتا ہے، جیسے باورچی کچن میں پہنتا ہے، ویسا اوپر water proof قسم کا کپڑا پہن لے؛ تا کہ بچہ کا پیشاب، پاخانہ، قئے نیچے نہ پہنچے، اور اگر پہنچ بھی جاتا ہے تو کوئی حرج نہیں ہے، اتنا پیشاب کی جگہ کپڑے کو پکڑیے، تین مرتبہ پانی ڈالیے پھر نچوڑیے،، کپڑے بدل لیجیے، اتنا جسم پر پانی بہا دیجیے، نہانے کی ضرورت نہیں ہے، طہارت نہیں ٹوٹی ہے۔

بچہ کا پیشاب ناپاک ہے

بچہ کی منہ بھر آنے والی قئے ناپاک ہے، ان مسائل سے واقف ہونا چاہیے، ناواقفیت، جہالت بڑی مصیبت ہے، ماں اپنے دودھ پلانے کو ترجیح دے ڈبے کے دودھ کے مقابلے میں، خود غذا کا اہتمام کرے تو دودھ آئے گا، نخرے اور کھانے کے سلسلے میں لاڈ و پیار خود کو بھی زیادہ نقصان دینے والا ہے، نسل کو بھی کمزور کرنے والا ہے۔

گھریلو کام میں دلچسپی لیں

شوہر کو چاہیے کہ مدد کرے بچہ کے سنبھالنے میں، مدد کرے گھریلو کام کاج میں، سنت ہے، اپنے تقاضوں کے سلسلے میں رعایت دے، بے چاری عورتیں حمل اور رضاعت کے زمانے میں تھک جاتی ہیں۔

ساس اور سسرے کو چاہیے کہ تعاون کریں، تا کہ وہ گھر کے کام کاج کو دلچسپی سے نبھا سکے، ساس اور سسر کو چاہیے کہ ہدایات دے کہ بچوں کو نہلایا کیسے

جاتا ہے؟ بچے روتے کیسے ہیں؟ راتوں میں کیوں جاگ جاتے ہیں؟

نظر کی دعا

مختلف قسم کے ہم لوگ کام کرتے ہیں، لیکن نظر کی دعا نہیں پڑھتے ہیں، نظر کی دعا ہر ماں کو یاد ہونی چاہیے،:

أُعِيذُكُمَا بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّةِ، مِنْ كُلِّ شَيْطَانٍ وَهَامَّةٍ، وَمِنْ كُلِّ عَيْنٍ لَامَّةٍ. (۱)

یہ وہ دعا ہے جو حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت حسن وحسین ؓ پر پڑھا کرتے تھے، سورۂ قلم کی آخری آیت پڑھیے:

وَإِن يَكَادُ ٱلَّذِينَ كَفَرُواْ لَيُزۡلِقُونَكَ بِأَبۡصَٰرِهِمۡ لَمَّا سَمِعُواْ ٱلذِّكۡرَ وَيَقُولُونَ إِنَّهُۥ لَمَجۡنُون وَمَا هُوَ إِلَّا ذِكۡر لِّلۡعَٰلَمِينَ. (۲)

چار قل اور آیت الکرسی پڑھیے، اور بھی اگر بے اطمینانی ہو تو منزل پڑھیے، اور بھی اگر بے اطمینانی ہو تو اگر اللہ توفیق دے، تو سورۂ بقرہ پڑھیے، جس گھر میں سورۂ بقرہ پڑھی جائے وہ گھر قبرستان نہیں ہوگا، سورۂ بقرہ کی ابتدائی اور آخری آیتیں پڑھ کر دم کیجیے، پانی پر دم کر کے وہی پانی سے نہلا دیجیے، وہی پانی سے جسم پوچھ دیجیے۔

والدین کو چاہیے کہ وہ دعائیں سیکھیں، جو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے درد ہونے پر پڑھنے کو کہا، وہ دعائیں سیکھیں جو بخار آنے پر پڑھنے کو کہا:

بِسْمِ اللّٰهِ الْكَبِيرِ، أَعُوذُ بِاللّٰهِ الْعَظِيمِ، مِنْ شَرِّ عِرْقٍ نَعَّارٍ، وَمِنْ شَرِّ حَرِّ النَّارِ. (۳)

---

(۱) ترمذی، حدیث نمبر: ۳۵۲۵

(۲) القلم: ۵۱و۵۲

(۳) ابن ماجہ، حدیث نمبر: ۳۵۲۶

بخار کے آنے پر ہمیں یہ دعا سکھلائی گئی، درد ہونے پر کہا گیا: ''بسم اللہ'' سات مرتبہ پڑھیں، پھر اس کے بعد یہ دعا پڑھیں:

أَعُوذُ بِاللهِ وَقُدْرَتِهِ مِنْ شَرِّ مَا أَجِدُ وَأُحَاذِرُ. (۱)

سنت والی دعاؤں میں طاقت ہے، صدقہ دیجیے، صدقہ کا ڈبا گھر میں رکھیے، صدقہ بلاؤں کو ٹالتا ہے، اور اسی طریقے سے ماؤں کی نظر بھی بچوں کو لگ جاتی ہے، باہر کی آنے والی نظر کے ساتھ خود ماں کا اپنے بچے کے بارے میں انتہائی محبت کا اظہار کرنا اپنی نظر بد سے بچانے کے لیے بھی اپنے بچوں پر ورد کا اہتمام، دعاؤں کا اہتمام کرنا پڑتا ہے۔

حلال لقمے کی فکر ہونی چاہیے

ہمیں لقمہ کے اثر کا پتہ ہے حرام لقمہ تمناؤں کو ناپاک کر دیتا ہے، بالخصوص جبکہ آپ ماں بننے والی ہوں، حلال کھانے کی فکر زیادہ ہونی چاہیے، حلال وہ ہے جس کو اہل حق علماء حلال کہیں، حرام وہ ہے جسے شریعت کی ترجمان علماء کرام حرام قرار دیں، حرام لقمے سے بچنے کی فکر، اپنے شوہروں سے کہیں کہ آپ تھوڑا مال لائیں لیکن حلال لائیں، ہم اپنی نسل کو حرام لقمہ کھلانا نہیں چاہتے ہیں۔

اللہ کے لئے چھوٹا بن جایئے

اسی طریقے سے اس زمانے میں اپنے رشتوں کو جوڑا ہوا رکھنا، جھگڑے کا ماحول نہ ہو، ہمیشہ چیخ و پکار اور بد زبانی کا ماحول گھروں کے اندر نہ بنایا جائے، اُمید سے رہنے کے زمانے میں اور جس وقت میکے سے ماں اپنی بچی کو زچگی کے سارے مراحل سے پار ہونے کے بعد سسرال لاکر چھوڑ رہی ہے، اس وقت بھی پچھلی باتوں کا تذکرہ، نادانیوں اور کوتاہیوں کا تذکرہ نہ ہو، معاف کر دیجیے، معافی چاہ لیجئے، اللہ کے لئے چھوٹے بن جایئے، جیتنے والے وہی ہیں

(۱) مسلم، حدیث نمبر: ۲۲۰۲

جو ہارنے والے ہیں، جو ہارنے والے ہیں وہی رشتوں کو جیتنے والے ہیں، اس وجہ سے آپ لوگ ایسے موقع پر کوئی خانہ جنگی کا، اور تیز زبانی کا کوئی ماحول بننے مت دیجئے۔

منصوبہ بندی

ڈاکٹر کے مشورے کا خیال کرنا، اور ڈاکٹروں کے مشورے کی پوری اتباع کرنا یہ بھی ضروری ہے، عقیقہ کے مسائل بتلا دیئے گئے ہیں اور اچھے اسکول کا انتخاب اور اسی طریقے سے مرد حضرت بھی اور بیویاں بھی ابھی سے سوچیں، ہمیں اپنی اولاد کی تربیت کس رخ پر کرنا ہے، کیا بنانا ہے؟ کس مدرسے میں کس اسکول میں بھیجنا ہے؟ کس اللہ والے کے حوالے ہو کر قدم قدم پر مشورہ لیتے ہوئے ہمیں چلنا ہے۔

اللہ تعالیٰ اس خدمت کو قبول فرمائیں اور جتنی بہنوں نے جتنی ماؤں اور جتنے بھائیوں نے شرکت کی ہے، اور جب تک فائدہ اٹھایا ہے، اور آئندہ اٹھاتے رہیں گے، اللہ ان سب کی نسلوں میں ولیوں داعیوں اور اپنے عاشقوں کو پیدا فرمائیں۔

وَآخِرُ دَعْوَانَا أَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِينَ.

☆☆☆☆☆

تمرینی سوالات

سوال۱: والدہ کا مقام ومرتبہ تحریر کیجیے؟ نیز بتلائیں کہ ان کا مقام والد سے کیوں بڑھا ہوا ہے؟

سوال ۲: پہلے حمل کے اخراجات کس کے ذمے ہیں؟ اور ہمارے معاشرے کا رویہ کیا ہے؟

سوال ۳: دورانِ حمل کئے جانے والے اعمال قلم بند کیجیے۔

سوال ۴: رضاعت کا زمانہ کیسے گزارنا چاہیے؟

سوال ۵: اس ۲۰/روزہ آن لائن تربیتی ''شادی کورس'' سے کیا فائدہ ہوا؟ تاثرات تحریر کیجیے؟

بیٹی کی رخصتی کے وقت باپ کی ہدایات

نَحْمَدُهٗ وَ نُصَلِّيْ عَلَى رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ، أَمَّا بَعْدُ!

پہلے زمانہ میں بڑوں کی بیٹیوں کو نصیحت

میرے عزیز واور دینی ماؤں بہنو! بیٹیوں کی شادی کے موقع پر پہلے زمانہ میں خاص طور پر نصیحت کی جاتی تھی، خاندان کی پرانی دادیاں، نانیاں، بڑی بہنیں، مربی خواتین انہیں آئندہ آنے والی زندگی کے سلسلہ میں ہدایات دیا کرتیں، گائیڈ لائن بتلایا کرتیں، اپنے تجربات سنایا کرتیں، زندگی کے اتار چڑھاؤ، رشتوں کی نزاکتیں، زندگی کے آئندہ دنوں میں دوراہے، چوراہے پر کیسے چلا جائے؟ کس رخ پر مڑا جائے؟ کیسے نرمی برتی جائے؟ کیسے خدمت کی جائے؟ کس رشتہ میں کیا حساسیت ہوتی ہے؟ کس رشتہ کا تقاضا کیا ہوتا ہے؟ یہ ساری ہدایات پہلے والدین اپنی بچیوں اور بچوں کو دیا کرتے تھے۔

عربوں کی نصیحتیں کتابوں میں لکھی ہوئی ہیں، حضرت تھانویؒ نے ''بہشتی زیور'' میں اس عنوان سے پورا ایک مضمون نقل کیا ہے کہ ایک عالم باپ نے اپنی بیٹی کو رخصت کرتے وقت اسے کیا ہدایات دیں؟

نکاح کے بعد سب سے پہلا اور عظیم رشتہ

سب سے پہلا وہ رشتہ جس کے ساتھ عورت بندھ جاتی ہے، رفیق حیات، لائف پارٹنر، شریک زندگی وہ شوہر ہوا کرتا ہے، ہر وقت یاد رکھنا چاہیے کہ اللہ کے بعد سب سے بڑا حق بیوی پر اس کے شوہر کا ہے، اسے خدائے مجازی کہا جاتا ہے، خدائے حقیقی اللہ ہے، خدائے مجازی شوہر کو کہا جاتا ہے، اگر اللہ کے غیر کو سجدہ کی اجازت ہوتی تو عورت سے کہا جاتا کہ اپنے شوہر کو سجدہ کرے، اگر چہ

اس کی شریعت میں اجازت نہیں ہے۔

بیوی کو چاہیے کہ شوہر کی جائز چیزوں میں فرمانبرداری کرتے ہوئے اپنے آپ کو فنا کردے، اپنی مرضی کو شوہر کی مرضی پر قربان کردے، اپنے دل کے ولولے، حوصلے، جذبے، امنگیں اپنے شوہر پر نثار کردے، ہر زندگی میں سکھ بھی آتے ہیں اور دکھ بھی آتے ہیں، یاد رکھنا چاہیے قرآن کریم کا ارشاد:

فَإِنَّ مَعَ ٱلْعُسْرِ يُسْرًا إِنَّ مَعَ ٱلْعُسْرِ يُسْرًا. (۱)

ہر تنگی کے ساتھ آسانی ہے

ہر دکھ کے ساتھ سکھ ضرور آنے والا ہے، ہر رات کے بعد صبح ضرور ہونے والی ہے، میں جب نکاح کے وقت اپنے گھر والوں کو لے کر آرہا تھا، میرے خاندان کے ایک ولی صفت عالم دین قاری جمیل صاحبؒ نے مجھے اور میرے گھر والوں کو بٹھایا اور بٹھا کر کہا: ایک بادشاہ نے محل بنایا، اور محل بنا کر کہا کہ اس پر ایسا جملہ لکھنا ہے جو ہر زمانہ میں چل سکتا ہے، چنانچہ کسی نے کہا کہ ''بادشاہ بہت اچھا ہے'' تو اس کا مطلب ہے کہ گذشتہ نہیں تھا اور نہ آئندہ رہے گا، کسی نے کہا کہ ''محل بہت خوبصورت ہے'' اس کا مطلب بھی یہ ہے کہ یہ آئندہ خوبصورت نہیں رہے گا، سارے وزیروں کی طرف سے مشورے آئے، ایک وزیر نے کہا کہ یہ جملہ لکھوایئے ''اب یہ حالات نہیں رہیں گے۔''

دنیا کی بے ثباتی، دنیا کی اتھل پتھل چلتی ہی رہتی ہے، تغیر آتے ہیں رہتے ہیں، انقلابات ہوتے ہی رہتے ہیں، مایوسی نہ آئے، قدم نہ پھسلیں، اللہ سے ناامید کبھی نہ ہوں، شوہر کے ساتھ شوہر کو راضی کردیا تو اللہ راضی ہوجائیں گے، شوہر کو ناراض کردیا تو اللہ ناراض ہوجائیں گے۔

میرے استاذ مولانا عبدالرحیم صاحب فلاحیؒ کا ایک چھوٹا سا کتا بچہ ہے، اس

(۱) الم نشرح:۵و۶

کا نام ہے ''تحفۂ بیٹی'' اس میں لکھا ہے کہ شوہر کے ساتھ رہنے میں اپنی حیا کو کبھی داغدار نہ ہونے دینا، اپنی پاکدامنی پر کبھی شک کی سوئی بھی اٹھنے نہ دینا۔

کبھی شوہر کا اعتماد آپ پر ختم یا کمزور نہیں ہونا چاہیے، اسے اس بات کا یقین ہو کہ میں جیل میں بھی چلا جاؤں، کسی سفر میں بھی رک جاؤں، سال ہا سال گذر جائیں، تب بھی میری بیوی دائیں بائیں تانک جھانک نہیں کرے گی، کبھی اپنے دل میں غیر شوہر کا خیال بھی نہیں آنے دے گی۔

جو کچھ مل جائے اس پر قناعت کریں، شکایت کی زبان کبھی نہیں لانی چاہیے۔

شوہر کے سامنے تواضع اور اکرام کا پاس ولحاظ

تیسری بات یہ ہے کہ شوہر کے سامنے تواضع کے ساتھ رہیں، اگر سجدہ کی اجازت ہوتی تو بیوی کو شوہر کے لئے سجدہ کرنے کا حکم ہوتا، تواضع ہونا چاہیے، تکبر نہ ہو، اور یہ خیال کرے کہ جب میں شوہر کے سامنے جھک جاؤں گی تو دنیا میرے سامنے جھک جائے گی، شوہر کی نگاہ شناز بنا چاہیے کہ شوہر کے تیور پڑھ لیا کریں، ابھی شوہر محبت کے موڈ میں ہیں؟ یا غصہ کی کیفیت میں ہیں؟ ابھی تھکے ہوئے آئے ہیں؟ یا ابھی بات کرنے کا موقع ہے؟ اس وقت وہ کھانا چاہتے ہیں یا اس وقت وہ پانی چاہتے ہیں؟ اب وہ آرام کرنا چاہتے ہیں یا میرے ساتھ بیٹھنا چاہتے ہیں؟ اس کے تیور کو سمجھنا۔

شوہر کی پسند کو اپنی پسند بنائیں

اپنے رہنے سہنے میں اور لباس میں شوہر کی پسند کو ترجیح دینا، آپ جو رنگ پسند کرتے ہوں وہی استعمال کریں گے، آپ کو جو کھانا پسند ہو وہی استعمال کریں گے، تاکہ شوہر کی نظر انتخاب کسی اور کی طرف نہ جائے، ان کو جو خوشبو پسند ہو وہی لگائیں، وہ دن بھر سڑکوں پر جلتا ہے، مہنگائی کے دور میں گذارے کا انتظام کرتا ہے۔

شوہر کا ہر طرح سے خیال رکھیں

جب مرد گھر میں داخل ہو تو اس کے آرام کا خیال رکھیں، دروازہ میں داخل ہوتے ہی مسکراہٹ کے ساتھ اس کا استقبال کریں، جب شوہر گھر میں پہنچے تو اپنے کام کاج میں نہ لگے رہیں، بے پرواہی، تساہل اور نظر انداز کرنے کی کیفیت نہ ہو، ایسا نہ ہو کہ دروازہ کھول دیا اور جا کر لیٹ گئے، دروازہ کھول دیا اور اپنے دھونے دھلانے میں لگ گئے، جب وہ گھر میں داخل ہو تو مزاج پرسی ہونی چاہیے، پانی پیش کریں، پنکھا چالو کریں، ایسا بول بولیں جو ان کی تھکاوٹ کو اتارنے والا ہو، مثلاً پریشان کیوں ہوتے ہو؟ اللہ انتظام فرما دے گا، آخرت کا غم ہی آپ کو بہت ہے، آپ معیشت اور روزی کا غم اتنا کیوں لیتے ہیں؟ روزی نہیں ملے گی تو روزہ رکھ لیں گے، ہم دعا کرتے ہیں، اللہ آپ کو خالی ہاتھ واپس نہیں لائے گا۔

حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا نے کیسے ہمت افزائی کے جملے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہے تھے! پسندیدہ کھانوں کا اور اس کے کھانے کے اوقات کی رعایت کرنا چاہیے، جو لڑکیاں اچھا کھلاتی ہیں اور اچھا کھاتی ہیں وہ اور اس کا گھر صحت مند رہتا ہے، اور جو نہ خود کھاتی ہے اور نہ اچھا کھلاتی ہیں وہ اور اس کا گھرانہ بیماریوں اور کمزوریوں میں آجاتا ہے، یہ بہت بڑی نادانی ہے، ایسی کوئی حرکت نہیں کرنی چاہیے کہ آدمی اپنی صحت پر توجہ نہ دے، اگر آدمی اپنی صحت پر ہی توجہ نہیں دے گا تو پھر زندگی کی دوسری ذمہ داریاں کیسے نبھا پائے گا؟

جب ناموافق حالات آئیں تو پُرسہ دینا چاہیے، تسلی دینا چاہیے، اللہ سے امید دلانا چاہیے، شوہر کا عیب آدمی کسی اور کے سامنے ذکر نہ کرے، قرآن کریم میں ارشاد ہے:

هُنَّ لِبَاس لَّكُمْ وَأَنتُمْ لِبَاس لَّهُنَّ. (۱)

(۱) البقرۃ:۱۸۷

لباس کے فوائد اور ازدواجی زندگی پر ان کی تطبیق

لباس کے تین فائدے ہوتے ہیں:

(۱) پہلا فائدہ یہ ہوتا ہے کہ لباس جسم کے عیوب کو چھپاتا ہے، جسم کے عیوب جاننے کے باوجود وہ انہیں چھپاتا ہے۔

(۲) دوسرا فائدہ یہ ہے کہ وہ جسم کو سردی اور گرمی سے محفوظ رکھتا ہے۔

(۳) اور تیسرا فائدہ یہ ہے کہ لباس اور جسم کے درمیان کوئی تیسری چیز نہیں ہوا کرتی ہے، اس لئے بیچ میں اپنی بہنوں اور بھائیوں کو لا کر لڑائی نہ کریں، بیڈ روم میں آنے کے بعد یہ سب نہ بولیں کہ تمہاری ماں نے یہ کہہ دیا، تمہارے بھائی نے یوں کر دیا، تمہاری بہن نے یوں کہہ دیا، یاد رکھنا چاہیے کہ لباس اور جسم کے درمیان کوئی تیسری چیز نہیں ہوتی ہے، بیوی اور شوہر کے درمیان کسی تیسرے کو نہیں لانا چاہیے، سسرال اور شوہر کا راز بغیر کسی سخت ضرورت کے میکہ میں نہ سنائے۔

مولانا علی میاں ندویؒ کی والدہ کے حالاتِ زندگی کا ایک اہم پہلو

ماضی میں بہت ہی نیک خواتین گذری ہیں، حضرت مولانا علی میاں ندویؒ کی والدہ بہت نیک تھیں، میکہ سامنے تھا، سسرال میں شوہر بڑے عالم تھے، لکھنے پڑھنے میں ہر وقت مشغول رہتے تھے، کبھی کبھی فاقہ بھی ہو جایا کرتا تھا، کلنک چلاتے تھے اور ہر کسی سے پیسے بھی نہیں لیتے تھے، وہ بیٹی کے گھر کسی کو بھیجتے تھے کہ جاؤ دیکھ کر آؤ میری بیٹی کا چولہا جلا ہے یا نہیں؟ تو وہ ہانڈی میں پانی ڈال کر چولہے پر رکھ دیتی تھیں، تاکہ میرے گھر کا فاقہ میرے ابا کو میکہ میں پتہ نہ چلے۔

ہر کام شوہر اور سسرال والوں کی رضامندی سے کریں

سخت ضرورت کے بغیر اس طرح کی خبریں اپنے میکہ کو نہیں پہنچانا چاہیے،

مشورے کرنے کا ماحول ہونا چاہیے، اپنے میکہ جانے کے لئے شوہر سے اجازت اور شوہر کی رضامندی ہونی چاہیے، اور سسرالی گھر کے پروگرام کو سامنے رکھتے ہوئے جانے کا فیصلہ کرنا چاہیے، ایسا نہ ہو کہ مجھے امی کی یاد آ گئی لہذا میں ابھی جا رہی ہوں، ابا کی یاد آ رہی ہے میں آج ہی جانا چاہتی ہوں، بھائی کا نکاح ہے میں جانا چاہتی ہوں، نکاح کے بعد اس کا اصل گھر وہی ہے جہاں پر وہ بیاہی گئی ہے، ماں کا گھر تربیت سیکھنے کا ہے اور سسرال کا گھر ذمہ داریاں پوری کرنے کا ہے۔

عورت سسرال کو ہی اپنا اصل گھر سمجھے

جننے والی ماں اندھی محبت کرتی ہے، اور جو ماں نکاح کے بعد ملتی ہے وہ ذمہ داریوں کے نبھانے پر محبت دیتی ہے، سسرالی گھر کو جب تک عورت اپنا اصل گھر نہیں سمجھے گی اس وقت تک زندگی میں کامیاب نہیں ہوسکتی، وہ یہ سمجھے کہ میرا اصل گھر سسرال کا ہی گھر ہے، اس کی صفائی، اس کی ستھرائی، اس کی ضروریات کا پورا کرنا میری ہی ذمہ داری ہے، میرا دل سسرال میں لگنا چاہیے، میکہ میں نہیں۔

نکاح کے بعد کا دوسرا رشتہ

نکاح کے بعد وہ دوسرا رشتہ جس کا سامنا کرنا پڑتا ہے وہ ہے اپنے خسر محترم کا رشتہ، اس کے ساتھ کیسے برتاؤ کرنا چاہیے، نکاح کے بعد اللہ تعالیٰ دوسرے والد دیتے ہیں، ان کا مقام باپ کے برابر ہوتا ہے، جو عظمت اپنے والد کی ہے کوشش کرنا چاہیے کہ وہی عظمت اپنے خسر کی بھی پیدا ہو جائے، اور ان کا مزاج جاننا چاہیے کہ یہ شوگر کے مریض ہیں یا بی۔ پی کے مریض ہیں؟ یہ ناشتہ میں کھاتے ہیں؟ دوپہر میں کیا کھاتے ہیں؟ سوتے وقت کیا پسند کرتے ہیں؟ ان کا پرہیز کیا ہے؟ ان کی دوائیاں کس قسم کی ہیں؟ وہ کن حرکتوں سے گرم ہوتے ہیں؟ کن کاموں سے خوش ہوتے ہیں؟ ان کا مزاج پرکھنے کی کوشش کریں، ان کے

دل سے دعا لینے کی فکر کریں، ان کے کپڑے تیار کر کے دیں، ان کے سفر میں جاتے وقت ٹفن تیار کریں، ان کی پسند کا کھانا خاص اوقات میں معلوم کر کے پہنچائیں، اگر خسر کی کوئی ادا یا کوئی عمل پسند نہ کیا جاتا ہو اور وہ اسے اچھا نہ لگتا ہو تو اسے اپنے شوہر کے سامنے ذکر نہ کرے؛ کیوں کہ بیٹا باپ کی کمی سننا عام طور پر گوارا نہیں کرے گا۔

اگر شوہر اور شوہر کے والد میں، شوہر اور خسر میں کوئی رنجش ہو جائے، ٹکراؤ ہو جائے، جھگڑا ہو جائے، آوازیں بلند ہونے لگیں تو بہو کو چاہیے کہ خاموشی اختیار کرے، یا شوہر کے سامنے اپنے والد کی عظمت بیان کرے، دنیا کے بے حقیقتی بتلائے کہ ابا ہی تو ہیں، معاف کر دیجئے، والد صاحب ہی تو ہیں، ان کے احسانات کے مقابلہ میں یہ جائیداد کی کیا حیثیت ہے؟ اس طرح سے شوہر کے دل میں بھی مقام بنے گا، خسر کے دل میں بھی محبت بڑھے گی۔

خسر کا ہر طرح سے خیال رکھیں

جب بھی دور یا نزدیک کے سفر پر جائیں تو ضرور اپنے خسر کو بھی اطلاع دیں، ان کو بڑا پن دیں، جب سفر سے آئیں تو ان کے لئے کوئی تحفہ پیش کریں، اور جب اپنے میکہ جا کر رہنے لگیں تو وہاں سے دن میں کم از کم ایک مرتبہ یا ہر دو دن میں ضرور اپنی ساس صاحبہ اور اپنے خسر کو فون کر کے اپنے حالات بتائیں، اور ان کے حالات معلوم کریں کہ آپ کی طبیعت کیسی ہے؟ دوائی وقت پر لی یا نہیں؟ ناشتہ وقت پر ہوا یا نہیں؟ سنگین سے سنگین حالات میں بھی یہی کوشش کرنا چاہیے کہ چولہا الگ رکھنے کا مشورہ ہماری طرف سے نہ جائے، بہو کی طرف سے نہ جائے، یہ ان کے دکھی ہونے کا ذریعہ بنتا ہے، چولہے کا ایک رہنا ضروری نہیں ہے؛ لیکن اپنی طرف سے چولہا الگ کرنے کی درخواست نہ کرو۔

ان کے ساتھ رہنے میں برکتیں ہیں، ان کے مشورے ہیں، ان کے تجربے

ہیں، دادا، دادی کی سرپرستی ہے، گھر کی آبادی ہے، اگر بیماری آجائے تو مزاج پرسی کرنا، اور اگر کوئی کامیابی خسر کو مل جائے تو انہیں مبارک بادی دینا، اور یہ سب اللہ کے لئے کرنا چاہیے۔

نکاح کے بعد کا تیسرا رشتہ

نکاح کے بعد جس تیسرے رشتہ کا ہر لڑکی کو سامنا کرنا ہوتا ہے وہ ہے ساس کے ساتھ برتاؤ، اس کے ساتھ کس طرح کا سلوک کیا جائے؟ سسرال جانے کے بعد بہو کو اپنی ساس کے ساتھ گھل مل جانا چاہیے، ہر جائز بات پر اطاعت کرنا چاہیے، بعض مرتبہ نامعقول قسم کی بات بھی آتی ہے، ناسمجھی والی باتیں بھی آتی ہیں، عمروں کا فرق ہے، زمانہ کا فرق ہے، علم کی کمی وزیادتی کا فرق ہے، پرانا زمانہ الگ تھا، یہ زمانہ الگ ہے، جنریشن گیپ ہوتا ہے، پھر بھی ساس کی ہاں میں ہاں ملانا ہی جائز چیزوں میں بہتر ہے۔

ساس ماں کے درجہ میں ہے

ہمارے معاشرہ میں چوں کہ ساس بھی کبھی بہو رہ چکی ہوتی ہے، تو اس کو بھی اپنی بہو کو بہو بنا کر رکھنے اور اس کو استعمال کرنے کا ایک فطری شوق ہوتا ہے، اس لئے بھی اسے عزت دینا چاہیے، اس کی مرضی کے خلاف ہرگز کوئی کام نہ کریں، اگر ان کی مرضی کے خلاف چلنے کو اپنی طبیعت بنالیں گے تو سسرال جہنم کدہ بن جائے گا، ساس تنگ ہوجائے گی، ہر صبح ایک نیا جھگڑا جنم لے گا؛ لیکن پھر بھی وہ چوں کہ دوسرے درجہ کی ماں ہے، معاف کردیتی ہے، نظر انداز کردیتی ہے، تو گھل مل جانا چاہیے اور جائز چیزوں میں ضرور اطاعت کرنا چاہیے، اپنا لب ولہجہ کبھی بھی بگڑ نہ جائے، آواز بلند نہ ہوجائے، گھر کے نظام کو ساس سے پوچھ کر چلائیں، سالن کون سا بناؤں؟ یہ چیز کیسے رکھوں؟ فلاں سامان کی ضرورت ہے، اصل امیر تو زندگی کا شوہر ہے؛ لیکن ساس کو بھی اعتماد میں لینا پڑتا ہے، کون سا

کھانا کب اور کتنا پکایا جائے؟ کون مہمان آنے والے ہیں؟ رات کے کھانے میں کون موجود رہے گا؟

شوہر کے سامنے ان کی والدہ کی خوبیاں سنائیں، اگر ساس اپنی کسی بیٹی کی برائی بہو کے سامنے سناتی ہے تو خاموشی اختیار کریں؛ کیوں کہ بہو بیٹی سے بڑھ نہیں سکتی ہے، غیبت وچغلی کی عادت نہیں ہونی چاہیے، اپنے عیبوں کا غم، اپنی کمیوں کا احساس رہنا چاہیے، جب ساس کے رشتہ دار آئیں، خواہ دور کے ہوں یا نزدیک کے، ان کا پورا اکرام کریں، ان کا استقبال کریں، پرتکلف کھانے بنائیں، وہ جن اولاد سے محبت کرتی ہو ہم بھی ان اولاد اور ان بیٹیوں سے محبت کا اظہار کریں، جب اس کی طبیعت خراب ہوجائے، ہر قسم کی خدمت کرنے سے جی نہ چرائے، یہی موقع ہے اپنی ساس کی دعائیں لینے اور شوہر کا دل جیتنے کا۔

ساس کی طبیعت اور مزاج کا خیال رکھیں

ساس کے سونے یا آرام کرنے سے پہلے آرام نہ کریں، کسی شادی یا غم میں جانا ہو تو اپنی ساس کی مرضی پر موقوف کردیں، اگر وہ خوشی خوشی اجازت دیدے تو جائیں؛ اگر وہ بخوشی اجازت نہ دے تو ہرگز نہ جائیں۔

جب شوہر کسی باہر کے سفر سے آتے ہیں تو سامان سفر سیدھے اپنے کمرہ میں لے کر نہ جائے، بلکہ اپنی ساس کے سامنے کھولیں، بیگ میں کیا رکھا ہوا ہے؟ کارٹون میں کیا بندھا ہوا ہے؟ تو شوہر کے سفر کا سامان اپنے کمرہ میں جا کر نہ کھولیں بلکہ اپنی ساس کے سامنے کھولیں۔

جواب دینا، کسی بات پر تنبیہ کرتے وقت فوراً پلٹ کر بولنا، یہ ایسا اس لئے ہوگیا، یہ غلطی یوں ہوگئی، غلطی تو ہوتی ہی رہتی ہے، میں بھی تو انسان ہوں وغیرہ یہ سب نہیں ہونا چاہیے، اگر وہ جذبات میں کسی غلطی پر ٹوکے تو سن لیں، خاموش ہوجائیں، جب حالات نارمل ہوجائیں، جب معمول کے مطابق زندگی گذرنے

لگے تو اس وقت اپنی ساس کو وضاحت دیں کہ اس موقع پر ایسا ہوگیا تھا، فوراً جواب نہیں دینا چاہیے، فوراً انتقامی کاروائی نہیں کرنا چاہیے۔

نکاح کے بعد کا چوتھا رشتہ

نکاح کے بعد چوتھا رشتہ جس کا سامنا کرنا پڑتا ہے وہ رشتہ بڑی بہن کا ہے، شوہر کی بہن یعنی نند کے ساتھ نباہ کرنے کا نازک مرحلہ ہے، نند تین قسم کی ہوتی ہے:

ایک تو وہ ہے جو ہم سے بڑی ہو، بچوں والی ہو، سسرال دیکھی ہوئی ہو۔

دوسری وہ ہوتی ہے جو برابر اور ہم عمر ہوتی ہے، شادی کے قابل ہوتی ہے۔

تیسری نند وہ ہوتی ہے جو بہت کم عمر ہوتی ہے، کھیل کود اور اسکول جانے والے مرحلہ میں ہوتی ہے، ہر ایک کے جذبات الگ ہوتے ہیں، ہر ایک نفسیات الگ ہوتی ہیں، اس لئے ان کے جذبات اور نفسیات کے مطابق ان کے ساتھ برتاؤ کرنا ہوگا۔

بڑی نند کے ساتھ کیسے برتاؤ کریں؟

بڑی نند کو بڑی بہن کا مقام دیدیں، ساری مشکلات آسان ہوجائیں گی، جس نند کا نکاح ہوچکا ہو وہ زندگی کے اتار چڑھاؤ سے واقف ہوچکی ہو، اس کو بڑی بہن کا مقام دینے سے بہت زیادہ سہولت رہتی ہے، ایک دوسرے کی خوبیوں کا لین دین، ایک دوسرے کے دکھ میں تسلی، ایک دوسرے کے تجربات سے فائدہ اٹھانا چاہیے۔

جب یہ شادی شدہ نند اپنے سسرال سے میکہ چند دنوں کے لئے مہمان بن کر آئے تو اسے راحت دینا چاہیے کہ آپ نے اپنے سسرال میں بہت کیا ہے باجی، اب آپ اپنے میکہ آئی ہیں آرام کرلیجئے، اس نند کے بچوں کو نہلانے، کھلانے، پلانے اور سلانے کی فکر کریں، اس کے شوہر کی آمد پر اپنے پردہ اور

تکلف کے پورے اہتمام کے ساتھ اس کے کھانے، ناشتہ اور آرام کا انتظام کریں، ان کے بچوں کی فرمائش پر ان فرمائشوں کو پورا کریں، اگر نند کپڑوں میں سے کسی کپڑے کو پسند کرے تو اسے فوراً بغیر مانگے ہدیہ دیدیں، اس کے بدلہ میں خدا آپ کو بہت دے گا، اگر نند آ کر اپنے سسرال کا دکھڑا سنائے تو صبر کی تلقین کرنا چاہیے؛ کیوں کہ صبر کے سوا کوئی اور راستہ نہیں ہے۔

نرمی کا برتاؤ کریں، غصہ کا علاج کریں، غصہ کے نقصانات دھیان میں رکھیں، غصہ ختم کرنے کی دعاؤں کا اہتمام کریں، میٹھی زبان استعمال کریں، اور یہی سب چیزیں اس نند کو بھی سکھلائیں، جب بھی عید یا کسی بھی خوشی کا موقع ہو ہر تقریب میں اپنی نند کو بلانا چاہیے، اسے دعوت دینا چاہیے۔

اگر بھائی بہن میں، نند اور شوہر میں کوئی اختلاف ہوجائے تو فاصلے بڑھانے کا کام نہ کریں، بلکہ ثالثی بن کر، تھرڑ پارٹی بن کر جوڑ پیدا کرنے کی بات کریں۔

حالات لگے ہوئے ہیں، مقدرات طے ہیں، نند پر اگر کبھی حالات آجائیں تو شرعی رہبری کے ساتھ، اسلامی رہبری کے ساتھ اس نند کو اس کے میکہ میں بڑے اعزاز کے ساتھ رکھیں، تذلیل کا برتاؤ نہ کریں، کہ میرے گھر میں کیوں آگئی؟ میرے پاس کیوں رہنا چاہتی ہے؟ اپنے گھر چلی جا، اس طرح کی بات نہ کریں۔

ہم عمر نند کے ساتھ برتاؤ اور تعلق

نند کی دوسری قسم جو بھاوج کے ہم عمر ہو اور ابھی نکاح کے قریب ہو، اس قسم کی نند جوانی کی دہلیز پر کھڑی ہے، ماں کا قدم قدم پر ساتھ دینے والی، ہاتھ بٹانے والی اور گھریلو نظام کو ترتیب دینے میں سب پر حاوی ہوتی ہے، سیاہ وسفید کی مالک ہوتی ہے، اور چوں کہ اس نند کے نکاح کا وقت قریب ہے اس لئے وہ سب کی دلاری اور منظور نظر بھی رہتی ہے؛ لیکن چوں کہ نکاح نہیں ہوا؛ اس لئے

ناتجربہ کار اور ناسمجھ بھی رہتی ہے۔

ایسے موقع پر ہمیں چاہیے کہ اس ہم عمر نند کے ساتھ عزت کا معاملہ کریں، اسے بڑا بنائیں، ساس کی غیر موجودگی میں اس ہم عمر نند سے مشورہ کریں، اگر وہ زیادتی کرتی ہے تو صبر کریں، دونوں طرف آگ ہوگی تو بھڑک جائے گی، اور اگر آگ کے مقابلہ میں پانی ہو تو آگ بجھ جاتی ہے، نفرت کا جواب نفرت سے کبھی نہیں دیا جاتا ہے؛ بلکہ نفرت کا جواب تو محبت سے ہی دیا جاتا ہے، جس کے پاس محبتیں ہیں وہ محبت بانٹے گا، اور جس کے پاس نفرتیں ہیں وہ نفرتیں بانٹے گا، کانٹے کا جواب اگر کانٹے سے دیا جائے تو ہر طرف کانٹے ہی کانٹے جمع ہو جائیں گے، کانٹے کا جواب پھول سے دینا ہے، اینٹ کا جواب اینٹ سے نہیں بلکہ پھول سے دینا ہے۔

اگر ہم عمر نند کی طرف سے کوئی غلطی یا خطا ہو جائے تو جوابی کاروائی نہ کریں، شکوہ شکایت نہ کریں؛ ورنہ خانہ جنگی ہو جائے گی، دعا کریں کہ اللہ آپ کو بہترین رشتہ عطا فرمائے، اللہ آپ کے گھر کو آباد فرمائے، اس طرح کی دعا اپنی نند کو بھاوج کی طرف سے دی جانی چاہیے۔

اس کے کھانے پکانے، سینے پرونے اور گھر کے کام کاج کی تعریف کرنا چاہیے، اگر وہ ہمارا زیور یا کپڑے کبھی استعمال کرنے کے لئے مانگتی ہے تو دے دینا چاہیے، نہ دھوکہ دیں اور نہ دھوکہ کھائیں، اپنا سامان لٹوائیں بھی نہیں؛ لیکن زیادہ بخل بھی نہ کریں۔

اگر نند کسی موقع پر ہمارے میکہ آجاتی ہے تو اس کے ساتھ بطور خاص ایسا معاملہ کرنا چاہیے جیسا کسی اپنے کے ساتھ کیا جاتا ہے، یہ بڑے امتحان کا موقع ہوتا ہے، بہر حال یہ اپنی ہم عمر نند کے ساتھ برتاؤ کا طریقہ ہے۔

کم عمر نند کے ساتھ شفقت کا معاملہ

چھوٹی اور کم عمر نند کے ساتھ کس طرح شفقت کا معاملہ کیا جائے؟ اسے اپنی

بہن کی طرح اور بعض مرتبہ اپنی اولاد کی طرح رکھیں اور پرورش کریں، اس کا اچھلنا کودنا، روٹھنا اور منانا ساری چیزیں چلتی رہتی ہیں، اس کے اسکول اور مدرسہ کا بیگ تیار کریں، کہیں اس کا بیگ پڑا ہوا تو کہیں کتابیں، کہیں ڈوپٹہ پڑا ہوا ہے تو کہیں اوڑھنی، ان سب چیزوں کو سنبھال کر رکھیں، اسے پیار دیں، اس کے ساتھ ہمدردی کا اظہار کریں، اس کی چیزوں کو بھی دھیان سے رکھیں، اس کو بھی زندگی کی ترتیب سنائیں، اس کو بن مانگے چاکلیٹ وغیرہ دے کر اس کی دلجوئی کریں۔

کم عمر نند کبھی نادانی اور ناتجربہ کار ہونے کی وجہ سے کچھ بول دیتی ہے تو اس سلسلہ میں زیادہ سوچ اور غور وفکر نہ کریں، اسے دل پر نہ لیں، رائی کا پہاڑ نہ بنائیں، گذری ہوئی چیزوں کو بار بار نہ بولیں، ہر نئے دن کے ساتھ نیا دل بھی ہو، صبر تو قبر تک ہے، مزاجوں کو تو نبھانا ہی پڑتا ہے، حق مانگنے والوں کو حق کبھی نہیں ملا کرتا، حق دینے والوں کو ہی حق ملا کرتا ہے۔

اگر یہ کم عمر نند بیمار ہوجائے تو خوب خدمت کریں، اس کے ساتھ غم گساری اور ہمدردی کا معاملہ کریں، اگر وہ خفا ہوجائے تو اسے منائیں، مدرسہ اور اسکول کے سبق اور ہوم ورک محبت کے ساتھ کرائیں، امتحان کے رزلٹ اور فرمانس اور تعلیمی مظاہرہ بہترین آنے کے سلسلہ میں ضرور رہبری کریں، اس کے لئے کوئی ہدیہ، اس کی پسند کی کوئی چیز اپنے میکہ سے جب بھی آئیں تو اپنی چھوٹی نند کے لئے لے کر آئیں۔

حضرت رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ ایک دوسرے کو ہدیہ دیا کرو اور محبت میں اضافہ کرو، ہمیں تو یہ تعلیم دی گئی ہے، ایک دوسرے کے ساتھ ہدیہ لینا اور دینا یہ محبت میں اضافہ کا ذریعہ ہے۔

اگر کسی کے دل میں اپنی محبت پیدا کرنی ہو تو آدمی اس کا نام لے کر اس کے

لئے دعا کیا کرے، خود بخود اس کے دل میں آپ کی محبت پیدا ہو جائے گی۔

دیور کے ساتھ سلوک واحتیاط

نکاح کے بعد ایک اور رشتہ مردوں میں دیور اور جیٹھ کا ہوا کرتا ہے، اور ان کی بیویاں دیورانی اور جیٹھانی کہلاتی ہیں، شوہر کے بھائی تین قسم کے ہوتے ہیں:

ایک شوہر سے بڑے شادی شدہ، جنہیں جیٹھ کہا جاتا ہے۔
دوسرے شوہر سے چھوٹے شادی شدہ، جنہیں دیور کہا جاتا ہے۔
تیسرے شوہر سے چھوٹے غیر شادی شدہ، ان کو بھی دیور ہی کہا جاتا ہے۔

ان سب میں کسی کے ساتھ بھی پردہ میں کوئی کمی نہیں ہونی چاہیے؛ کیوں کہ حدیث پاک میں ارشاد ہے:

الحَمْوُ المَوْتُ.

دیور موت ہے۔

دیور سے مکمل پردہ کا اہتمام

اگر دیور بڑا ہے تو اس سے تو مکمل پردہ ہونا چاہیے، اور اگر دیور چھوٹا ہے تو ہمیشہ اوڑھنی ڈالے رہیں، دسترخوان پر اگر ایک ساتھ کھانا پڑے تو نامحرم مردوں کے ساتھ آمنے سامنے نہ بیٹھیں، عورتوں کے ساتھ بیٹھیں، اپنے شوہر کے بھائیوں کے ساتھ ہرگز بے تکلفی اختیار نہ کریں، آپ جانتی ہیں کہ حدیث میں دیور کو موت بتایا گیا ہے، جیسے آدمی موت سے ڈرتا ہے ویسے ہی دیور سے ڈریں، احتیاط کریں، خدمت اپنی جگہ، مزاج کے مطابق میٹھا یا بریانیاں بنانا اپنی جگہ؛ لیکن پردہ اپنی جگہ، البتہ جیٹھ کے بچوں کے ساتھ شفقت کا معاملہ کریں، بچوں کی لڑائیاں بڑوں کی جنگ بن جاتی ہیں، اس لئے آدمی بچوں کی لڑائیوں کو اہمیت نہ

(۱) بخاری، حدیث نمبر: ۵۲۳۲

دے، اپنے بچوں پر سختی کرے، دوسروں کے بچوں پر سختی نہ کرے۔

اگر ایک ہی چولہا ہو تو ایسے موقع پر یہ کوشش کرنا چاہیے کہ میرا کام زیادہ ہوجائے، مجھے خدمت کرنے کا موقع مل جائے، اللہ کی توفیق ہے کہ اس نے مجھے صحت مند رکھا ہے، کام کرنے کے قابل بنایا ہے، آنے والے دن معلوم نہیں کیسے رہیں گے، ہوسکتا ہے اللہ نہ کرے کہ میں خدمت لینے کے قابل بن جاؤں، اللہ نے آج مجھے خدمت کرنے کے قابل بنایا ہے، بچنے کی فکر نہ کریں، پسنے کی فکر کریں، کام دوسروں پر ڈالنے کی فکر نہ کریں، بلکہ اپنی صحت کا خیال رکھتے ہوئے کام کا بوجھ اٹھانے کی فکر کریں۔

ہرگز مذاق اور دل لگی نہیں ہونی چاہیے، اس سے فتنوں کے دروازے کھل جاتے ہیں، بداخلاقی بھی نہ کریں، بے تکلفی بھی نہ اپنائیں، اگر دیور نابالغ ہے تو شفقت کا معاملہ کریں، اور ان کے پڑھنے پڑھانے اور کپڑوں کی تیاری میں ان کی جو خدمت ہوسکتی ہو اس خدمت کی فکر کریں، اور سب سے بڑی بات یہ ہے کہ اپنی آخرت کو کبھی نہ بھولیں، اگر موافق حالات کا گھرانہ مل گیا تو فجر کی نماز قضا ہونے نہ دیں۔

بہت دن پہلے ایک کار ڈرائیور میرے پاس آئے، اور بتانے لگے کہ شادی ہوئے چھ سال ہوگئے الحمدللہ، اور فجر کی اذان سے پہلے گھر میں جھاڑو لگ جاتا ہے، تہجد تو قضا ہی نہیں ہوئی، اس قسم کی بیٹیاں آج بھی دنیا میں موجود ہیں، صبح سویرے کام کاج شروع کردینے میں جو برکت ہے وہ رات دیر گئے دو بجے تک کرنے میں بھی نہیں ہے، دن گزر جائے گا لیکن کام پورا نہیں ہوگا۔

اہل وعیال میں لگ کر خدا کو نہ بھولیں

جنت میں جانے والے لوگ کہیں گے:

إِنَّا كُنَّا قَبْلُ فِيٓ أَهْلِنَا مُشْفِقِينَ فَمَنَّ ٱللَّهُ عَلَيْنَا وَوَقَىٰنَا

عَذَابَ ٱلسَّمُومِ. (۱)

ہم تو بیوی بچوں میں رہ کر بھی اللہ سے ڈرتے تھے، تو ہم پر خدا نے یہ احسان کیا اور ہمیں جہنم کی زہریلی ہوا سے بچالیا۔

دوسری طرف اللہ پاک جہنم میں جانے والوں کے بارے میں ارشاد فرماتے ہیں جو اپنے گھر والوں میں مگن ہو کر اللہ کو بھول گئے تھے:

إِنَّهُۥ كَانَ فِيٓ أَهۡلِهِۦ مَسۡرُورًا إِنَّهُۥ ظَنَّ أَن لَّن يَحُورَ بَلَىٰٓۚ إِنَّ رَبَّهُۥ كَانَ بِهِۦ بَصِيرًا. (۲)

پہلے اپنے اہل وعیال میں بہت خوش تھا، اور اس کا خیال تھا کہ پلٹ کر خدا کی طرف نہیں جائے گا، ہاں اس کا پروردگار خوب دیکھنے والا ہے۔

تقویٰ کا دامن نہ چھوڑیں

اگر نیک رہیں گے تب ہی ایک رہیں گے، ایک رکھنے کے لئے کوئی طاقت نہیں ہے سوائے تقویٰ کے، جیسے جب فون کیا جاتا ہے تو وہ اپنے علاقہ کے نیٹ ورک ٹاور سے کنیکٹ ہوتا ہے، پھر وہ نیٹ ورک ٹاور سے سیٹل لائٹ کے پاس جاتا ہے، اور سیٹل لائٹ سے پھر نیٹ ورک ٹاور کے پاس آتا ہے، پھر وہاں سے فون تک پہنچتا ہے، اگر ہم دو فون چپکا کر اور آپس میں ملا کر بھی رکھ دیں تب بھی وہ سیٹل لائٹ تک پہنچتا ہے، اگر سیٹل لائٹ تک پہنچانے کے لئے کوئی نیٹ ورک ٹاور نہ ہو تو وہ دونوں ایک جگہ رکھے ہوئے فون کنیکٹ نہیں ہو سکتے ہیں، اسی طریقہ سے ہزاروں مرد اور عورت ایک چھت کے نیچے رہتے ہوں، اگر ان کا نیٹ ورک اللہ سے کنیکٹ نہیں ہے تو پھر ان کے دل بھی کبھی نہیں جڑ سکتے۔

---

(۱) الطور: ۲۶ و ۲۷

(۲) الانشقاق: ۱۳ تا ۱۵

نمازوں کی پابندی کا ماحول بنائیں

نمازوں میں کوتاہی نہ ہو، آہستہ آہستہ ماحول بنائیں، جاتے ہی فوراً روک ٹوک شروع نہ کردیں، بلکہ پہلے ماحول بنائیں، طبیعتوں کو سمجھیں، پہلے دل جیتنا پڑتا ہے پھر آدمی دن جیت سکتا ہے، پھر حکمت کے ساتھ اپنے شوہر کو اعتماد میں لے کر، اپنی ساس کو اعتماد میں لے کر، اپنے سسر صاحب کو اعتماد میں لے کر صبح سے شام تک کا شیڈول بنائیں، مشورے کا ماحول ہو، جب مشورے کا ماحول ہوتا ہے تو دل جڑ جاتے ہیں، اور جب گھروں میں مشورے کا ماحول نہیں ہوتا تو دل بکھر جاتے ہیں۔

عقلمند اور لا پرواہ عورت میں فرق

بچت کرنے والی عورتیں ہوتی ہیں تو فقیر شوہر کو بھی مالدار بنا دیتی ہیں، اور فضول خرچی کرنے والی عورتیں مالدار شوہر کو بھی بھکاری بنا دیتی ہیں، کم سے کم چیزوں کا استعمال کریں، کھانے کو ضائع ہونے سے بچائیں، کھانے کو کچرے میں ڈالنے سے محفوظ رکھیں، اس کے گُر سیکھے جاتے ہیں، بڑوں کے تجربات اس سلسلہ میں لئے جاتے ہیں، کپڑے خود سِل کر دے دیں؛ تاکہ سلائی کے اخراجات کا بوجھ شوہر پر نہ ہو۔

ہر کام میں خیر کا پہلو تلاش کریں

اس طرح کے بہت سے خیر کے کاموں میں اپنے آپ کو مصروف رکھیں، روزانہ تلاوت کا معمول بنائیں کہ مجھے روزانہ اتنے پارے تلاوت کرنے ہیں، مجھے روزانہ اتنا ذکر کرنا ہے، کھانا پکاتے وقت اللہ کی یاد میں کھانا پکانا، دیکھا گیا ہے کہ کھانا غصہ کے عالم میں پکایا جاتا ہے، کھانا بدلہ چکانے کے لئے پکایا جاتا ہے، کھانا بڑوں کی ناراضگی سے بچنے کے لئے پکایا جاتا ہے، کہ پتہ نہیں اگر کھانا نہیں پکایا تو اس کا غصہ آپے سے باہر ہوجائے گا، چیخنا چلانا شروع ہوجائے گا،

اسی لئے میں پکار رہی ہوں، تو جو کھانا غصہ کے عالم میں پکایا جاتا ہے وہ کھانے والے کے غصہ میں اضافہ کا ذریعہ بنتا ہے۔

آج یہ بات غیر مسلم بھی کہہ رہے ہیں کہ ہوٹل میں کھانے سے دنیا کی حرص بڑھتی ہے؛ کیوں کہ ہوٹل میں پکانے والا اس نیت سے پکاتا ہے کہ کھلاؤ اور کماؤ، اسی طرح جو کھانے والا ہوتا ہے وہ بھی یہ سوچتا ہے کہ کھاؤ اور کماؤ، کھانا جس نیت سے پکایا جائے اس نیت کی کھانے میں تاثیر ہوتی ہے، اگر درود شریف پڑھتے ہوئے پکایا، اللہ کا نام لیتے ہوئے پکایا، دیکھ لیجئے! کیسی نورانیت منتقل ہوتی ہے، کیسے بری عادتیں ختم ہوجاتی ہیں، کیسے زندگیوں کا رخ بدل جاتا ہے، کیسے پاکیزہ تمنائیں مردوں کے دلوں میں پیدا ہوتی ہیں۔

غیر سے امید نہ رکھیں

اپنے آپ کو ذمہ دار سمجھیں، امید ہے تو شکایت ہے، امید ہی نہیں ہے تو شکایت بھی نہیں ہے، اللہ کے غیر سے امید بھی کتنا بڑا عذاب ہے! ایران کا ایک بادشاہ تھا، رات میں جائزہ لینے کی غرض سے نکلا، دیکھا کہ ایک فقیر سڑک کے کنارہ پر ٹھٹھرتا ہوا سو رہا ہے، تو بادشاہ نے کہا: کہ سردی میں سو رہے ہو؟ چلو میں تمہیں کمبل دے دیتا ہوں، اور کمبل پہنچانا بھول گیا، صبح ہوگئی، اور سورج نکل گیا، پھر یاد آیا کہ میں نے فلاں فقیر سے وعدہ کیا تھا، واپس آیا اور آکر دیکھا تو اس فقیر کا انتقال ہو چکا تھا، اور اس نے زمین پر ایک جملہ لکھا کہ: ''جب تک مخلوق سے ناامید تھا پوری زندگی سڑک پر سردی میں گذر گئی؛ لیکن ایک رات چند گھنٹے بادشاہ سے امید باندھ لیا تو زندگی کا گذارنا دشوار ہو گیا۔''

نیکی کر دریا میں ڈال

امید سوائے اللہ کے کسی سے نہ ہو، نیکی کر دریا میں ڈال، اگر کوئی نیکی کریں تو اللہ کے لئے کریں، کسی بندے سے اس کا صلہ لینے کے لئے، کسی بندے

سے شکریہ کے الفاظ سننے کے لئے کسی کی خدمت نہ کریں، صرف اللہ کے لئے کریں، صرف اللہ کے لئے کریں، دنیا بھول جائے، کرنے والا بھی بھول جائے؛ لیکن میرا رب کسی کی نیکی کو نہیں بھولتا ہے، میرا رب کسی کے احسان کے بدلہ کو چکانا نہیں بھولتا ہے۔

تعلیم و تعلم سے شغف رکھیں

تعلیم کا اہتمام ہو، بیٹیاں اپنے سسرال پہنچنے کے بعد ضرور تعلیم کا اہتمام کریں، فضائل اعمال کی تعلیم کریں، منتخب احادیث کی تعلیم کریں، سنتوں کے مذاکرہ والی کتابیں پڑھیں، لڑکیاں کوشش نہیں کرتی ہیں، ماحول میں ڈھل جاتی ہیں، گھر کے پورے کام کاج کے ساتھ اپنی ساس کے مشورے اور اجازت سے مکتب کی تعلیم شروع کردیں، اپنی دیورانی اور جیٹھانی کے بچوں، اپنے اڑوس پڑوس کے کم عمر بچوں اور بچیوں کو تعلیم دیں، لوگ عالمہ اور فاضلہ لڑکیوں سے شادی کرتے ہیں؛ لیکن ان کے فن سے فائدہ نہیں اٹھاتے ہیں، سونار کو لوہار بنادیتے ہیں، ان کے علم کو بڑھانے کی کوشش نہیں کی جاتی ہے۔

قربانیاں دینی پڑتی ہیں، اشراق کا اہتمام کریں، گھر کے کام کاج میں برکت ہوجائے گی، سورۂ یٰسین کا اہتمام کریں، اللہ تعالیٰ امور خانہ داری کے اندر سہولت پیدا فرمادیں گے، زندگی ربر کی طرح ہے، کھینچتے جائیں گے تو کھنچتی جائے گی، اور اگر چھوڑتے جائیں گے تو سکڑتی جائے گی، سوتے سوتے سورج نکل گیا، نو بج گئے، اور تلاوت، ذکر اور مکتب کا ماحول بنایا تو نو بجے تک سارے کام کاج سے فارغ ہوگئے، وقت میں اللہ برکت دے دیتے ہیں، دین کی خدمت کی وجہ سے، مخلص مددگار دے دیتے ہیں قرآن کی خدمت کی وجہ سے، قرآن کی خدمت، قرآن کے الفاظ کی خدمت، قرآن کے معانی کی خدمت میں کوتاہی نہ کرنا۔

آس پاس میں تبلیغی اجتماع، یا آس پاس میں کوئی قرآنی تعلیم کے ادارے

اکابر کی نگرانی میں، بڑوں کی نگرانی میں چلتے ہوں اور کچھ وقت کے لئے وہاں پر خدمت میں حصہ لیا جا سکتا ہو تو ضرور لینا چاہیے۔

ہمیشہ آخرت کی فکر کریں

اصل تو آخرت کا مسئلہ ہے، اصل تو ایمان پر خاتمہ کا مسئلہ ہے، اصل تو رشتوں کے جوڑ کا مسئلہ ہے، آدمی حالات کے آنے پر دنیا والوں کو اپنے دکھڑ ے نہ سنائے، اللہ کو اپنے دکھڑے سنائے، یہ حالات تو اڑان اونچی کرنے کے لئے آئے ہیں، ٹوٹے ہوئے دل کی دعا جلدی قبول ہوتی ہے، وہ وقت آدمی مصلیٰ پر گذارے، دنیا والوں کے سامنے پرانی قبریں کھودتے ہوئے نہ گذارے، اللہ کے سامنے گذارے۔

اپنا ہر دکھڑا اللہ کو سنائیں

صدمہ کی اطلاع بندوں میں دوستوں کو دوگے تو بیچارہ غمگین ہو جائے گا، دشمنوں کو دوگے تو ہنسی اڑائے گا، شکر کا مزاج ہونا چاہیے، کبھی اپنی زبان پر ناشکری کا بول نہ لائیں، آج تک کسی عورت کے بارے میں میں نے نہیں سنا کہ جس نے اپنے مرد سے کہا ہو کہ واقعی آپ نے میرے میکہ سے زیادہ مجھے سسرال میں راحت پہنچائی، آپ نے میرے بھائیوں سے زیادہ میری ضروریات کا خیال رکھا، وہاں کا زندگی کا معیار کم تھا، اور یہاں کا زندگی کا معیار زیادہ ہے جو آپ نے مجھے دیا، وہاں واشنگ مشین نہیں تھی، یہاں پر آپ نے مجھے واشنگ مشین دیدی، آپ کے پاس آکر مجھے زیادہ راحت ملی ہے، یہ بول بولنے والی تو آج تک نہیں ملی، شکایت کرنے والی تو بہت ہیں، اور کہتی ہیں کہ تم نے دیا ہی کیا ہے، دو ٹھیکرے، دو لیتھڑے اور دو چیتھڑے، (دو برتن دیے ہیں، دو کپڑے سلائے ہیں) اور اسی طریقہ سے اس اجڑے ہوئے گھر کے اندر رکھا ہے۔

ناشکری کرنے سے بچیں

کبھی بھی اپنے میکہ سے سسرال کا موازنہ نہ کریں، کبھی آنے والے رزق کی ناقدری نہ کریں، ناشکری آنے والی نعمتوں کو چھنوا دیتی ہے، اور شکر سے اللہ کی طرف سے بھی نعمت میں اضافہ ہوتا ہے اور بندوں کی طرف سے بھی انعام میں اضافہ ہوتا ہے، ناشکری کے بول آدمی کو محرومی کی طرف لے جاتے ہیں۔

آخری بات

آخری بات یہ ہے کہ اپنے بڑوں سے جڑ کر رہیں، اپنے اساتذہ سے اپنے شوہروں کو جوڑیں، اپنے علاقہ کے علماء سے اپنے شوہروں کو اور اپنے گھر کے مردوں کو جوڑیں، عام طور پر بیوی سے کوئی نصیحت آسانی سے قبول نہیں کی جاتی ہے، جس سے سن سکتے ہوں اس سے سنانا چاہیے، جس سے اصلاح ہو سکتی ہو ان سے اصلاح کروانا چاہیے، جن سے بلڈ گروپ ملتا ہو ان سے علاج کروانا چاہیے؛ لیکن کوشش جاری رہے، اللہ ہم سب کو عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

وَآخِرُ دَعْوَانَا أَنِ ٱلْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ ٱلْعٰلَمِينَ.

☆☆☆☆☆

تمرینی سوالات

سوال ۱: بیک وقت نکاح کے بعد کتنے رشتے قائم ہو جاتے ہیں؟ نمبر وار تحریر کیجیے؟

سوال ۲: مکمل پردہ کا اہتمام کرتے ہوئے دیور کی خدمت کیسے کی جا سکتی ہے؟

سوال ۳: نند کسے کہتے ہیں؟ مختلف عمر نندوں کے ساتھ حسن سلوک کیسے کیا جا سکتا ہے؟

عورتو! علم کے میدان میں آگے بڑھو

نَحْمَدُهٗ وَ نُصَلِّيْ عَلَى رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ، أَمَّا بَعْدُ! أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيمِ، بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ:

يَرْفَعِ اللّٰهُ الَّذِينَ ءَامَنُوا مِنكُمْ وَالَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ دَرَجٰتٍ.(۱) صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيمُ.

شادی کورس کے مقاصد

میرے عزیزو اور دینی ماؤں بہنو! جو آپ حضرات کو جمع کیا گیا ہے، اور یہ جوٹوٹی پھوٹی کوشش ہورہی ہے، وہ اس لئے ہورہی ہے کہ پورا دین زندگی میں آجائے، عقیدہ بھی درست ہوجائے، نماز، روزہ، زکوٰۃ اور حج بھی گرفت میں آجائے، ہمارا لقمہ بھی پاک ہوجائے، ہمارا رشتہ بھی جڑ جائے، ہمارا دل بھی اندر کی گندگیوں سے پاک ہوجائے تو پورے دین کا ایک حصہ ہے گھریلو زندگی، پورے دین کا ایک حصہ ہے شادی کی زندگی اور شادی کے بعد کی زندگی، اس سے متعلق یہ اسباق رکھے گئے یہ کلاسس رکھے گئے۔

علم دین کے حاصل کرنے کی برکتیں

آپ سوچیے! کہ بیس پچیس دن میں اتنا دین حاصل ہوسکتا ہے، فکریں اتنی بدل سکتی ہیں، اور ہمارے اخلاق اتنے درست ہوسکتے ہیں، اور اللہ نے گھر کے سارے کام کاج کے ساتھ بیوی بچوں کی ضروریات کے ساتھ یہ سارے کام کرنا ہمارے لئے آسان کردیا، یہ علم دین کی برکت ہے، دو واقعات میں آپ کو سناتا ہوں۔

---

(۱) المجادلۃ:۱۱

نوٹ: مفتی صاحب کا یہ کلیدی خطاب مدرسہ کہف الایمان، صفدر نگر، بورابنڈہ، حیدرآباد میں ہوا۔

پہلا واقعہ

حضرت رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک صحابی آئے اور انہوں نے شکایت کی، یا رسول اللہ! ﷺ یہ میرا بھائی ہے، جو آپ کے پاس بیٹھا رہتا ہے، دکان اور کاروبار کا سارا بوجھ مجھ پر ڈال دیا ہے، آپ اس کو سمجھائیں کہ وہ آ کر کاروبار میں بھی حصہ لے، حضرت آقا ﷺ نے ان کی خاص نوعیت دیکھتے ہوئے فرمایا: ''لَعَلَّكَ تُرْزَقُ بِهِ''(۱) کہ شاید تجھے جو دکان میں روزی مل رہی ہے، اس قرآن وحدیث کا علم حاصل کرنے والے بھائی کی برکت کی وجہ سے مل رہی ہے، جو بھائی قرآن وحدیث کا علم حاصل کرنے میں لگا ہوا ہے، اللہ تمہارے میرے مال میں بھی برکت دیں گے، اگر میں نے اور آپ نے علم دین کو اپنی زندگی کا حصّہ بنالیا۔

دوسرا واقعہ

شام ایک ملک ہے جسے آج کل ''سیریا'' کہا جاتا ہے، اس ملک کے اندر ایک عالم (ابھی بھی وہ خاندان موجود ہے) عبد الرحمٰن العفارؒ قبر کھودنے والے صاحب تھے، ایک خاتون آئی اور انہوں نے کہا: ایک جنازہ آرہا ہے قبر کھود دیجئے، عبد الرحمٰن جو قبر کھودنے کا کام کرتے تھے انہوں نے قبر کھودی، ایک لڑکے کا پھر جنازہ آیا، انہوں نے جنازے کو قبر میں رکھا بھی نہیں، کہ سر کی آنکھوں سے ایسا دیکھا کہ جنت اللہ نے کھول دی ہے اور یہ بچہ جنت میں پہنچ گیا ہے۔ اور یہ اسی زمانے کا واقعہ ہے پرانے زمانے کا نہیں ہے، اور یہ خاندان ملک شام میں موجود ہے، اس قبرستان کا نام ہے، ''دحداح'' پھر کچھ دن کے بعد وہی عورت آئی، اور اس نے آکر کہا: کہ جنازہ آرہا ہے قبر کھود دیجئے، انہوں نے قبر کھودی اور جنازہ قبر میں لاکر رکھ دیا تو اللہ نے قبر کی زندگی کی نعمتوں کو کھول دیا، یہ شیخ عبد الرحمٰن

---

(۱) ترمذی، حدیث نمبر: ۲۳۴۵

دوڑے ہوئے اس عورت کے پیچھے آئے، اور کہا: اے اللہ کی بندی! تم کہاں سے آئی ہو؟ اس سے پہلے بھی تم جنازہ لے کر آئی تھی، اس خاتون نے کہا: یہ جو پہلے جنازہ آیا تھا وہ میرا بیٹا تھا جو قرآن وحدیث کا علم حاصل کرتا تھا، اور جو دوسرا بیٹا تھا وہ پہلے بیٹے کی خدمت کرتا تھا کاروبار کے ذریعہ سے، جو پہلا بیٹا قرآن و حدیث کا علم حاصل کرنے کے لئے یکسو ہے، تو اس قبر کھودنے والے نے بتلایا کہ اسی لئے تو میں نے دیکھا کہ دونوں بیٹوں کے ساتھ اللہ نے زبردست اعزاز و اکرام کا معاملہ کیا، وہ قبر کھودنے والے شخص (شیخ عبد الرحمٰن العقار) دوڑتے ہوئے دمشق کی جامع مسجد ''مسجد توبہ'' میں آئے، تاکہ علم حاصل کریں اور آکر وہاں کے عالم سے کہا کہ حضرت! میں پڑھنا چاہتا ہوں، تو ان عالم دین نے کہا: تمہاری عمر ۴۵ / ۵۵ سال ہو چکی ہے تم کیا پڑھو گے؟۔ اس نے کہا نہیں! نہیں! میں نے تو یہ منظر دیکھا ہے مجھے بھی برزخ کا وہ انعام چاہیے، مجھے آپ پڑھنے کا موقع دیجئے، انہوں نے پڑھنا شروع کیا، وہ پورا خاندان علمی اعتبار سے پورے ملک شام میں آج زبردست مقام رکھتا ہے، آج اس ایک قبر کھودنے والے شخص کی طرح علم دین کا سفر آگے جاری رکھیں، آپ پیچھے نہ ہٹیں۔

حصول علم کے لئے قربانیاں دیجئے

تھوڑے مجاہدے، تھوڑی قربانیاں، تھوڑی راحتوں کو ترک کر دینا چاہیے، ایک بہت بڑے عالم گزرے ہیں: شیخ ابو الفتاح غدہ، انہوں نے ایک کتاب لکھی: ''العلماء العزّاب الذین آثرو العلم علی الزواج'' وہ علماء جنہوں نے نکاح نہیں کیا، علم دین میں اتنے مصروف ہو گئے کہ انہوں نے اپنی حفاظت کے ساتھ، اپنی پوری پاکیزگی کے ساتھ، اپنے بارے میں پورا اطمینان حاصل کرتے ہوئے پوری زندگی علم کے حاصل کرنے میں لگا دی، ان کی جیسی قربانی تو ہمیں نہیں دینا ہے؛ لیکن تھوڑا سا فون کے غلط استعمال سے بچیں، تھوڑا سا فضول

بکواس سے اپنے آپ کو بچائیں،تھوڑا سا اپنی زندگی کو منظم کیجئے،الگ سے توفیق مانگئے اللہ سے اپنے حافظے اور Memory میں برکت مانگیے۔

☆ ایک بڑے عالم گزرے ہیں شیخ سلیمان الجمل ''تفسیر جلالین'' ایک کتاب پڑھائی جاتی ہے،اس کا حاشیہ انہوں نے لکھا ہے،مصر کے رہنے والے تھے،ان کے بارے میں شیخ عبدالفتاح ابوغدّہ نے نقل فرمایا ہے کہ لکھنا بھی نہیں جانتے تھے اتنے بڑے عالم کیسے بنے؟ اتنے بڑے مصنف اور مفسر کیسے بنے؟ وہ پڑھنے والے بچوں کو بلاتے اور مختلف تفسیریں پڑھواتے،مختلف فن کی کتابیں پڑھواتے اور پھر اسکے بعد اللہ نے ذہن اتنا بنایا تھا کہ وہ املا کرواتے اور لکھواتے تھے،اللہ نے بڑی بڑی کتابیں انکے ذریعہ سے تیار فرمائی ہیں، لکھنے کی صلاحیت کے بغیر اتنا بڑا کام ہوگیا۔

☆ محمد بن جریر طبریؒ بڑے مؤرخ تھے، ان کے شاگرد سے کہا: تفسیر پڑھو گے تین ہزار صفحات پر لکھ رہا ہوں،شاگرد نے کہا: حضرت! لوگ مر جائیں گے پڑھتے پڑھتے، ناقدرے ہیں اس زمانے کے لوگ،ٹھیک ہے تیس ہزار کی تفسیر تین ہزار صفحات میں لکھ دوں گا، انہوں نے حضرت آدمؑ سے لے کر موجودہ زمانے تک کی تاریخ لکھی،محمد بن جریر طبری سےؒ اسی پچاس،ساٹھ کی عمر میں کام ہوا کھانے پینے کی ضروریات کے ساتھ ہوا۔

☆ابو اسحاق شیرازیؒ فرماتے ہیں کہ لوبیا (ماش کی دال) کھانے کی خواہش تھی،زندگی گزر گئی کھانے کی خواہش پوری نہیں کی،آستین میں روٹیاں رکھ لیتے تھے، بڑی بڑی آستینیں ہوا کرتی تھیں؛ تاکہ پکانے میں وقت نہ جائے، ستو پھانکتے تھے،تاکہ چبانے میں وقت نہ جائے۔

☆ حضرت مفتی سعید صاحب پالن پوریؒ نے اپنی بیوی کو گھر میں حافظہ بنایا،اپنی بہوؤں کو اپنے ہاتھوں پر حافظ بنایا، وہ کہتے تھے کہ صبح کا سالن رات

میں پکالو،صبح کی روٹی رات میں پکالو،فجر کے بعد میں سبق سنوں گا،پوتروں کے قرآن کا حفظ بہوؤں نے کرادیا،حضرت مفتی سعید صاحب پالن پوریؒ فرماتے تھے: کہ جب میری بہویں اور بیوی حافظ بن گئیں تو مجھے پتہ ہی نہیں چلا کہ میرے پوترے کب حافظ بن گئے؟ عورتوں کی دل چسپیاں، پورے مدرسے کے ذمہ داروں کا تجربہ ہے کہ جن کی مائیں حافظہ ہوتی ہیں، تجوید کی ماہر ہوتی ہیں، ان بچوں کا علمی سفر جلدی پورا ہوجاتا ہے، تھوڑا سا رہنے، سونے اور جاگنے کے نظام کو بدلنا چاہیے اپنے آنسوں کو چولہے، چکی، برتنوں اور ہانڈیوں اور ساس بہو کے جھگڑے پر ضائع کرنے کے بجائے اونچی تمناؤں اور اونچی دعاؤں پر لگانا چاہیے۔

☆ابن خشّاف عبد اللہ احمدؒ کو کپڑوں کا بھی ہوش نہیں رہتا، عمامہ اتنا میلا ہوجاتا کہ کبوتر شملے پر آکر بیٹھتے گندگی کردیتے اور پگڑی ایسے ہی باندھ لیتے تھے۔

☆اس زمانے میں ایک بڑے عالم ہیں، اللہ نے پچاس جلدوں میں حدیث کی خدمت لی ہے،مولانا لطیف الرحمٰن بہرائچی نقشبندی مکی دامت برکاتہم آپ کا کپڑا پھٹا ہوا ہے، اس کا خیال بھی نہیں، عمامہ کے درست کرنے کی بھی فکر نہیں، اور تصنیفی کام میں مصروف ہیں حدیث کے جمع کرنے کا کام چل رہا ہے۔

علم کے لئے سفر کریں

اپنے علاقوں کو چھوڑیں، محدثین اور علماء ایک ملک سے دوسرے ملک چلے جاتے تھے علم حاصل کرنے کے لئے، ایک برّ اعظم سے دوسرے برّ اعظم چلے جاتے تھے، ایشیا سے نکل کر بغداد اور مدینہ منورہ جاتے تھے، اور ہم ایک محلہ سے دوسرے محلے، ایک گلی سے دوسری گلی میں جانے کے لئے تیار نہیں، ہم فون کے غلط استعمال سے بچتے ہوئے آن لائن کلاس میں شریک نہیں ہوسکتے، اگر

آپ زندگی کو کامیاب بنانا چاہتے ہیں، اللہ اور رسول ﷺ کے لئے جینا چاہتے ہیں، اگر آپ آخرت کے لئے جینا چاہتے ہیں، اگر آپ ملک کے لئے جینا چاہتے ہیں، اگر آپ امت کے لئے جینا چاہتے ہیں، اگر آپ ایسے جینا چاہتے ہیں کہ آپ کے بعد شاگردوں کی ایک فوج تیار ہو، قرآن پڑھنے والی ایک تعداد تیار ہو، امانت دار ڈاکٹروں اور منصف وکیلوں کی ایک جماعت تیار ہو، آپ کے ذریعہ سے مکاتب قائم ہوں، اسکولس اور مدارس قائم ہوں، آپ بانجھ بن کر مرنا نہیں چاہتے ہیں، تو آپ علم دین حاصل کیجئے۔

جوڑنے والے بنیں

اللہ تعالیٰ سے حوصلہ مانگیں، جوڑنے والے بنیں توڑنے والے نہ بنیں، کہنے والے نے صحیح کہا، توڑنے والوں کے محل بھی ویران ہیں، جوڑنے والوں کی قبریں بھی آباد ہیں، ہم امت کو جوڑنے والے ہیں توڑنے والے نہ بنیں۔

کسی مسلمان کو حقیر نہ سمجھیں

حضرت مفتی شفیع صاحبؒ، اور شیخ الحدیثؒ یہ واقعہ بتاتے تھے، ''حیات الحیوان'' میں یہ واقعہ لکھا ہوا ہے۔

پہلا واقعہ: شیخ ابوعبداللہ اندلسی بڑے محدث تھے، فن قرآن کے ماہر تھے، بڑے لوگوں کی باتیں بڑی ہوتی ہیں، بڑے لوگوں کی چھوٹی باتوں پر بھی گرفت ہوجاتی ہے، جو بیٹا جتنا چہیتا ہوتا ہے، اس کی غلطی پر اس کو اتنا ٹوکا بھی جاتا ہے، ابوعبداللہ راستہ سے گزر رہے تھے، راستہ میں ایک چرچ پر نظر پڑی، دل میں سوچنے لگے کیسے لوگ ہیں مورتی کی پوجا کرتے ہیں ہلکے پن سے، اللہ نے ان کا مواخذہ کیا، پورا علم ایک کبوتر کی شکل میں دل سے نکلتا ہوا نظر آیا، اس کے بعد آگے گئے، دیکھا کہ ایک کنویں پر ایک عیسائی عورت پانی نکال رہی تھی، یہ اس پر فدا ہوگئے، یہاں تک کہ اس سے نکاح کرنے کے لئے اس کے باپ

سے ملے، باپ وہاں کا پادری تھا، میں اپنی بیٹی ایک شرط پر دے سکتا ہوں کہ آپ عسائی بن جائیں، میں اپنی بیٹی اس شرط پر دوں گا کہ آپ ہمارے پاس خنزیر چراتے ہوئے رہیں گے۔

سوچئے! اللہ کے یہاں کتنی دیر لگتی ہے، فقیر کو امیر، امیر کو فقیر بنانے میں، اللہ کے یہاں منبر ومحراب سے اتار کر گندے اڈوں پر پہنچا دینے میں، اور گندے اڈوں سے نکال کر منبر ومحراب تک پہچانے میں، ابوعبداللہ اندلسی راضی ہو گئے اس لڑکی سے نکاح کیا، اور جس عصاء کو پکڑ کر وہ اپنے شہر کی جامع مسجد میں خطبہ دیا کرتے تھے، اس عصاء اور اس لکڑی سے خنزیر چرانے لگے، ان کے عمامہ پر خنزیر کا پائخانہ گرتا، ان کے مریدوں میں حضرت جنید بغدادیؒ ہیں، ان کے شاگردوں میں حضرت علامہ شبلیؒ ہیں، کہا حضرت! یہ کیا ہو گیا؟ دعا کرو، وہ ملک میں گئے اور اپنے شیخ کے لئے دعا کرنے لگے، ایک شاگرد ایک مرتبہ ملنے گئے، حضرت! قرآن یاد ہے؟ کچھ یاد نہیں سوائے ایک آیت کے، اسّی ہزار حدیثیں آپ کو یاد تھیں، آپ کو کچھ حدیثیں یاد ہیں؟ فرمانے لگے، ہاں صرف ایک حدیث یاد ہے، "مَنْ بَدَّلَ دِيْنَه فَاقْتُلُوْهُ"(۱) اللہ کا کرنا ان کے اعمال اور شاگردوں کی دعائیں، اللہ کا کرم متوجہ ہوا، انہوں نے اس گناہ سے معافی مانگی، پھر اس کے بعد اپنے ملک واپس آئے، نہا دھو کر عبادت میں بیٹھ گئے، کچھ دن بعد وہ عیسائی لڑکی بھی اسلام قبول کر کے آئی، دونوں نے اپنی زندگی اطاعت وعبادت میں گزاری، ایمان والے کو ہلکا سمجھنا، ایمان والے کے عیب بولتے پھرنا یہ بہت بڑا گناہ ہے۔

دوسرا واقعہ: حضرت عمرؓ کے پاس ایک شخص آیا، حضرت! میری بیٹی سے گناہ ہو گیا تھا، اس کو سزا دی گئی، آج اس کا رشتہ آیا وہ توبہ کر چکی ہے، کیا میں

(۱) بخاری، حدیث نمبر: ۶۹۲۲

اس کا یہ گناہ لوگوں کو بتلاؤں؟ حضرت عمرؓ نے فرمایا: اگر وہ توبہ کرچکی ہے تو بلاضرورت اس کا یہ عیب کسی کے سامنے نہ بتلاؤ، حضرت عمرؓ نے فرمایا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے حدیث سنی ہے، ''مَنْ سَتَرَ عَوْرَةً فَإِنَّمَا اِسْتَحْيَا مَوؤُدَةً فِيْ قَبْرِهَا''(۱) جو کسی عورت کے عیب پر پردہ ڈالے، اس کو اللہ اتنا ثواب دے گا، جیسا کہ کوئی زندہ لڑکی کو دفن کردے، تو اس کو زندہ کرنے کا جو ثواب ہوسکتا ہے وہ ثواب اللہ اس کے عیب پر پردہ ڈالنے پر عطا فرمائیں گے۔

دوسروں کے عیوب پر پردہ ڈالیں

اصلاح کی غرض سے کسی کو بولنا، شیخ کو بولنا، مفتی صاحب کو بولنا، استاذ کو بولنا، باپ کو بولنا الگ ہے اور غیر ضروری اور غیر متعلقہ انسان کے سامنے کسی عیب کو بولنا فساد کا ذریعہ ہے، اپنے نفس کو خوش کرنے کا ذریعہ ہے، تکبر اور عجب کی علامت ہے۔

ترکی میں ہماری ملاقات ملک شام کے ایک عالم دین سے ہوئی، انہوں نے بتلایا کہ ایک بڑے عالم دین نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں دیکھا آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ فرماتے ہیں: کہ مجھے فلانے کے گھر پر لے جاؤ، ایک عام آدمی کا نام لیا، انہوں نے سوچا کہ میں خود ایک بڑا عالم ہوں، علاقے میں اور بھی علما ہیں؛ لیکن یہ کیوں کہا جارہا ہے؟ یہ ملاقات کے لئے اس بندے کے پاس گئے، انہوں نے پوچھا کہ تمہارا کیا خاص عمل ہے؟ کہ حضرت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمہارے گھر پر آنا چاہتے ہیں، تو وہ رونے لگا اور اس نے کہا: بات دراصل یہ ہے کہ میرا نکاح ہوا اور نکاح کے بعد جب میری گھر والی سے ملاقات ہوئی تو میں نے دیکھا کہ وہ کچھ مہینے سے امید سے بھی ہے، میں حیران ہوگیا میں نے اس سے کہا: اے اللہ کی بندی! کیا بات ہے؟ وہ بہت روئی اور گڑگڑائی، اور کہا: کہ میں نے گناہ

(۱) الموسوعة الحديثية، حديث نمبر: ۱۴۰۱

کیا ہے، میں توبہ کر چکی ہوں، آپ مجھے معاف کر دیجئے، اس شخص نے کہا: اللہ کی طرف متوجہ ہوکر کہ اے اللہ! میں اس کے عیب کو چھپانا چاہتا ہوں، معاف کرنا چاہتا ہوں، آپ ہی کچھ تدبیر بتا دیجئے، ہفتہ، پندرہ دن، مہینہ، دو مہینہ میں بچہ پیدا ہو گیا، اب دنیا والوں کے سامنے جائے بھی تو کیسے جائے؟ اللہ نے ایک ترکیب ڈالی، وہ اس بچہ کو لے کر فجر کی نماز میں گیا، جب نماز شروع ہوگئی تب بچہ کو مسجد کی دہلیز پر رکھ کر نماز میں شریک ہو گیا، نماز ہو گئی، سلام پھیرنے کے بعد مصلّی آئے، کس نے اس بچہ کو یہاں رکھ دیا؟ یہ کس کا بچہ ہے؟ دہلیز سے بچہ کو اٹھا کر دیکھنے لگے، اس عالم دین نے مجھے بتایا کہ وہ نوجوان آگے بڑھا، اور کہنے لگا: شاید یہ لاوارث بچہ ہے، اے مسجد والو! گواہ ہو جاؤ کہ میں اس بچہ کی پرورش کی ذمہ داری لوں گا، اور وہ بچہ لا کر اپنی بیوی کو دے دیا جو بچہ حقیقت میں اس کا تھا جس سے ولادت ہوئی تھی، اس کا عیب بھی چھپایا، بچہ بھی لوٹایا اور دنیا والوں کے سامنے آبرو بھی رکھ لی؛ اس لیے شاید حضرت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسی علاقے میں میرے گھر پر آنا چاہتے تھے، اللہ تعالیٰ ہم سب کو دین سیکھنے اور دینی خدمات کے لئے قبول فرمائیں۔ آمین

وَآخِرُ دَعْوَانَا أَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِينَ.

☆☆☆☆☆